الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ
خانقاہ یار علویہ کا نقیب مسلکِ اعلیٰ حضرت کا پاسبان
سہ ماہی
پیامِ شعیب الاولیاء
براؤں شریف
نومبر و دسمبر ۔ جنوری ۔ ۲۰۲۲، ۲۰۲۳
زیر سرپرستی
نبیرۂ شعیب الاولیاء وشہزادۂ مظہر شعیب الاولیاء شیخ طریقت
حضرت علامہ الحاج
غلام عبد القادر چشتی
خانقاہ فیض الرسول و نائب ناظم اعلیٰ:
دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف
مرشد اجازت حضور شعیب الاولیاء ستھن شریف امیٹھی
۱) وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
۲) عقیدۂ ختمِ نبوت کی اہمیت
۳) مزارات پر حاضری تعلیماتِ رضا کی روشنی میں
۴) خوشامدی کے نقصانات
۵) آزادیٔ ہند میں مدارس کا کردار اور موجودہ حکومت کا رویہ
چیف ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری

خانقاہ فیض الرسول یار علویہ کا دینی، علمی فکری، اصلاحی و روحانی مجلہ

سہ ماہی پیامِ شعیب الاولیاء

براؤں شریف

سرپرست اعلیٰ
نبیرۂ شعیب الاولیاء
شہزادۂ مظہر شعیب الاولیاء
شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ
غلام عبد القادر چشتی
خانقاہ فیض الرسول و نائب ناظم اعلیٰ
دار العلوم اہلسنت فیض الرسول
براؤں شریف

نائب سرپرست
نبیرۂ مظہر شعیب الاولیاء
و شہزادۂ مختار الاولیاء
محمد مسعود احمد رضا علوی
سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول و ناظم اعلیٰ
دار العلوم اہلسنت فیض الرسول
براؤں شریف

شمارہ نمبر (۴)

ربیع الاخر۔ جمادی الاولی۔ جمادی الاخر ۱۴۴۴

نومبر، دسمبر۔ جنوری۔ ۲۰۲۲،۲۰۲۳

چیف ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری
7081182040

نائب ایڈیٹر
محمد نعیم امجدی اسمٰعیلی
9984896902

مدیر اعزازی:
عمران علی یار علوی
7309992729

معاونین ایڈیٹر
شاہد رضا امجدی جامعی
نازش المدنی مرادآبادی

(مشیر اعلیٰ) ابو الحماد محمد مجیب الرحمٰن قادری

مجلس ادارت

مفتی واجد علی یار علوی مالیگاؤں
مفتی منظور احمد یار علوی ممبئی
مولانا اسلام الدین احمد انجم فیضی
مفتی ابو الحسن مصباحی بہرائچ شریف
مفتی شعیب رضا نظامی ہماری آواز
مفتی احمد رضا نظامی علیمی ممبئی
مولانا عبد الحفیظ علیمی ممبئی
مولانا عبد المبین مصباحی بہرائچ شریف
مفتی شمیم رضا اویسی گھوسی
مفتی نوشاد عالم امجدی بہار
مولانا برکت اللہ فیضی
مفتی رئیس احمد ازہری برئی کنڈہ
مولانا احمد حسین یاسین پور الہ آباد
مولانا قمر انجم فیضی
مولانا محمد افضل علیمی

مجلس مشاورت

صاحبزادہ محمد جمال احمد علوی
صاحبزادہ محمد احمد علوی
صاحبزادہ محمد یوسف علوی
صاحبزادہ علی مرتضی علوی
صاحبزادہ علی احمد علوی
صاحبزادہ ڈاکٹر غلام حسنین علوی
سید محمد ثاقب
پیر اشرف الجیلانی شمیم بھیا
مولانا سید کاظم الرحمن
حافظ و قاری سید ابرار حسین بلرام پور
مولانا شبیر الٰہی قادری
مولانا احسان احمد فیضی
مولانا سعود رضا امجدی سیوانی
مفتی عارف رضا امجدی گڑھوا
مولانا انیس الرحمن بہرائچ شریف
مولانا عقیل احمد رضوی جالون
مولانا ریحان اشرفی
حافظ محمد صدام حسین رضوی
مولانا محبوب احمد فیضی نیپال
حافظ و قاری عبد اللطیف رضوی
واجد علی قادری یار علوی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ
صاحبزادہ محمد ارشد علوی قادری
منیجر سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں
شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی انڈیا
708 118 2040
956 552 5306
786 003 8638

Quarterly
THE PAYAM-E- SHUAIBUL AULIA
Village & Post. Baraon Shareef,
Distt. Siddharth Nagar, U.P. India Pin 272153
E-Mail. Payameshuaibulauliya@gmail.com

صاحبزادہ محمد اظہر علوی قادری نے علوی گرافکس رسول پور سے چھپوا کر دفتر سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف سے شائع کیا۔

اس شمارے میں

حمد باری تعالیٰ

کن سے کل ارض وسماوات بنانا تیرا
ہے پرے عقل سے ہر ایک کرشمہ تیرا

تو ہے خلاّقِ دوعالم تو ہے سب کا مالک
نام ہر شئے پہ لکھا ہے مرے مولیٰ تیرا

قدسی و جن و بشر ماہ و نجوم و خورشید
کرتے ہیں سب ہی بیاں وصف حمیدہ تیرا

تو کھلاتا ہے پلاتا ہے جلاتا ہے تو ہی
ہے کس و ناکس و مجبور پہ سایہ تیرا

کوششیں کرلے کوئی لاکھ گرانے کی اسے
گر نہیں سکتا کبھی جو ہے سنبھالا تیرا

مجھ گنہگار پہ رحمت کی نظر فرمادے
تو مرا خالق و مالک میں ہوں بندہ تیرا

تیری رحمت ہے جو امید بندھا دیتی ہے
کبھی مایوس نہیں کرتا بھروسہ تیرا

زندگی میں مجھے توفیق خدایا دے دے
چشمِ پرنم سے کبھی دیکھ لوں کعبہ تیرا

بخش توفیق متینی کو اے ربّ اکبر
یہ یونہی کرتا رہے ذکر ہمیشہ تیرا

شاداب متینی علیمی سدھارتھ نگری مقیم حال واپی گجرات

دعائیہ کلمات

شہزادۂ مخدوم جہانیاں جہاں گشت، چشم و چراغ خاندان سادات ایرایاں شریف شیخ طریقت گل گلزار قادریت محبوب المشائخ خلیفۂ حضور گلزارِ ملت، محبوبِ تاج الشریعہ یادگار اسلاف حضرت علامہ الشاہ

سیّد عبدالقدیر میاں قادری حسینی بخاری دامت برکاتہم العالیہ

المعروف حضور بہار الہند خانقاہ قادریہ سہروردیہ جاجموٗ شریف کانپور یوپی

بحمدہ تعالیٰ وتقدّس! 18 ربیع الآخر 1444ھ بروز پیر فقیر قادری کو اطلاع ملی کہ "سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء" جلد چہارم عنقریب زیور طباعت سے آراستہ ہوکر ارباب علم و معرفت کی نذر ہونے والا ہے ماشاء اللہ یہ جملہ طالبان علوم نبویہ اور شائقین مطالعہ کے لئے بڑی اچھی خبر ہے کیونکہ رسالہ ھٰذا عقائد شرعیہ وفضائل بزرگاں اور اصلاح مفاسد کے مضامین پر مشتمل نایاب رسالہ ہے اور بالخصوص سیّدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی تعلیمات کا عظیم شاہکار ہے۔ فقیر قادری جملہ اراکین شعبۂ ادارت واشاعت کو قلبی مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے اللہ کریم سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء کو مزید شہرت ومقبولیت عطا فرمائے اور حضور شعیب الاولیاء کے علمی وروحانی فیضان سے ہم سب کو مالا مال فرمائے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ حبیبك الکریم علیه الصلاۃ و التسلیم

فقیر قادری سیّد عبدالقدیر قادری حسینی بخاری خانقاہ قادریہ سہروردیہ جاجموٗ شریف کانپور

باغ ولایت کے گل سرسبد

اداریہ

از: صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی
چیف ایڈیٹر سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء
وخانقاہ فیض الرسول یارعلویہ براؤں شریف

ماہ ربیع الآخر اسلامی سال کا چوتھا مہینہ ہے اور اسی ماہ ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو مسلمانان اہل سنت بڑی دھوم دھام کے ساتھ "گیارہویں شریف" مناتے ہیں اور عالم اسلام کی عظیم المرتبت وعبقری شخصیت پیران پیر روشن ضمیر قطب الاقطاب حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عالی میں نذر و نیاز وغیرہ پیش کر کے محبت وعقیدت کا ثبوت دیتے ہیں۔ ایسا صرف اس لئے ہوتا ہے کہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے خود خداوند قدوس اور اس کی تمام خدائی بھی اس کی ہو جایا کرتی ہے۔ باغِ ولایت کے گل سرسبد سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتوں کے بارش میں نہائے ہیں، تاجدارِ ولایت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم کے موسم اور حسنی حسینی رنگ ومہک لئے ہوئے عابدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باغ میں کھلے ہیں۔ مجدد اعظم امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

نبوی مینہ، علوی فصل، بتولی گلشن
حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت نادرۂ روزگار ہے۔ 471 ہجری میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی 561 ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔ اس طرح آپ کی عمر شریف 90 / سال کی ہوتی ہے۔ اس میں سے آپ نے 33 / سال تدریس و افتاء اور 40 / سال ارشاد خلق میں بسر فرمائی۔ آپ کی سوانح حیات کے مطالعہ سے عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ کیسے کیسے خدا ترس اور اللہ کے نیک بندے ہوا کرتے تھے۔ فرائض، واجبات اور سنن کی بات ہی نہیں بلکہ نوافل، عبادت و ریاضت، محنت ومشقت اور مجاہدات کے وہ روشن مینارے ملتے ہیں کہ اگر ان کی اتباع کی جائے تو دنیا و آخرت میں فلاح وظفر قدم بوسی کو آئیں۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ وہ جدھر گزرے اُدھر ہی روشنی ہوتی گئی حضرت سیدنا حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت و ریاضت اور مجاہدات سے متعلق "اخبار الاخیار" کے صفحہ 17، 18 پر خود حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہوئے قمطراز ہیں: میں پچیس سال تک عراق کے کھنڈروں اور صحراؤں میں گھومتا رہا۔ اس حالت میں نہ کوئی مجھے پہچانتا تھا اس مدت میں رجال الغیب اور جنات میری بارگاہ میں آتے اور مجھ سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ چالیس سال کی مدت تک متواتر نماز عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتا رہا۔ اور پندرہ سال تک نماز عشاء پڑھنے کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کا آغاز کرتا اور سحر کے وقت پورا کلام پاک ختم کر دیتا بایں حالت کہ ایک پیر پر کھڑا ہوتا اور دیوار کی کھونٹی کو ہاتھ سے پکڑے ہوتا اور چالیس چالیس روز تک نہ کھاتا نہ سوتا۔ گیارہ سال تک بغداد کے ایک برج میں خدا کی عبادت میں مشغول تھا میرے طول قیام کی وجہ سے اس برج کا نام برج عجمی پڑ گیا۔ اور وہیں میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ جب تک میں کھلایا نہ جاؤں کھاؤں گا نہیں۔ ایک طویل مدت تک اسی پر عمل بھی رہا میں اس عہد کو ہرگز نہ توڑتا مگر ایک وقت ایسا آیا کہ سیاحت کے دوران ایک شخص میرے پاس آیا اور مخالفت نہ کرنے اور صبر کرنے کی شرط کے ساتھ دوستی کی گذارش کیا۔ ایک دن وہی شخص مجھے ایک جگہ بیٹھا کر چلا گیا اور وعدہ لے لیا کہ جب

تک واپس نہ آؤں اس وقت تک یہیں بیٹھے رہنا۔ چنانچہ ایک سال تک میں اسی حال میں رہا یہاں تک کہ ایک سال کے بعد واپس آیا اور مجھ سے پھر وعدہ لے کر چلا گیا اسی طرح تین مرتبہ ہوا آخر مرتبہ اپنے ساتھ روٹی اور دودھ لایا اور کہا کہ میں "خضر" ہوں۔ میں مامور کیا گیا ہوں کہ تمہارے ساتھ یہ کھانا کھاؤں۔ بایں طور ہم دونوں نے اسے مل کر کھایا اس کے بعد کہا اٹھو، سیاحت ترک کرو، بغداد جاؤ اور وہیں سے مخلوق خدا کی ہدایت ورہبری کرو۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں اس مختصر سی عبارت میں حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا کون سا گوشہ نہیں ہے؟ تقریباً سبھی موجود ہیں تجرد وتفرد کی زندگی بھی ہے فنافی اللہ کی جدو جہد بھی، دنیا سے بے رغبتی کے ساتھ ہی ارشاد وہدایت مخلوق خدا بھی، فرائض و واجبات اور سنن کی ادائیگی بھی وضو پر مواظبت، تہجّد ونوافل کی پابندی، تلاوت قرآن پاک بھی، مجاہدات وریاضت کے دوش بدوش علو ہمت، استقامت، پابندی عہد، صبر وشکر اور رضائے دوست بھی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عالی میں آج دنیا والے سرِ نیاز خم کر رہے ہیں، خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور غوث الاعظم، غوث الثقلین، محی الدین قطب الاقطاب، شیخ الکل وغیرہ القاب وخطابات سے یاد کرتے ہیں۔ خداوند قدوس ہم تمامی مسلمانوں کو اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

پیرانِ پیر کے دیوانوں سے اپیل:

خانقاہ فیض الرسول یارعلویہ براؤں شریف کی جانب سے نکلنے والا مجلہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء کے تین شمارے منظرِ عام پر آ چکے ہیں، تینوں شمارے انتہائی مقبول ہوئے تیسرا شمارہ ملکِ بھارت کی کئی لائبریریوں میں بھی پہنچ چکا بالخصوص جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی اور جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی لائبریری میں، اہل علم اور عوام اہلسنت نے پسند کیا اور اپنی نیک دعاؤں سے نوازا۔ رسالہ کے چھپنے کے لئے ایک بڑی رقم کی ضرورت پڑتی ہے جس کا باقاعدہ کوئی انتظام نہیں اس لئے جملہ اراکین نے یہ منصوبہ بنایا کہ اہل ثروت اگر ہر ماہ تھوڑی تھوڑی رقم سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء کے لئے دیتے رہیں گے تو تین مہینے میں چھپنے بھر کا انتظام ہو جائے گا اور ہر ماہ دینے والوں کو دین کی تبلیغ واشاعت میں حصہ لینے کا ایسا ثواب ملتا رہے گا جو مرنے کے بعد بھی ختم نہ ہوگا بلکہ ملتا ہی رہے گا۔ اس منصوبہ پر کچھ محبین نے توجہ دی اور تھوڑی سی رقم جمع ہوگئی تھی جس کو چوتھے شمارے میں خرچ کر دیا گیا ہے اگر جملہ احباب ومریدین ومعتقدین ومتوسلین محبین نے ذرا سی اور توجہ دی تو بہت ممکن ہے کہ مجلہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف کے چھپوانے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ رسالہ میں تعاون کرنا بھی صدقہ جاریہ ہی ہے کیونکہ اس کے ذریعہ قرآن وحدیث ودارالافتاء اسلامیات و عصریات واصلاح معاشرہ ذہنی آزمائش و دیگر دینی علوم کو مطالعہ کرنے کا موقع فراہم ہوتا ہے اور اس سے دین کا کام بھی ہوتا ہے اس طرح سے آپ بھی اس نیک کام میں حصہ دار ہو جائیں گے۔

اس لئے ہماری پرزور گذارش ہے اہل ثروت وجملہ مریدین ومعتقدین و متوسلین ومحبین سے کہ رسالہ کے تعاون میں بھر پور حصہ لے کر صدقہ جاریہ میں شریک ہوں اور اپنے دوست واحباب کو بھی اس کار خیر کے لئے اپنی رقم دینے کی ترغیب دلائیں۔ اپنے نام اپنے مرحوم والدین کے نام سے یا کسی بھی مرحوم عزیز یا باحیات عزیز کے نام سے ایک سو، دو سو، تین سو، چار سو، پانچ سو، ایک ہزار، دو ہزار، یا اس سے زیادہ کی ذمہ داری قبول فرمائیں۔ جو ان شاء اللہ عزوجل رہتی دنیا تک اجر وثواب کا باعث ہوگا اور آپ کے لئے سرمایۂ آخرت ہوگا۔ رسالہ کے ممبر بنیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔ ممبر بننے کے لئے رابطہ فرمائیں: 9984896902 / 7081182040

از: شاہد رضا امجدی جامع ضلع گونڈہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشاد باری تعالیٰ ہے

(وسیجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی ومالاحد عندہ من نعمۃ تجزی الاابتغاء وجہ ربہ الاعلی ولسوف یرضی)

ترجمہ کنزالعرفان: ”اور عنقریب سب سے بڑے پرہیزگار کو اس آگ سے دور رکھا جائے گا۔ جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ اسے پاکیزگی ملے اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جانا ہو۔ صرف اپنے سب سے بلند شان والے رب کی رضا تلاش کرنے کے لئے اور بے شک قریب ہے کہ وہ خوش ہو جائے گا“ (پ۳۰، اللیل ۱۷ تا ۲۱) شان نزول جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بہت مہنگی قیمت پر خرید کر آزاد کیا تو کفار کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسا کیوں کیا؟ شاید بلال کا ان پر کوئی احسان ہوگا جو انہوں نے اتنی مہنگی قیمت دے کر انہیں خریدا اور آزاد کر دیا۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں اور ظاہر فرما دیا گیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ ان پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا کوئی احسان ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے علاوہ بھی بہت سے لوگوں کو ان کے اسلام کی وجہ سے خرید کر آزاد کیا، جیسے حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت زہرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ (تفسیر خازن ۹/ ۳۸۵) مفسرین کا اجماع امام علی بن محمد خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! تمام مفسرین کے نزدیک اس آیت میں اس بات پر اجماع ہے کہ سب سے بڑے پرہیزگار سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں (اور یہ آیت آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں ہی نازل ہوئی ہے) (تفسیر خازن ٤/ ٣٨٤) ان آیات مبارکہ میں افضل الناس بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل کے انوار جگمگا رہے ہیں ان میں سے کچھ لمعات و انوار یہ ہیں پہلی فضیلت دنیا میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوگا کیونکہ دنیا میں ایسے بہت سے متقی گزرے ہیں جنہوں نے کبھی کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا یعنی متقین کی اعلیٰ قسم میں ایسے لوگ موجود رہے ہیں تو جو سب سے بڑے متقی ہیں، ان سے گناہ کا ارتکاب کیسے ہو سکتا ہے، پھر آپ رضی اللہ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کرنے والوں پر بھی یہ فضیلت واضح ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی میں کسی گناہ کا ارتکاب نظر نہیں آتا، بلکہ نیکی کے کاموں پر دوسروں سے سبقت لے جانے کا پہلو ہی دکھائی دیتا ہے دوسری فضیلت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا جیسا کہ مذکورہ آیات میں فرمایا گیا

(وسیجنبھا.....)

ترجمہ۔ ”عنقریب اس کو آگ سے دور رکھا جائے گا“

نیز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو ویسے بھی ان ہستیوں میں سے ہیں جن کے بارے میں فرمایا گیا کہ جہنم کے معمولی سی آہٹ تک نہ سنیں گے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے (ان الذین سبقت لھم منا الحسنی اولئك عنھا مبعدون° لایسمعون حسیسھا وھم فی ما اشتھت انفسھم خلدون° لایحزنھم الفزع الاکبر

وتتلقھم الملئکۃ وھذا یومکم الذی کنتم توعدون°)

ترجمہ۔۔۔ ”بے شک جن کے لیے ہمارا بھلائی کاوعدہ پہلے سے ہو چکا ہے وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے، وہ اس کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی دل پسند نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔انہیں سب سے بڑی گھبراہٹ غمگین نہ کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا“۔(پ،۱۷ الانبیاء ۱۰۱ تا۱۰٤) تیسری فضیلت جہنم سے دور رکھے جانے میں ان کے لیے جنتی ہونے کی بشارت بھی ہے کیونکہ جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہیں ان میں سے بعض کے لئے تو مقام اعراف ہے جو جنت وجہنم کے درمیان ہے لیکن اہل تقویٰ میں سے جسے جہنم سے بچنے کی بشارت ہو، اس کے لئے دوسرا مقام جنت ہی ہے،،قرآن مجید میں ہے::

(فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز)

ترجمہ۔۔۔تو جسے آگ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہوگیا۔(پ،٤ آل عمران،۱۸۵) پھر خصوصا تقوی نفس کی بری خواہشات سے بچنے کا ہی نام ہے اور ایسوں کے لئے جنت کی صریح بشارت ہے چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا

(واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی° فان الجنۃ ھی الماوی°)

ترجمہ۔۔۔”اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بیشک جنت ہی ٹھکانا ہے“(پ،۳۰ النزعات ٤۰ تا٤۱) بلکہ جنت کی اصل تیاری ہی متقین کے لئے ہے چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا

(وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السمٰوات والارض اعدت للمتقین°)

ترجمہ۔۔۔”اور اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے وہ پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے“(پ،٤ آل عمران ۱۳۳) چوتھی فضیلت حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سب سے بڑے متقی اور پرہیزگار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں کہ (الاتقی) کا لفظ باتفاق امت آپ کے لئے ہے۔پانچویں فضیلت آیت مذکورہ سے آپ(ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) کا تمام امت مسلمہ سے افضل ہونا بھی معلوم ہوا کیونکہ اللہ تعالی نے آپ کو سب سے بڑا متقی قرار دیا اور سب سے بڑے متقی کو اللہ رب العالمین نے خود ہی سب سے افضل واکرم قرار دیا ہے چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

(ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم°)

ترجمہ۔۔۔”بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے“(پ،۲٦،الحجرات ۱۳) نیز تقوی کا مقام دل ہے جیسا کہ نبی کریم صلی وسلم نے فرمایا،

(والایمان فی القلب ،ثم یشیر بیدہ الی صدرہ ویقول۔التقوی ھاھنا)

یعنی ایمان دل سے متعلقہ مخفی چیز ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا اور دو مرتبہ فرمایا تقوی یہاں ہوتا ہے،،(مصنف ابن ابی شیبہ،ج٦/۱۵۹) جب تقوی کا مقام دل ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مبارک دل کا حال سنیئے امام غزالی علیہ الرحمہ نے بطور حدیث مرفوع اور حکیم ترمذی نے قول ابوبکر بن عبداللہ المزنی کے طور پر نقل فرمایا:

(مافضلکم ابوبکر بکثرۃ صیام ولاصلاہ ولکن بسر وقرنی صدرہ،،

یعنی ابوبکر تم لوگوں سے نماز اور روزے کی کثرت کی وجہ سے آگے نہیں نکلے بلکہ اس چیز کی وجہ سے آگے نکلے ہیں جو ان کے دل میں قرار

پکڑے ہوئے ہے یعنی قوت ایمانی، معرفت ربانی، اورتقوی وخشیت الٰہی،، (احیاء العلوم ج ۱/ ۱۰) آپ رضی اللہ عنہ کے تمام صحابہ سے افضل ہونے پر اہل سنت کا اجماع ہے چنانچہ عقائد نسفیہ میں ہے: (افضل البشر بعد نبینا ابوبکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم علی رضی اللہ عنھم وخلافتھم علی ھذا الترتیب ایضا،،) یعنی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (امت محمدیہ میں) سب سے افضل ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان ذوالنورین پھر علی المرتضی رضی اللہ عنھم ہیں اور ان کی خلافت بھی اسی ترتیب سے ہے،، (العقائد النسفیہ مع شرح للتفتازانی ص: ۱۳۱) امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ""اہلسنت وجماعت کا اجماع ہے کہ مرسلین ملائکہ ورسل وانبیائے بشر کے بعد حضرات خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالی علیہم تمام مخلوقِ الٰہی سے افضل ہیں کوئی بھی ان کی بزرگی وعظمت کو نہیں پہنچ سکتا"" مزید فرمایا" پھر ان کی باہم ترتیب یوں ہے کہ سب سے افضل صدیق اکبر، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولی علی رضی اللہ تعالی عنہم" نیز فرمایا"" بالجملہ مسئلہ افضلیت ہرگز باب فضائل سے نہیں جس میں ضعاف (ضعیف حدیثیں) سن سکیں بلکہ مواقف وشرح مواقف میں تو تصریح ہے کہ باب عقائد سے ہے اور اس میں احاد صحاح (صحیح لیکن خبر واحد روایتیں) بھی نامسموع"" (فتاویٰ رضویہ ۲۸/ ۴۷۸) چھٹی فضیلت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تمام صدقات وخیرات قبول اور اعلی درجے کے اخلاص پر مبنی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان کے راہ خدا میں دیے گئے ہر مال کے متعلق فرمایا۔

کہ ان کا مقصد دکھاوا اور ریاکاری نہیں بلکہ (یتزکی) ہے یعنی" تاکہ اسے پاکیزگی ملے،، اور اللہ تعالی اچھی نیت والے کے اعمال کو ضائع نہیں کرتا،، چنانچہ فرمایا "

(ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین°) ترجمہ" بے شک اللہ تعالی نیکی کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا" (پ ۱۱، التوبہ ۱۲۰) پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مال خرچ کرنے پر بشارت دی کہ اللہ تعالی ان سے راضی ہو جائے گا۔ چنانچہ فرمایا۔

(ولسوف یرضی)

ترجمہ۔" بے شک قریب ہے کہ وہ خوش ہو جائے گا" (پ ۳۰ اللیل ۲۰) نیز آپ رضی اللہ عنہ کے اعلی درجے کے اخلاص کی گواہی اللہ تعالی نے یوں دی ہے۔ فرمایا:

(الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی)

ترجمہ۔" صرف اپنے سب سے بلند شان والے رب کی رضا تلاش کرنے کے لئے" (وہ اپنا مال خرچ کرتا ہے) (پ،۳۰، اللیل ۲۰) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خوبصورت مشابہت اللہ تعالی نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بطور خاص خوش کر دینے کا مژدہ سناتے ہوئے فرمایا

(ولسوف یرضی)"

بے شک قریب ہے کہ وہ خوش ہو جائے گا" یعنی بیشک قریب ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس نعمت و کرم سے خوش ہو جائیں گے جو اللہ تعالی انہیں جنت میں عطا فرمائے گا،، (خازن ۴/ ۳۸۵) اس بشارت میں ایک خوبصورت پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ وسلم سے ارشاد فرمایا: (ولسوف یعطیک ربک فترضی) اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے (پ ۳۰ الضحیٰ ۵) اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا۔

(ولسوف یرضی)

اور بے شک قریب ہے کہ وہ خوش ہو جائے گا۔ طرز کلام دونوں مقبولوں سے یکساں ہے سبحان اللہ

از (عبید رضوی) محمد کوثر رضوی مرکزی

استاذ مدرسہ سنت العلوم قصبہ شہاب پور ضلع بارہ بنکی

(۱) روایت ہے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو جنت کے باغ میں رہتا ہے حتی کہ لوٹ آئے۔اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ بیمار پرسی کا ثواب جنت ہے اس لئے جو بیمار پرسی کرنے گیا گویا جنت ہی میں چلا گیا جیسے کہا جاتا ہے کہ جو ریل میں بیٹھ گیا گویا منزل پر پہنچ گیا۔

(2) روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے انسان میں بیمار ہوا تو نے میری مزاج پرسی نہ کی بندہ کہے گا الٰہی میں تیری عیادت کیسے کرتا تو تو جہانوں کا رب ہے فرمائے گا کیا تجھے خبر نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو تو نے اس کی بیمار پرسی نہ کی، کیا تجھے خبر نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا اے آدمی میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے نہ کھلایا عرض کرے گا الٰہی تجھے میں کیسے کھلاتا تو تو جہانوں کا رب ہے فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تو نے اسے نہ کھلایا کیا تجھے پتہ نہیں کہ اگر تو اسے کھلاتا تو میرے پاس پاتا اے انسان میں نے تجھ سے پانی مانگا تو تو نے مجھے نہ پلایا عرض کرے گا مولا میں تجھے کیسے پلاتا تو تو جہانوں کا رب ہے فرمائے گا تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تو نے اسے نہ پلایا اگر تو اسے پلاتا تو آج میرے پاس وہ پاتا۔اس حدیث پاک میں اشارۃً یہ فرمایا گیا کہ بندہ مؤمن بیماری کی حالت میں رب تعالیٰ سے اتنا قریب ہوتا ہے کہ اس کے پاس آنا گویا رب کے پاس ہی آنا ہے اور اس کی خدمت گویا رب کی اطاعت ہے بشرطیکہ صابر وشاکر ہو کیونکہ بیمار مؤمن کا دل ٹوٹا ہوتا ہے اور ٹوٹے دل بیمار کا شانہ یار ہیں، حدیث قدسی ہے "اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ لِاَجْلِیْ" میں ٹوٹے دل والوں کے پاس ہوں۔اس ترتیب سے معلوم ہو رہا ہے کہ بیمار پرسی اگلے اعمال سے افضل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ذکر پہلے کیا۔خیال رہے کہ بیمار پرسی کے بارے میں فرمایا کہ تو بیمار کے پاس مجھے پاتا اور بھوکوں کو کھانا کھلانے کے بارے میں فرمایا کہ تو اس کا ثواب یہاں پاتا۔معلوم ہوا کہ بیمار پرسی بہت اعلیٰ عبادت ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقراء مساکین اللہ کی رحمت ہیں، ان کے پاس جانے، ان کی خدمتیں کرنے سے رب مل جاتا ہے، تو اولیاء اللہ کا کیا پوچھنا ان کی صحبت رب سے ملنے کا ذریعہ ہے۔

(3) روایت ہے حضرت ابن عباس سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بدوی کے پاس بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے اور جب بھی آپ کسی بیمار کی عیادت فرماتے تو کہتے تھے کوئی ڈر نہیں خدا نے چاہا یہ تو صفائی ہے چنانچہ اس سے بھی فرمایا کہ کوئی ڈر نہیں ان شاءاللہ صفائی ہے وہ بولا ہرگز نہیں یہ تو بہت بوڑھے پر بخار جوش مار رہا ہے اسے قبر جھنکا دے گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ایسے ہی سہی۔حدیث پاک میں صفائی سے مراد گناہوں سے صفائی ہے اور بہت سی بیماریوں سے بچاؤ

کیونکہ بعض چھوٹی بیماریاں بڑی بیماریوں سے انسان کو محفوظ کر دیتی ہیں، ایک زکام پچپن بیماریوں کو دور رکھتا ہے، خارش والے کو کبھی کوڑھ نہیں ہوتی۔ اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ معلوم ہوئے کہ ہر غریب و امیر کے گھر بیمار پرسی کے واسطے تشریف لے جاتے۔ سبحان اللہ! کیسا پاکیزہ کلمہ ہے کہ ایک طہور میں جسمانی، جنانی، روحانی صفائیوں کا ذکر فرمادیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ایسے ہی سہی یعنی اگر تو خدا کی رحمت سے مایوس ہے تو پھر تو جان، یہ ارشاد اظہار کرناراضی کے لیے ہے۔ معلوم ہوا کہ بیماری میں رب سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، صابر و شاکر رہنا ضروری ہے۔ یہ صاحب بدوی تھے جوان آداب سے بے خبر تھے۔

(4) روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم سے کوئی آدمی بیمار ہوتا تو اس پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرتے اور فرماتے اے لوگوں کے رب بیماری دور کر دے اسے شفا دے تو شافی ہے شفا تو صرف تیری ہی ہے وہ شفا دے جو بیماری نہ چھوڑے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کا ایسا نام لینا جو قران میں نہ ہو جائز ہے بشرطیکہ اس کے معنی خراب نہ ہوں، اس کی اصل قرآن مجید میں موجود ہو، شافی قرآن کے اسمائے الہیہ میں سے نہیں مگر اس کی اصل موجود ہے "فَهُوَ يَشْفِيْنِ" یہ "اَنْتَ الشَّافِيْ" کی تفسیر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ کامل نعمت کی دعا مانگو یعنی وہ شفا دے جو بیماری اور کمزوری سب کچھ دور کر دے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیمار پر ہاتھ پھیرنا بھی سنت ہے تاکہ کلام کی برکت کے ساتھ ہاتھ کی برکت بھی مریض کو پہنچے۔

(5) روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ سے فرماتی ہیں کہ جب کسی شخص کا کچھ دکھتا یا اسے پھوڑا پھنسی اور زخم ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی کے ساتھ یوں فرماتے بسم اللہ ہماری زمین کی مٹی ہمارے بعض کا تھوک۔ ہمارے بیمار کو ہمارے رب کے حکم سے شفا دیتا ہے۔ اولاً آپ مرض کی جگہ انگلی رکھتے پھر انگلی پر کچھ لعاب شریف لگا کر مٹی لگاتے، پھر اس کا لیپ مرض کی جگہ کر دیتے اور یہ فرماتے جاتے کہ بفضلہ تعالیٰ ہمارا لعاب اور مدینہ کی مٹی شفا ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ بیماری پر ٹوٹکے اور منتر جائز ہیں بشرطیکہ اس کے الفاظ کفریہ نہ ہوں اور کوئی کام حرام نہ ہو، اس کی اصل یہ حدیث بھی ہے اور وہ بھی کہ نظر بد میں نظر والے کے ہاتھ پاؤں کو دھلا کر بیمار کو چھینٹا مار دو، شامی نے نظر اور جادو دفع کرنے کے بہت ٹوٹکے بیان فرمائے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب شریف شفا ہے، بعض صوفیاء دم کرتے وقت کچھ لعاب بھی ڈال دیتے ہیں، اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ تیسرے یہ کہ مدینہ پاک کی مٹی شفا ہے وہاں کی خاک کو جو خاک شفا کہا جاتا ہے، اس کی اصل یہ حدیث ہے، مرقاۃ میں فرمایا کہ وطن کی خاک بھی شفا ہوتی ہے اگر کوئی مسافر اپنے وطن کی مٹی پردیس لے جائے جس میں تھوڑی پینے کے گھڑے میں ڈال دیا کرے تو ان شاءاللہ وہاں کا پانی نقصان نہ دے گا۔

(6) روایت ہے حضرت عثمان ابن ابی العاص سے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درد کی شکایت کی جو ان کے جسم میں تھا تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے جسم کے بیمار حصہ پر اپنا ہاتھ رکھو، تین بار بسم اللہ اور سات بار یہ دعا پڑھو، "اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اُجِدُ اُحَاذِرُ" میں اللہ کی عزت اور اللہ کی قدرت کی پناہ لیتا ہوں اس کے شر سے جو اب میں پاتا ہوں اور جس سے آئندہ خوف کرتا ہوں میں نے یہ عمل کیا تو اللہ نے میری بیماری دور کر دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیماری، ناداری

اورتمام مصائب کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر سکتے ہیں۔ہم گنہگاروں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنا اسی حدیث سے ماخوذ ہے،اس میں رب سے ناراضی نہیں بلکہ اپنے شہنشاہ سے فریاد ہے اور دفعیہ کے لیے عرض معروض ہے جیسے مظلوم حاکم سے اور بیمار حکیم سے اپنی شکایات پیش کرتے ہیں۔خیال رہے کہ ان صحابی نے خود ہی دعا نہ مانگی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر دعا کی۔مشائخ کرام سے جو وظیفوں اور دعاؤں کی اجازت لی جاتی ہے اس کی اصل یہ حدیث ہے،اجازت سے عمل کی تاثیر بڑھ جاتی ہے،دعائیں کارتوس ہیں اور بزرگوں کی زبان اور اجازت رائفل،بغیر رائفل شیر مارنے والا کارتوس مرغی کو نہیں مار سکتا۔

(7)روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ جس کا بھلا چاہتا ہے اس کو مصیبت دیتا ہے۔تا کہ وہ مصیبت زدہ بندہ اس پر صبر کرے اور اس کے درجے بڑھیں،انسان صبر سے وہاں پہنچتا ہے جہاں دیگر عبادات سے نہیں پہنچ سکتا۔

(8)روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے اور حضرت ابوسعید سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی فرماتے ہیں کہ مسلمان کو تکلیف بیماری غم ورنج ایذائے غم حتی کہ کانٹا جو اسے لگے نہیں پہنچتا مگر اللہ اس کی برکت سے خطائیں مٹا دیتا ہے۔خلاصۂ حدیث یہ ہے کہ صابر مسلمان کی تھوڑی تکلیف بھی اس کے گناہوں کا کفارہ ہے۔صوفیاء فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو عبادتوں میں لذت نہ آئے،اس پر اسے غم ہو یہ بھی گناہوں کی معافی کا باعث ہے،عبادات کی لذت پانے والا لذت کے لیے بھی عبادت کرتا ہے مگر اس سے محروم خالص للہ کیلئے۔

(9)روایت ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ کو بخار تھا میں نے اپنے ہاتھ سے جسم اطہر چھوا تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور کو بخار بہت ہی سخت آتا ہے،تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھ کو تمہارے دو شخصوں کے برابر بخار ہوا کرتا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یہ اس لیے ہوگا کہ حضور کو ثواب بھی دوگنا ہے،فرمایا ہاں پھر فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں جسے کوئی تکلیف بیماری وغیرہ پہنچے مگر اللہ تعالٰی اس کے گناہ یوں جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو۔اس سے معلوم ہوا کہ غلام آقا کی مزاج پرسی بھی کرے اور اس کے جسم کو ہاتھ بھی لگائے۔خیال رہے کہ بخار مرضِ انبیاء ہے،ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات بخار ہی سے ہوئی۔

یہ ہے صحابہ کا ادب واحترام یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو ہم بھی نہیں کیا جاسکتا کہ آپ کی بیماری خطاؤں کی معافی کے لیے ہو،آپ کو گناہ وخطا سے نسبت ہی کیا،آپ کی بیماری صرف بلندئ درجات کے لیے ہوسکتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں سے ہم گنہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں ان سے نیک کاروں کے درجے بڑھتے ہیں۔حدیث پاک میں مسلمان سے مراد گنہگار مسلمان ہے۔بے گناہ مسلمان جیسے ابوبکر صدیق وغیرہم اور ناسمجھ بچے اس حکم سے علیحدہ ہیں،ان کے درجے بلند ہوں گے۔اس جملہ سے معلوم ہوا کہ لفظ مسلم اور مؤمن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں ہوا کرتے،یہ الفاظ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے ہیں،حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو عین ایمان ہیں۔"تفسیر نعیمی" پہلے پارے میں ثابت کیا ہے کہ قرآن کریم میں "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا" میں امت سے خطاب ہوتا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں ہوتے۔روایت ہے حضرت عائشہ سے فرماتی ہیں میں نے ایسا کوئی نہ دیکھا جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ

سخت بیماری ہوتی ہو۔(مسلم،بخاری)یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بیماری، درد، بخار وغیرہ دوسروں کی بیماریوں سے زیادہ سخت ہوتی تھیں۔چنانچہ بخاری نے ادب میں اور ابن ماجہ و حاکم و بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابی سعید سے روایت کی کہ میں نے ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار میں دیکھا کہ کمبل شریف کے اوپر سے بخار کی تپش محسوس ہوتی تھی، میں نے گھبرا کر کہا یارسول اللہ اتنا تیز بخار، تو فرمایا انبیاء کو ایسا ہی تیز بخار ہوتا ہے۔

(10)روایت ہے حضرت کعب ابن مالک سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مؤمن کی مثال کچی کھیتی کی سی ہے جسے ہوائیں جھلاتی ہیں کبھی گرادیتی ہیں کبھی سیدھا کرتی ہیں یہاں تک کہ اس کی موت آجاتی ہے اور منافق کی مثال مضبوط صنوبر کی سی ہے جسے کوئی آفت نہیں پہنچتی حتی کہ یکبارگی اس کا اکھڑنا ہوتا ہے۔(مسلم،بخاری)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مسلمان کی زندگی بیماریوں، مصائب و تکالیف میں گھری ہوتی ہے جن پر وہ صبر کر کے گناہوں سے پاک و صاف ہوتا رہتا ہے، منافق و کافر کی زندگی آرام و آسائش سے گزرتی ہے جس سے اس کی غفلتیں بڑھ جاتی ہیں پھر یکبارگی ہی موت آتی ہے۔یہ قاعدہ اکثریہ ہے کلیہ نہیں، بعض کافر اکثر بیمار رہتے ہیں اور بعض مؤمن کم بیمار ہوتے ہیں نیز بعض غافل بیمار ہو کر اور زیادہ غافل بلکہ بے ادب ہو جاتے ہیں، رب کو گالیاں دیتے ہیں اور بعض مؤمن تندرستی میں ایک سانس ذکر الٰہی کے بغیر نہیں لیتے مگر ایسا بہت کم ہے لہذا اس حدیث پر کوئی اعتراض نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بالکل برحق ہے۔

(11)روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے اور گلے کے درمیان وفات پائی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لئے سختی موت کو کبھی ناپسند نہیں کرتی(بخاری)حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں وفات پائی کہ جسم شریف حضرت عائشہ صدیقہ کے جسم پر تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ آپ کے سینہ پر اور سر مبارک گلے کے پاس۔سبحان اللہ! غار ثور میں صدیق اکبر کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک آپ کے زانو پر تھا اور بوقت وفات اس طیبہ، طاہرہ، عفیفہ، صدیقہ کو یہ عزت ملی، قرآن کی رحل بھی عزت والی ہے، ان حضرات کے جسم قرآن والے کی رحل ہیں، ان کی عزتیں قیامت میں دیکھنا۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ پہلے میرا یہ خیال تھا کہ نزع کی تکلیف گناہوں کی زیادتی سے ہوتی ہے اور موت کی آسانی رب کی نعمت ہے مگر جب سے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت نزع دیکھی تب سے یہ دونوں خیال جاتے رہے۔خیال رہے کہ اللہ تعالٰی نے بیماریوں اور وفات کی تکلیفوں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لیے زیادہ کیا کہ قیامت تک آپ کے مصیبت زدہ امتی آپ کے ان حالات کو سن کر تسلی پائیں۔مبارک ہیں وہ رسول جن کی بیماری بھی تبلیغ اور امت کے لیے ذریعۂ رحمت ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔(ماخوذ از مشکوٰۃ المصابیح)

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس کاوش کو قبول و مقبول فرمائے اور قارئین کو اس سے استفادہ کی توفیق بخشے۔

آمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

یارعلویہ دارالافتاء

از: خلیفۂ حضورتاج الشریعہ معتمدِ حضورمحدث کبیر مناظرِ اسلام حضرت علامہ مفتی محمداختر حسین علیمی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ
صدرشعبۂ افتاء جامعہ علیمیہ جمد اشاہی بستی وقاضیِٔ شریعت ضلع سنت کبیر نگر یوپی۔

(1) کیانیٹ پیک ڈالنا درست ہے؟ جس کا استعمال لوگ غیر شرعی چیزوں میں بھی کرتے ہیں۔

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ سم میں ریچارج اور نیٹ پیک وغیرہ ڈالنے کا کام کرتا ہے جس کا استعمال اکثرلوگ غیر شرعی چیزوں (گاناسننے، فحش چیزیں اور مووی وغیرہ دیکھنے) میں کرتے ہیں تو کیا زید کا نیٹ پیک ڈالنا صحیح ہے؟ بینواتوجروا۔

سائل: محمد شہاب الدین علیمی، گورکھپور، یوپی۔۔

باسمہ تعالی و تقدس الجواب بعون الملك الوھاب

کسی آدمی کا ایسافعل جو فی نفسہ گناہ نہ ہو شرعاممنوع نہیں ہے، نہ وہ آدمی کسی دوسرے شخص کے فعل کا جواب دہ ہے ارشاد باری تعالی ہے" وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی" (سورۃ الفاطر ۱۸) مثلاً کسی مسلمان نے کسی غیر مسلم کو اپنا مکان کرایہ پر دیا تو یہ درست ہے اب اگر وہ غیر مسلم اس مکان میں میں شراب نوشی کرے یا کفر وشرک کرے تو مسلمان سے اس کا مواخذہ نہیں ہوگا فتاوی عالمگیریہ میں ہے" اذا استاجر الذمی من المسلم دارا یسکنها فلا باس بذلك وان شرب فيها الخمر او عبد فيها الصليب او ادخل فيها الخنازير ولم يلحق المسلم فى ذلك باس لان المسلم لم يواجرها لذلك انما اجرها للسكنى كذا فى المحيط " (کتاب الاجارہ ج ۴ ص ۴۵۰) سیدنا علیحضرت امام احمدرضا قادری بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں" مشتری جب عقد صحیح شرعی سے کوئی شی خریدے تو بائع کے فعل کا کہ وہ اس زرثمن کو طاعت میں خرچ کرے گا یا معصیت میں مشتری سے کچھ مطالبہ نہیں اھ" (فتاوی رضویہ ج ۷ ص ۱۳) اور ایک مقام پر فرماتے ہیں" اس (مسلم مالک) نے تو سکونت وزراعت پر اجارہ دیا ہے نہ کسی معصیت پر اور رہنا، ہونا فی نفسہ معصیت نہیں۔اگر چہ وہ جہاں رہیں معصیت کریں گے، رزق حاصل کریں معصیت میں اٹھائیں گے، یہ ان کا فعل ہے جس کا اس شخص پر الزام نہیں۔" (فتاوی رضویہ ج ۸ ص ۱۴۲) اس تفصیل کی روشنی میں واضح ہے کہ زید کا ریچارج کرنا اور نیٹ پیک ڈالنا شرعا جائز ہے کہ یہ فعل فی نفسہ گناہ نہیں ہے اب موبائل استعمال کرنے والا اگر غیر شرعی افعال میں اسے استعمال کرتا ہے تو یہ اس کا فعل ہے جس کا مواخذہ اس سے ہوگا ریچارج کرنے والے سے نہیں، ہاں اگر ریچارج کرنے والے کی نیت یہ ہو کہ غیر شرعی امور میں استعمال کے لئے ریچارج کر رہا ہوں تو اب وہ بھی گناہ گار ہوگا ارشاد خداوند قدوس ہے "وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ" (سورۃ المائدہ ۲) واللہ تعالی اعلم

□ کتبہ... محمد اختر حسین قادری غفرلہ

صدر شعبۂ افتاء دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی وقاضیٔ شریعت ضلع سنت کبیر نگر یوپی انڈیا

(2) بغیر وطی حلالہ کے بعد شوہر اول کا نکاح کرنا کیسا؟ اور پھر پیدا ہونے والے بچے کے نسب کا حکم۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے حلالہ کے لئے نکاح کیا لیکن بغیر صحبت اور وطی کے طلاق دے دی بعدہ شوہر اول نے بعد عدت نکاح کر لیا جس کے بعد ایک لڑکا بھی ہوا اب تقریباً چھ سال کے بعد یہ معلوم ہوا کہ زید نے حقوق زوجیت ادا نہ کی تھی، تو لڑکے کا کیا حکم ہے؟

سائل:- محمد عقیل ابن عبد المجید قریشی بارہ بنکوی۔

باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب بعون الملک الوھاب.... حلالہ صحیح ہونے کے لئے وطی شرط ہے اگر شوہر ثانی نے نکاح کیا اور وطی نہیں کی تو وہ عورت شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہوسکتی ہے حدیث پاک میں ھے "جاءت امرأة رفاعة القرظی إلی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت إنی کنت عند رفاعة فطلقنی فبت طلاقی فتزوجت بعده عبد الرحمن بن الزبیر وما معه إلا مثل هدبة الثوب فقال أتریدین أن ترجعی إلی رفاعة قالت نعم قال لا حتی تذوقی عسیلته ویذوق عسیلتك" (مشکوۃ المصابیح ص ٢٨٤) نور الانوار میں ہے "هذا الحدیث مسوق لبیان انه یشترط وطی الزوج الثانی ایضا ولایکفی مجرد النکاح اه" (نور الانوار ص ٢٦) اور جس نکاح میں کوئی شرط مفقود ہو وہ نکاح فاسد ہے چنانچہ درمختار میں ہے "یجب مهر المثل فی نکاح فاسد وهو الذی فقد شرطا من شرائط الصحة کشهود" (الدر المختار مع رد المحتار ج ۴ ص ٢٠٢) اور نکاح فاسد میں متارکہ یعنی چھوڑ دینا جدا کر دینا واجب ہے فتاوی رضویہ میں ہے "نکاح فاسد میں چھوڑ دینا واجب ہے" (ج ۵ ص ٥٠٠) درمختار میں ہے "ویثبت لکل واحد منهما فسخه ولو بغیر محضر عن صاحبه خروجا عن المعصیة فلا ینافی وجوبه اه" (الدر المختار مع رد المحتار ج ۴ ص ٢٠۴) البتہ نکاح فاسد میں بچہ ثابت النسب مانا جاتا ہے فتاوی قاضی خان میں ہے "رجل تزوج امرأة نکاحا فاسدا فدخل بها فجاءت بولد لستة اشهر ثبت النسب منه" (ج ١ ص ٣٢٥) درمختار میں ہے "ویثبت النسب منه احتیاطا بلا دعوة" (الدر المختار مع رد المحتار ج ۴ ص ٢٠٥) اس تفصیل سے واضح ہوا کہ ہندہ کا اپنے شوہر اول کے ساتھ رہنا سخت ناجائز وگناہ ہے دونوں پر واجب ہے کہ فورا ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ کریں رہا لڑکا تو وہ شرعا ثابت النسب اور شوہر اول کا مانا جائے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ... محمد اختر حسین قادری غفرلہ

صدر شعبۂ افتاء دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی وقاضیٔ شریعت ضلع سنت کبیر نگر یوپی انڈیا ١٠ ربیع النور ١۴۴٣ھ

(3) دیوبندی کی لڑکی کا نکاح سنی لڑکے سے ہوگیا یا نہیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کا پورا خاندان مثلاً باپ، دادا، دادی، چچا، چچی، پھوپھا، پھوپھی وغیرہ سب

دیوبندی ہیں اور ماں بھی مکمل سنی نہیں ہے۔

تو کیا کسی سنی صحیح العقیدہ لڑکے سے زید کی بیٹی کا نکاح ہوجائے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

سائل:-فریدی علی گڑھ

باسمہ تعالی و تقدس

الجواب بعون الملک الوھاب....

دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کے سبب بمطابق فتاوی"حسام الحرمین"اور باتفاق علمائے عرب وعجم بمطابق تفصیل"الصوارم الھندیہ" کافر و مرتد ہیں حتی کہ جو ان کے عقائد کفریہ کو جان کر ان کو مسلمان مانناد رکنار ان کے کفرو عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور کافر مرتد کا نکاح دنیا میں کسی سے نہیں ہوسکتا ہے فتاویٰ ہندیہ معروف بفتاوی عالمگیریہ میں ہے"لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ و لا مسلمۃ و لا کافرۃ اصلیۃ و کذالك لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط"(ج ا ص ۲۸۲) لہذا زید دیوبندی کی بیٹی سے کسی سنی لڑکے کا نکاح ہرگز نہیں ہوسکتا ہے اللھم الا ان تکون البنت سنیۃ معترفۃ بکفر الدیابنۃ سیما کفر اھلھا الدیابنۃ و معرضۃ عنھم و معتزلۃ عنھم بالکلیۃ۔

واللہ تعالی اعلم

کتبہ...محمد اختر حسین قادری غفرلہ

صدر شعبۂ افتاء دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی وقاضئ شریعت ضلع سنت کبیر نگر یوپی انڈیا ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ/ ۴ دسمبر ۲۰۲۱

(4) شافعی امام یا وہابی کے پڑھائے ہوئے نکاح کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل کے تعلق سے کہ ایک وہابی امام یا شافعی امام کسی سنی صحیح العقیدہ کا نکاح پڑھا تو نکاح ہوگا یا نہیں؟

سائل:-شیخ قاسم رضوی بیتول،ایم پی،

باسمہ تعالی و تقدس

الجواب بعون الملک الوھاب...

نکاح ایجاب و قبول سے منعقد ہوتا ہے اور نکاح پڑھانے والا شرعاً وکیل ہوتا ہے اور وکیل کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے کافر بھی نکاح کا وکیل ہوسکتا ہے حتی کہ مرتد کو اگر کسی نے وکیل بنادیا تو اس کی وکالت بھی صحیح ہے فتاوی عالمگیری میں ہے"تجوز وکالۃ المرتد بان وکل مسلم مرتدا"(ج ۳ ص ۴۳۹) اور بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع میں علامہ مسعود کاسانی قدس سرہ الربانی تحریر فرماتے ہیں "ردۃ الوکیل لاتمنع صحۃ الوکالۃ"(ج ۶ ص ۲۰) صورت مسؤلہ میں وہابی امام کا پڑھایا ہوا نکاح منعقد ہوجائے گا مگر وہابی کو وکیل بنانے میں اس کی تعظیم و تکریم ہے اس لیے اسے وکیل بنانا حرام ہے ارشاد حدیث ہے"من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام"(مشکوۃ المصابیح ص ۳۱) اور جب وہابی کا پڑھایا ہوا نکاح ہوجائے گا تو شافعی کا پڑھایا ہوا نکاح بدرجہ اولیٰ ہو جائے گا کہ سچے شافعی حنفی مالکی حنبلی سب اہل سنت و جماعت ہیں واللہ تعالی اعلم۔۔۔۔

کتبہ...محمد اختر حسین قادری غفرلہ

صدر شعبۂ افتاء دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی وقاضئ شریعت ضلع سنت کبیر نگر یوپی انڈیا* ۲۲ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ

(5) مٹی ڈال کر قبرستان کو اونچا کرنا کیسا؟

قبرستان میں نیا راستہ بنانا کیسا جبکہ کوئی قبر آڑے نہ ہو؟ _ گارڈن کی زمین کو مسافر خانہ بنانے کا حکم؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہمارے یہاں قدم رسول شریف کے نام سے ایک علاقہ ہے جو زیارت گاہ عام وخاص ہے اس احاطہ کے اندر مسجد، وضوخانہ اور قبرستان، گارڈن کے نام سے بھی کچھ حصے بٹے ہوئے ہیں جو مذکورہ حصوں کے نام ہی سے وقف شدہ ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ قبرستان کے حصہ کی زمین سطحی اعتبار سے بہت نیچے ہے جہاں قبر کھودتے وقت ڈیڑھ دو گز کے اندر ہی پانی نکل آتا ہے جسکی وجہ سے ذمہ داروں نے یہ طے کیا ہے اس حصہ میں مٹی ڈال کر اسے اونچا کر دیا جائے اور قبر کا احترام بجالاتے ہوئے یہ امور انجام دیئے جائیں تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ قبرستان کے احاطوں سے متصل تقریبا ۱۲/ ۱۵ فٹ تک کوئی قبر بنی نہیں ہے جیسا کہ وہاں کے مقررہ کارکنان کا کہنا ہے، صورت مسئلہ یہ ہے کہ قبرستان کا حصہ بڑا ہونے کی وجہ سے اندرونی حصے تک جانا دشوار ہو جاتا ہے اور پرانے راستے چونکہ تنگ ہیں جس کی وجہ سے میت کو لے جانے میں دشواریاں ہوتی ہیں تو کیا ایسی صورت میں احاطے کی دیوار سے متصل راستہ بنانا جائز ہے؟ تیسری بات یہ ہے کہ درگاہ شریف کا جو حصہ گارڈن کے نام سے موسوم ہے کیا وہاں ضرورت کی بنا پر مسافر خانہ بنا سکتے ہیں؟ ۔۔۔۔سائل:- قدم رسول حفاظت کمیٹی

باسمہ تعالی و تقدس

الجواب بعون الملک الوھاب...

(۱) قبرستان میں مٹی ڈال کر اسے اونچا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ قبروں کا احترام ملحوظ رہے۔ واللہ تعالی اعلم

(۲) قبرستان میں نیا راستہ نکالنا اور اس میں چلنا حرام ہے ردالمحتار میں ہے" المرور فی سکة حادثة فی المقابر حرام "(ج ا ص ۲۲۹) یعنی قبرستان میں جو نیا راستہ بنایا جائے اس میں چلنا حرام ہے اور فقہائے کرام نے اس ممانعت کی علت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں قبورِ مسلمین کی توہین ہے ساتھ ہی مومن مُردوں کو ایذا دینا ہے جو ناجائز وگناہ ہے، ممانعت کی ان علتوں سے واضح ہے کہ قبرستان میں جس جگہ قبر نہ ہو وہاں چلنا بلکہ بضرورت اس جگہ نماز جنازہ پڑھنے کی بھی اجازت ہے سیدنا اعلیحضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں" اگر وہاں یا اس کے قریب کوئی قطعۂ زمین ایسا ہو جہاں قبریں نہ تھیں نہ ہیں نہ ہوئیں تو وہاں نماز (جنازہ) کی اجازت ہے" (فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۸۳) لہذا دیوار سے متصل جگہ پر اگر واقعی کوئی قبر نہیں ہے نہ کبھی تھی تو وہاں راستہ بنانے کی اجازت ہوگی۔ اللہ تعالی اعلم

(۳) گارڈن کی جگہ مسافر خانہ بنا سکتے ہیں کہ گارڈن کوئی وقفی شئ نہیں ہے فتاوی رضویہ میں ہے" وقف کا قربت موبد کے لئے ہونا ضروری ہے" (ج ۶ ص ۳۶۹) واللہ تعالی اعلم

کتبہ... محمد اختر حسین قادری غفرلہ

صدر شعبۂ افتاء دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی وقاضئ شریعت ضلع سنت کبیر نگر یوپی انڈیا ۸ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ

(6) خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی نے خودکشی کی ہے اور اب اس کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے آیا پڑھی جائے گی یا نہیں بینوا وتوجروا

سائل: معصوم رضا سلطانی علیمی ۔۔۔۔۔

باسمہ تعالی و تقدس

الجواب بعون الملک الوھاب....

خودکشی کرنا حرام سخت حرام ہے ارشاد باری تعالی ہے

ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (سورہ بقرہ، آیت ۱۹۵) مگر خودکشی کرنے سے آدمی کافر نہیں ہوجاتا شرح عقائد میں ہے والکبیرۃ وقد اختلف الروایات فیھا فروی ابن عمر انھا تسعۃ الشرك باللہ وقتل النفس بغیر حق (الی قولہ) لا تخرج العبد المؤمن من الایمان لبقاء التصدیق الذی ھو حقیقۃ الایمانلھزا

جس مسلمان نے خودکشی کی وہ سخت مجرم وگنہگار ہے مگر اس بناپر وہ کافر نہیں ہے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی درمختار میں ہے من قتل نفسہ ولو عمدا یغسل ویصلی علیہ بہ یفتی وان کان اعظم وزرا من قاتل غیرہ (درمختار مع ردالمحتار ج ۳ ص ۱۰۲) اور بہار شریعت میں ہے جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کی جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اگر چہ قصدا خودکشی ہو (ج ۵ ص ۱۴۷) واللہ تعالی اعلم۔۔۔۔۔

کتبہ...محمد اختر حسین قادری غفرلہ

صدر شعبۂ افتاء دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی ۷ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ

(7) سنی کی مسجد نہ ہونے کی صورت میں کیا بدعقیدوں کے پیچھے نماز جائز ہے؟ کوئی شخص ایسی جگہ پر ہو جہاں دور تک کوئی اہلِ سنت کی مسجد نہ ہو تو اب ایسے حالات میں بدعقیدوں کے پیچھے نمازِ جمعہ یا پنج وقتہ پڑھنے کے بارے میں علماء احناف کا کیا حکم ہے؟؟؟؟

سائل: عمران نظامی علیمیؔ بسدھارتھ نگر یوپی۔

باسمہ تعالی وتقدس

الجواب بعون الملک الوھاب...

اس وقت بدعقیدوں میں وہابیہ اور روافض سب کے سب ایسے ہیں کہ ان کی بدعقیدگی حد کفر تک پہنچی ہوئی ہے فتاوی رضویہ میں ہے اب وہابیہ میں کوئی ایسا نہ رہا جس کی بدعت کفر سے گری ہوئی ہو خواہ غیر مقلد ہو یا بظاہر مقلد ہو (ج ۳ ص ۱۷۰) اسی میں ہے آج کل کے عام رافضی منکران ضروریات دین اور باجماع امت کفار مرتدین ہیں (ج ۵ ص ۲۸۱) تو ان بدعقیدوں میں سے کسی کے پیچھے نماز جائز نہیں شرح عقائد میں ہے لا کلام فی کراھیۃ الصلوۃ خلف الفاسق والمبتدع ھذا اذا لم یود الفسق او البدعۃ الی حد الکفر واما اذا ادی الیہ فلا کلام فی عدم جواز الصلوۃ خلفہ (ص ۱۵٤) لہذا بدعقیدوں کے پیچھے خواہ نماز جمعہ ہو یا نماز پنجگانہ ہو ہر گز ہر گز نہ پڑھی جائے، مجبوری کی حالت میں جمعہ کے بجائے ظہر اور نماز پنجگانہ تنہا پڑھی جائے۔ واللہ تعالی اعلم

کتبہ...محمد اختر حسین قادری غفرلہ

صدر شعبۂ افتاء دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی وقاضیِ شریعت ضلع سنت کبیر نگر یوپی انڈیا ۷ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ

ڈینگو بخار

اسباب وعلامات اورعلاج

از: حافظ وقاری عبداللطیف رضوی بہرائچ شریف یوپی
استاذ دارالعلوم اہلسنت،سنت العلوم قصبہ شہاب پور ضلع بارہ بنکی

ڈینگو مچھروں کی وجہ سے پھیلنے والی ایک بیماری ہے، جوکہ ڈینگو وائرس کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ وائرس شہری اور نیم شہری علاقوں میں پائی جاتی ہے۔ ڈینگو کا سبب بننے والا وائرس ڈینگو وائرس کہلاتا ہے۔ چار سیرو ٹائپس ہیں، اسکا مطلب یہ ہے کہ اس وائرس سے چار بار متاثر ہونا ممکن ہے۔ ڈینگو وائرس فی میل مچھر ایڈس کے کاٹنے سے پھیلتا ہے۔ یہ مچھر 100 سے زائد ممالک میں عام ہے۔ ڈینگو وائرس ہونے کی وجوہات، علامات اور علاج و احتیاط بروقت کرنے سے اس وائرس سے خود کو اور اپنے عزیزوں کو بچایا جاسکتا ہے۔ یاد رہے موسم کی تبدیلی کی وجہ سے ڈینگو کے کیسز ایک بار پھر سے بڑھ رہے ہیں۔ اس لیے ڈینگو کے علامات، وجوہات اور علاج سے خود کو واقف کرنے کے لیے نیچے دیے گئے ڈینگو پر مضمون کو ضرور پڑھیں۔

ڈینگو بخار کیوں ہوتا ہے؟

ڈینگو بخار بظاہر ایک معمولی سی بیماری ہے، جو چند ہی روز میں خطرناک صورتحال اختیار کر لیتی ہے اور موت کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ ڈینگو کا نشانہ عام طور پر ایسے افراد زیادہ بنتے ہیں جن کی قوت مدافعت کمزور ہوتی ہے۔ ڈینگو کا مچھر عام طور پر رنگین ہوتا ہے اس کا جسم زیبرے کی طرح دھاری دار جبکہ ٹانگیں عام مچھروں کی نسبت لمبی ہوتی ہیں۔ ڈینگو بخار کی وجہ سے آپ کے پلیٹلیٹس بہت زیادہ گر سکتے ہیں۔ سنگین صورتوں میں آپ کو خون کی منتقلی کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ بالغوں میں پلیٹلیٹس کی عام تعداد 150,000 سے 450,000 میں ہوتی ہے لیکن اگر آپ کو ڈینگو ہے تو یہ 20000-40000 تک کم ہو سکتے ہیں۔ ڈینگو سے متاثرہ چار میں سے ایک شخص بیمار ہو جائے گا۔ ان لوگوں کے لیے جو ڈینگو سے بیمار ہو جاتے ہیں، ان کی علامات ہلکی یا شدید ہو سکتی ہیں۔ شدید ڈینگو چند گھنٹوں میں جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے اور اسے اکثر ڈاکٹر کی نگرانی میں دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے۔ ڈینگو کی ہلکی علامات دوسری بیماریوں سے الجھ سکتی ہیں جو بخار اور درد کا سبب بنتی ہیں۔ ڈینگو وائرس کی عام علامات درج ذیل ہیں: سر درد تیز بخار جوڑوں میں درد ڈائریا غنودگی خراشیں آنکھوں میں درد متلی اور الٹی آنا۔

1) سر درد ڈینگو بخار کی پہلی علامت یہ ہے کہ مریض کے سر میں شدید قسم کا درد ہوتا ہے۔۔

2) تیز بخار ڈینگو وائرس کے جسم میں داخل ہوتے ہی تیز بخار ہو جاتا ہے جو کہ 104 اور 105 سے آگے بھی بڑھ سکتا ہے جسم کے درجہ حرارت میں غیر معمولی تبدیلی ہوتی ہے۔

3) جوڑوں میں درد ڈینگو وائرس کے سبب کمر کے پچھلے حصے میں، ٹانگوں اور پٹھوں میں شدید درد ہوتا ہے۔

4) ڈائریا بخار کے باعث ڈائریا بھی ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے جسم سے نمکیات خارج ہو جاتی ہیں اور مریض میں کمزوری بڑھ جاتی ہے۔۔

5) غنودگی ڈینگو کے متاثرہ مریضوں کو شدید بخار کے سبب ہر وقت غنودگی طاری رہتی ہے۔

6) خراش اس بیماری میں ابتدائی طور پر جسم میں خراشیں پڑ جاتی ہیں اور اکثر مریض کی جلد اترنے لگتی ہے۔

ڈینگو بخار شدید فلو جیسی بیماری ہے جسم پر دھبوں کا نمودار ہونا ڈینگو کی

علامات میں سے ایک علامت ہے سانس لینے میں دشواری آنا رنگت کا زرد پڑ جانا مریض کا صدمے کی حالت میں پہنچ جانا غنودگی یا کثرت سے نیند کا آنا کھانے پینے کو دل نہ کرنا ہاتھ پاؤں کا ٹھنڈا ہونا ڈینگو کے مریض میں ہر وقت چڑچڑا پن کا رہنا بے ربط بہکی بہکی باتیں کرنا 6-4 گھنٹے تک پیشاب کا نہ آنا خون کا اجراء مسوڑوں سے خون کا آنا۔

مستقل قے اور متلی آنا جب یہ سر درد، بخار، متلی اور قے، کمر درد جسم میں سرخ دانے نکلنے جیسی علامات ظاہر ہوں تو فوری طور پر مریض کو ڈاکٹر کو دکھالینا چاہیے اور خون کا ٹیسٹ کروالیں، ورنہ اگر اسے بروقت نہ دکھایا گیا تو پھر "ڈینگو ہمبرج فیور شروع ہو جاتا ہے جو کہ جان لیوا ہے اور ساتھ ہی زیادہ بخار بڑھ جانے کی صورت میں دماغ کی رگیں پھٹ جانے کا خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ڈینگو وائرس کی صورت میں جسم میں سرخ خلیئے ختم ہو جاتے ہیں۔ڈینگو بخار کی وجوہات اس بیماری کو پھیلانے والی مچھر (Ades Egypting) مادہ ہوتی ہے۔مادہ مچھروں کو انڈا دینے کے لیے خون کی ضرورت ہوتی ہے جو وہ انسان کو کاٹ کر پوری کرتی ہے۔کاٹنے والی مادہ مچھر اپنی تھوک نکالتی ہے جو کہ خون کو جمنے نہیں دیتا اور اسی دوران وہ اپنے انڈے کے لیے درکار خون حاصل کر لیتی ہے۔اگر اس کی تھوک میں ڈینگو وائرس موجود ہو تو اس شخص کو ڈینگو بخار ہونے کے قوی امکان ہیں۔اس کے علاوہ یہ بیماری ڈیلیوری کے وقت ماں سے بچے میں اور خون کی منتقلی کے دوران بھی پھیل سکتی ہے۔آپ کسی متاثر شخص کے آس پاس رہنے سے ڈینگو بخار حاصل نہیں کر سکتے۔جب مچھر ڈینگو وائرس سے متاثرہ شخص کو کاٹتا ہے تو وائرس مچھر میں داخل ہو جاتا ہے۔پھر جب متاثرہ مچھر کسی دوسرے شخص کو کاٹتا ہے تو وائرس اس شخص کے خون میں داخل ہوتا ہے اور انفیکشن کا سبب بنتا ہے۔ڈینگو بخار سے صحت یاب ہونے کے بعد آپ کو وائرس کی طویل مدتی استثنیٰ حاصل ہوتی ہے جو کہ آپ کو دوبارہ متاثر کر سکتی ہے۔

یاد رہے یہ مچھر صبح طلوع آفتاب سے لے کر 8 بجے تک اور شام غروب آفتاب کے وقت باہر نکلتے ہیں اور لوگوں کو کاٹتے ہیں۔امریکی تحقیقات کے مطابق ڈینگو بخار کا مرض امریکی بندرگاہ پر پرانے برآمد شدہ ٹائروں میں بھرے پانی کی وجہ سے پھیلا ہے۔ڈینگو کی تشخیص اوپر بتائی گئی علامات کی موجودگی کی صورت میں ڈاکٹر مندرجہ ذیل ٹیسٹس تجویز کر سکتا ہے۔۔1 نیوکلیک ایسڈ امپلیفیکیشن ٹیسٹ (Nucleic Acid Amplification Tests) یہ ٹیسٹ علامات ظاہر ہونے کے 7 دن بعد تک کیا جا سکتا ہے اور یہ انسان کے سیرم میں وائرس کا جینیٹک میٹیریل کی موجودگی بتاتا ہے۔

2 سیرولوجیکل ٹسٹس (Serological Tests) یہ ٹیسٹ بھی علامات ظاہر ہونے کے 7 دن کے بعد تک کیا جا سکتا ہے۔یہ ٹیسٹ خون میں وائرس کے خلاف بننے والی اینٹی باڈیز کی موجودگی کا پتہ دیتا ہے۔آئی جی اے انفیکشن کے 5 دن بعد جبکہ آئی جی ایم 2 سے 4 ہفتوں بعد بنتی ہیں۔یہ دونوں ٹیسٹ کرنے کے بعد ڈاکٹر کی تشخیص بلاشک وشبہ واضح ہو جاتی ہے۔ڈینگو بخار کا علاج اس بخار کا کوئی واضح علاج موجود نہیں ہے لہذا ڈاکٹرز علامات کو کم کرنے کے لیے ادویات تجویز کرتے ہیں۔اس بخار کی معمولی علامات کی صورت میں محض پین کلرز یا پیناڈال بھی کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں۔شدید علامات کی صورت میں ہسپتال داخل کیا جاتا ہے اور آئی وی لائن کے ذریعے بلڈ ٹرانسفیوژن یا فلوڈز دیے جاتے ہیں۔ڈینگو وائرس کا علاج اب گھریلو نسخوں سے بھی کیا جا سکتا ہے جو بہت جلد اس بخار سے نجات دلوا سکتے ہیں۔

ڈینگو کی وجہ سے جسم میں وائٹ بلڈ سیلز کم ہو جاتے ہیں اور پلیٹ لیٹس گر جاتے ہیں اس کمی کو پورا کرنے کے لیے سب سے بہترین غذا پپیتے

کے پتے ہیں جو بہت جلد اس کمی کو پورا کرتے ہیں جس سے ڈینگو وائرس سے نجات مل سکتی ہے۔ڈینگو وائرس سے دنیا بھر میں سالانہ 25 ہزار اموات اور 39 کروڑ سے زائد افراد متاثر ہوتے ہیں۔ڈینگو مچھر سے بچنے کی تدابیر عالمی ادارہ صحت کے مطابق ڈینگو سے ہونے والی اموات دنیا میں ہونے والی اموات کے 4 فیصد ہیں اور احتیاط کے ذریعے ہی اس مرض سے بچا جا سکتا ہے۔ڈینگو کے مچھر صاف پانی میں رہنا پسند کرتے ہیں اور طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت زیادہ نمودار ہوتے ہیں،اس لیے گھر میں کھانے پینے کی تمام اشیاء،گھروں میں موجود پانی پینے کے برتن بھی ڈھانپ کر رکھے جائیں تبھی اس خطرناک بیماری سے بچا جا سکتا ہے۔گھروں میں استعمال ہونے والی ٹنکیوں کو اچھی طرح صاف کیا جائے اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ پانی اسٹور کرنے والے برتن صبح و شام صاف کیے جائیں۔ڈینگو مچھر کے حملے سے بچنے کے لیے سب سے ضروری ہے کہ اس کی افزائش نسل کو روکا جائے، جس کے لیے ضروری ہے کہ گھروں میں صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھا جائے۔آس پاس موجود پینے کے پانی خاص طور پر گڑھوں میں صفائی کا مکمل خیال رکھا جائے تاکہ ان میں مچھر پیدا نہ ہوں۔گھر میں ہرمل اور گوگل کی دھونی دینے سے ہر قسم کے کیڑے مکوڑے، مچھر، لال بیگ اور چھپکلی وغیرہ ختم ہو جاتے ہیں۔اس کے علاوہ اگر ہرمل کا پودا کمرے میں رکھا جائے تو اس سے مچھر کمرے میں داخل نہیں ہوں گے۔اگر جسم کے کھلے حصے پر سرسو کا تیل یا تارامیرا کا تیل لگایا جائے تو مچھر کاٹنے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں۔ڈینگو مچھر سے بچنے کے لیے اپنے گھروں میں مچھر مار اسپرے کروانا بہت ضروری ہے۔

طالب دعا۔احقر عبداللطیف رضوی
بہرائچ شریف یوپی موبائل نمبر:9838241509

دعائے صحت کی اپیل

اللہ الشافی اللہ الکافی

دنیائے سنیت کی عظیم ترین شخصیت میرے والد بزرگوار پیر طریقت رہبرِ راہِ شریعت خانقاہ فیض الرسول کی شان غزالی دوراں نبیرۂ شعیب الاولیاء و شہزادۂ مظہر شعیب الاولیاء حضرت علامہ مولانا غلام عبد القادر چشتی صاحب قبلہ خانقاہ فیض الرسول و نائب ناظم اعلیٰ دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول و سرپرست اعلیٰ مجلہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف کی طبیعت سخت علیل ہے اس وقت لکھنؤ کے ایک ہاسپٹل میں زیر علاج ہیں۔فقیر قادری چشتی جملہ مسلمانانِ اہلسنت، علمائے کرام، مشائخ اسلام اور ائمۂ مساجد و جملہ عقیدت مندانِ حضور شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء وابستگان خانقاہ فیض الرسول یارعلویہ اور جملہ فاضلین فیض الرسول سے گذارش کرتا ہے کہ آپ حضرات میرے پدرِ بزرگوار حضرت علامہ غلام عبد القادر چشتی صاحب قبلہ کی صحت یابی اور درازئ عمر کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام کریں۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے صدقے والد بزرگوار کو جلد از جلد شفائے کلی عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

الملتمس: صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری چشتی خانقاہ فیض الرسول یارعلویہ و چیف ایڈیٹر مجلہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی 7081182040

محمد حبیب اللہ بیگ ازہری
استاد الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڈھ

الساق: اس کا معنی پنڈلی ہے، اس کی جمع السوق ہے، لفظ الساق مؤنث سماعی ہے، اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے: ”وَٱلۡتَفَّتِ ٱلسَّاقُ بِٱلسَّاقِ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوۡمَئِذٍ ٱلۡمَسَاقُ. [القیامۃ ۲۹-۳۰] “یعنی جب جاں کنی کا وقت ہوگا، اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے ٹکرائے گی اس وقت بارگاہ الٰہی میں پیشی ہوگی۔ اس آیت کریمہ میں ٱلسَّاقُ کے لیے وَٱلۡتَفَّتِ فعل مؤنث آیا ہے، جو اس بات پر دلیل ہے کہ عربی زبان میں الساق مؤنث ہے۔ السبیل: اس کا معنی راستہ ہے، یہ لفظ کبھی مذکر ہوتا ہے اور کبھی مؤنث، قرآن کریم میں سبیل کے لیے مذکر و مؤنث دونوں طرح کے صیغے آئے ہیں، مؤنث کی نظیر درج ذیل آیات ہیں۔

1- قُلۡ هَٰذِهِۦ سَبِيلِيٓ أَدۡعُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِۚ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا۠ وَمَنِ ٱتَّبَعَنِيۖ وَسُبۡحَٰنَ ٱللَّهِ وَمَآ أَنَا۠ مِنَ ٱلۡمُشۡرِكِينَ. [یوسف: ۱۰۸] اے نبی! آپ کہہ دو کہ یہ میرا راستہ ہے، میں بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاتا ہوں، اور میرے پیروکار بھی، اللہ کے لیے پاکی ہے، اور میں مشرک نہیں ہوں۔

اس آیت میں سبیل کے لیے اسم اشارہ هَٰذِهِۦ مؤنث لایا گیا ہے، جو اس بات پر دلیل ہے کہ عربی زبان میں لفظ سبیل مؤنث استعمال کیا جاتا ہے۔ 2- وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ ٱلۡأٓيَٰتِ وَلِتَسۡتَبِينَ سَبِيلُ ٱلۡمُجۡرِمِينَ. [الأنعام: ۵۵] اس آیت میں سبیل کے لیے تستبین مؤنث کا صیغہ ذکر کیا گیا ہے، جو اس بات کا غماز ہے کہ عربی زبان میں سبیل مؤنث استعمال کیا جاتا ہے۔

3- وَعَلَى ٱللَّهِ قَصۡدُ ٱلسَّبِيلِ وَمِنۡهَا جَآئِرٞۚ وَلَوۡ شَآءَ لَهَدَىٰكُمۡ أَجۡمَعِينَ. [النحل: ۹] راہ راست کی رہنمائی اللہ کے ذمہ کرم پر ہے، اور کچھ راستے ٹیڑھے بھی ہوتے ہیں، اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت یافتہ بنا دیتا۔ اس آیت مبارکہ میں کلمہ وَمِنۡهَا میں جو ضمیر مؤنث ہے وہ سبیل کی جانب راجع ہے، جس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ سبیل مؤنث ہے۔ مذکورہ بالا تینوں آیات میں ذکر کیے گئے اسم اشارہ، فعل اور ضمیر عائد کے مطابق سبیل مؤنث ہے، جب کہ ایک دوسری آیت کے مطابق سبیل مذکر ہے، ارشاد باری ہے:

سَأَصۡرِفُ عَنۡ ءَايَٰتِيَ ٱلَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي ٱلۡأَرۡضِ بِغَيۡرِ ٱلۡحَقِّ وَإِن يَرَوۡاْ كُلَّ ءَايَةٖ لَّا يُؤۡمِنُواْ بِهَا وَإِن يَرَوۡاْ سَبِيلَ ٱلرُّشۡدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلٗا وَإِن يَرَوۡاْ سَبِيلَ ٱلۡغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلٗاۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمۡ كَذَّبُواْ بِـَٔايَٰتِنَا وَكَانُواْ عَنۡهَا غَٰفِلِينَ. [الأعراف: ۱۴۶] اس آیت میں لَا يَتَّخِذُوهُ اور يَتَّخِذُوهُ میں جو ضمیر ہے وہ لفظ سبیل کی جانب راجع ہے، جس سے اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ سبیل مذکر ہے، اسی لیے لفظ سبیل کے حوالے سے عربی معاجم میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے: یذکر و یؤنث۔ یعنی لفظ سبیل کبھی مذکر اور کبھی مؤنث استعمال کیا جاتا ہے۔ السعیر: یہ جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے، اور مؤنث سماعی ہے، ارشاد باری ہے: إِنَّ ٱللَّهَ لَعَنَ ٱلۡكَٰفِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمۡ سَعِيرًا ۝٦٤ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدٗاۖ لَّا يَجِدُونَ وَلِيّٗا وَلَا نَصِيرٗا ۝٦٥ الأحزاب ۶۴-۶۵ کافروں پر اللہ کی لعنت ہے، اور اللہ نے ان کے لیے سعیر یعنی جہنم تیار کر رکھا ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اس آیت میں فیہا میں جو ضمیر مؤنث ہے وہ سعیر کی جانب راجع ہے، اور اس حقیقت کو بے نقاب

کر رہی ہے کہ لفظ سعیر عربی زبان میں مونث ہے۔ واضح رہے کہ جہنم، نار کی ایک قسم ہے، لہذا جہنم اور اس کے تمام طبقات کے نام مؤنث ہوں گے، اسی لیے جحیم، حطمۃ، سعیر، سقر، اور لظی وغیرہ کلمات مونث استعمال کیے جاتے ہیں۔ السماء: اس کا معنیٰ آسمان ہے، اس کے علاوہ بادل، بارش اور چھت کے لیے بھی بولا جاتا ہے، یہ لفظ کسی بھی معنی میں ہو مؤنث ہوتا ہے، ارشاد باری ہے: إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ (الانفطار: ۱)

دوسرے مقام پر فرمایا: إِذَا ٱلسَّمَآءُ ٱنشَقَّتۡ۔ [الانشقاق: ۱] یعنی جب آسمان پھٹ جائے گا۔

ان دونوں آیات میں سماء بمعنی آسمان کے لیے مؤنث کے صیغے وارد ہوئے ہیں، جس سے بجا طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ سماء مؤنث سماعی ہے۔ السن: یہ دانت اور عمر کے معنی میں آتا ہے، دونوں صورتوں میں مؤنث ہوتا ہے، اور کبھی سن کا اطلاق کسی بھی نوکیلی چیز پر ہوتا ہے، مثلاً اسنان المشط یعنی کنگھی کے دندانے۔ الشمس: سورج کو کہتے ہیں، اور یہ مونث سماعی ہے، قرآن پاک کی متعدد آیات میں کلمہ شمس مؤنث کے صیغے کے ساتھ مذکور ہے، ارشاد باری ہے:

إِذَا ٱلشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ۔ [التکویر: ۱] یعنی جب سورج بے نور ہو جائے گا۔ وَٱلشَّمۡسِ وَضُحَىٰهَا۔ [الشمس: ۱] یعنی سورج اور اس کی چمک کی قسم

ان دونوں آیات میں شمس کے لیے فعل اور ضمیر مؤنث لائی گئی ہے، جس سے اس بات کا ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ شمس مؤنث سماعی ہے۔ الضلع: اس کا معنی پسلی ہے، اس کی جمع: أضلع اور أضلاع ہے، یہ ضاد کے کسرے، اور لام کے فتحہ یا سکون کے ساتھ ہے، تاج العروس میں ہے کہ لام کے فتحہ کے ساتھ حجازی اور سکون کے ساتھ تمیم کی لغت ہے، ضلع مؤنث ہے اور کبھی مذکر بھی استعمال ہوتا ہے۔

الطاغوت: سرکشی میں حد سے تجاوز کرنے والے کو کہتے ہیں، یہ واحد و جمع اور مذکر و مؤنث کے لیے یکساں طور پر بولا جاتا ہے، اور اس کی تذکیر و تانیث میں مدلول کا لحاظ کیا جاتا ہے، یعنی اگر طاغوت بول کر سرکش انسان مراد لیا جائے تو مذکر ہوگا، کیوں کہ انسان مذکر ہے، اور اگر طاغوت بول کر بت یا صنم مراد لیا جائے تو مونث ہوگا، کیوں کہ بتوں کے نام عموماً مؤنث ہوتے ہیں، قرآن پاک میں دونوں نظیریں ملتی ہیں، طاغوت بمعنی سرکش انسان کو مذکر ذکر کیا، فرمایا:

أَلَمۡ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ يَزۡعُمُونَ أَنَّهُمۡ ءَامَنُواْ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيۡكَ وَمَآ أُنزِلَ مِن قَبۡلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوٓاْ إِلَى ٱلطَّٰغُوتِ وَقَدۡ أُمِرُوٓاْ أَن يَكۡفُرُواْ بِهِۦۖ وَيُرِيدُ ٱلشَّيۡطَٰنُ أَن يُضِلَّهُمۡ ضَلَٰلَۢا بَعِيدٗا. [النساء: ۶۰]۔

کیا آپ نے انھیں نہیں دیکھا جو گمان کرتے ہیں کہ وہ آپ پر اور آپ سے پہلے نازل ہونے والی کتاب پر ایمان لے آئے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ ایک طاغوت یعنی سرکش انسان کے پاس لے کر جائیں، حالانکہ انھیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ اس سرکش کی بات نہ مانیں، اور شیطان چاہتا ہے کہ انھیں مکمل طور پر گمراہ کر دے۔ اس آیت کریمہ میں أَن يَكۡفُرُواْ بِهِۦۖ میں جو ضمیر مذکر ہے وہ طاغوت کی جانب راجع ہے، جس سے مراد ایک یہودی شخص ہے، اور وہ کعب ابن اشرف ہے۔ اس آیت میں طاغوت بمعنی انسان کے لیے مذکر کی ضمیر ذکر کی گئی ہے، اور ایک دوسری آیت میں طاغوت بمعنی بت کا ذکر کیا، اور اس کے لیے مؤنث کی ضمیر ذکر کی، فرمایا:

وَٱلَّذِينَ ٱجۡتَنَبُواْ ٱلطَّٰغُوتَ أَن يَعۡبُدُوهَا وَأَنَابُوٓاْ إِلَى ٱللَّهِ لَهُمُ ٱلۡبُشۡرَىٰۚ فَبَشِّرۡ عِبَادِ. [الزمر: ۱۷]۔

جن لوگوں نے طاغوت یعنی بت کی عبادت سے اجتناب کیا اور اللہ کی طرف رجوع کیا، ان کے لیے خوش خبری ہے۔

اس آیت مبارکہ میں أَن يَعۡبُدُوهَا میں جو ضمیر مؤنث ہے وہ طاغوت کی جانب راجع ہے، اور یہاں طاغوت سے مراد بت ہے۔ ان دونوں آیات میں مذکور ضمیر عائد پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طاغوت کو اس کے معنی مراد اور مصداق کے لحاظ سے مذکر و مؤنث استعمال کیا جاتا ہے، مذکر کے لیے بولا جائے تو مذکر اور مؤنث کے لیے بولا جائے تو مؤنث ہوگا۔ العصا: اس کا معنی ہے: لاٹھی، اس کی جمع عصی ہے، عصا مؤنث ہے، ارشاد باری ہے:

وَمَا تِلۡكَ بِيَمِينِكَ يَٰمُوسَىٰ. قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُاْ عَلَيۡهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَـَٔارِبُ أُخۡرَىٰ. [طه: ۱۷-۱۸].

اللہ رب العزت نے حضرت موسی علیہ السلام سے پوچھا، اے موسی! تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ فرمایا: یہ میرا عصا ہے، اسی پر ٹیک لگاتا ہوں، اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں، اور اس میں میرے اور بھی فائدے ہیں۔ ان آیات کے مطابق عصا مؤنث ہے، کیوں کہ اس میں عصا کے لیے اسم اشارہ مؤنث لایا گیا ہے، ساتھ ہی عصا کی جانب راجع تمام ضمیریں مؤنث لائی گئی ہیں۔ العنکبوت: اس کا معنی مکڑی ہے، اس کی جمع عناکب ہے، یہ مؤنث ہے، اور کبھی مذکر کے لیے بھی بولا جاتا ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

مَثَلُ ٱلَّذِينَ ٱتَّخَذُواْ مِن دُونِ ٱللَّهِ أَوۡلِيَآءَ كَمَثَلِ ٱلۡعَنكَبُوتِ ٱتَّخَذَتۡ بَيۡتٗاۖ وَإِنَّ أَوۡهَنَ ٱلۡبُيُوتِ لَبَيۡتُ ٱلۡعَنكَبُوتِۚ لَوۡ كَانُواْ يَعۡلَمُونَ. [العنکبوت: ۴۱].

غیر اللہ کی بندگی کرنے والوں کی مثال مکڑی کی سی ہے، جو اپنے لیے گھر بناتی ہے، اور انتہائی کمزور گھر بناتی ہے، لوگ اس حقیقت کو سمجھتے تو غیر اللہ کی بندگی سے باز آجاتے۔ اس آیت میں عنکبوت کے لیے اتخذت مونث کا صیغہ ذکر کیا گیا ہے، جس سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ عنکبوت مؤنث ہے۔

العیر: اس کا معنی قافلہ ہے، اور یہ مونث ہے، قرآن کریم میں ہے:

وَلَمَّا فَصَلَتِ ٱلۡعِيرُ قَالَ أَبُوهُمۡ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَۖ لَوۡلَآ أَن تُفَنِّدُونِ. [یوسف: ۹۴].

جب قافلہ مصر سے روانہ ہوا تو ان کے باپ یعقوب نے کہا: بجا طور پر مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے، اگر تم مجھے یہ نہ کہو کہ بڑھاپے کے باعث عقل ماؤف ہو چکی ہے تو ضرور تم میری تصدیق کروگے۔ اس آیت مبارکہ میں العیر کے لیے فَصَلَتِ مؤنث کا صیغہ لایا گیا ہے، جو اس بات پر واضح دلیل ہے کہ عربی زبان میں لفظ العیر مونث استعمال ہوتا ہے۔ العین: اس کا مشہور معنی آنکھ اور پانی کا چشمہ ہے، عین ان دونوں معانی میں مؤنث ہوتا ہے، ارشاد باری ہے:

فِيهَا عَيۡنٞ جَارِيَةٞ. [الغاشية: ۱۲]

جنت میں بہتے چشمے ہوں گی۔ اس آیت مبارکہ میں العین بمعنی چشمہ کی صفت جَارِيَةٞ مؤنث لائی گئی ہے، جو اس بات پر دلیل ہے کہ عین مونث ہوتا ہے۔ الفأس: اس کا معنی کلہاڑی ہے، اس کی جمع أفؤس اور فئوس ہے، اور یہ مؤنث ہے۔ الفخذ: خا کے سکون اور کسرہ کے ساتھ ران کے معنی میں آتا ہے، اور مؤنث ہے۔ الفلک: اس کا معنی کشتی ہے، یہ مذکر و مؤنث اور واحد و جمع کے لیے یکساں طور پر بولا جاتا ہے، ارشاد باری ہے:

وَمِنۡ ءَايَٰتِهِۦٓ أَن يُرۡسِلَ ٱلرِّيَاحَ مُبَشِّرَٰتٖ وَلِيُذِيقَكُم مِّن رَّحۡمَتِهِۦ وَلِتَجۡرِيَ ٱلۡفُلۡكُ بِأَمۡرِهِۦ وَلِتَبۡتَغُواْ مِن فَضۡلِهِۦ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ. [الروم: ۴۶].

اس آیت کے مطابق اَلْفُلْكُ مؤنث ہے، کیوں کہ اس کے لیے تجری فعل مؤنث آیا ہے، جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کلمہ مؤنث ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا: هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ. [یونس ۲۲].

اللہ وہی ہے جو تمھیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے، یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں سوار تھے اور کشتیاں ان سواروں کو لے کر روانہ ہوئیں، اور وہ اس پر خوش ہو رہے تھے تو ان پر تیز آندھی آگئی۔

اس آیت کے مطابق الفلک جمع ہے، کیوں کہ یہاں فلک کے لیے وَجَرَيْنَ جمع مونث کا صیغہ لایا گیا ہے۔

مذکورہ بالا شواہد سے واضح ہو جاتا ہے کہ لفظ فلک واحد بھی ہے اور جمع بھی، مذکر بھی ہے اور مؤنث بھی۔ القدر: اس کا معنی ہانڈی ہے، اس جمع قدور ہے، اور یہ مؤنث سماعی ہے۔ القدم: اس کا معنی معلوم ہے، اور یہ مؤنث ہے، رب قدیر کا ارشاد ہے: وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا. [النحل: ۹۴]. اس آیت کے مطابق قدم مؤنث ہے، کیوں کہ اس آیت میں قدم کے لیے فَتَزِلَّ فعل مؤنث لایا گیا ہے، ساتھ ہی بَعْدَ ثُبُوتِهَا میں جو ضمیر مؤنث ذکر کی گئی ہے وہ بھی قدم کی طرف راجع ہے، جس سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ عربی میں قدم مؤنث استعمال ہوتا ہے۔

الکأس: اس کا معنی پیالہ اور جام ہے، یہ مؤنث ہے، رب تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا. [الإنسان: ۱۷]. اور جنت میں انھیں وہ جام پلایا جائے گا جس میں ادرک کی آمیزش ہوگی۔ اس آیت کے مطابق کأس مؤنث ہے، کیوں کہ مِزَاجُهَا میں جو ضمیر مؤنث ہے وہ کاؑس کی جانب راجع ہے، جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ عربی میں لفظ کأس مؤنث استعمال ہوتا ہے۔

الکبد: اس کا معنی جگر ہے۔ الکتف: مونڈھے کے معنی میں آتا ہے۔ الکف: اس کا معنی ہتھیلی ہے، یہ تینوں کلمات مؤنث ہیں۔ النار: اس کا معنی آگ ہے، اور یہ مؤنث ہے، قرآن کریم کی متعدد آیات میں نار کے لیے مونث کی صیغے آئے ہیں، رب تعالیٰ کا ارشاد ہے:

نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ. [الھمزۃ: ۶-۷]

ان آیات میں نار کی صفت الْمُوقَدَةُ مؤنث لائی گئی ہے، اسی طرح اسم موصول اور صلہ بھی مؤنث لایا گیا ہے، یہ سب اس بات کو واضح کر رہے ہیں کہ لفظ نار مؤنث ہے۔

الید: اس کا معنی ہاتھ ہے، اور یہ مؤنث ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ ۚ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا ۘ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ یعنی یہود نے کہا کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان یہود کے ہاتھ بندھ جائیں، اور ان کی اس بکواس کی وجہ سے ان پر اللہ کی لعنت ہے، اللہ کے دونوں دست کرم کشادہ ہیں، اللہ جیسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔ اس آیت میں لفظ ید کئی مرتبہ آیا ہے، اور اس کے لیے ہر جگہ مؤنث کا صیغہ ذکر کیا گیا ہے، جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ لفظ ید عربی زبان میں مؤنث استعمال ہوتا ہے۔ الیمین: اس کے دو معانی ہیں، ایک دایاں، اور دوسرے قسم، جب یمین بمعنی قسم ہو تو مؤنث ہوتا ہے۔ یہ عربی زبان کے ان کلمات کی فہرست ہے جن کو اہل زبان مؤنث استعمال کرتے ہیں، ان کلمات سے عربی زبان کے طالب علم کو واقف ہونا ضروری ہے، تا کہ عربی لکھنے اور بولنے کے دوران تذکیر و تانیث کی غلطیوں سے محفوظ رہ سکے۔

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت

از: مولانا حافظ سید محمد انتخاب عالم ضیائی امجدی دربھنگہ بہار

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کائنات رنگ وبو میں لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا مگر ان میں سب سے اعلیٰ وارفع خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت سیدنا ومولانا ماونا وملجانا محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو بنا کر بھیجا پروردگار عالم نے دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو کسی نہ کسی خاص صفت کے ساتھ مبعوث فرمایا کسی نبی کو دنیا کی تمام چیزوں کے نام اوران کی خلقت کی وجہ سکھا دیا تو کسی نبی کو مردہ زندہ کرنے کی صفت دی کسی کو عدمی چیز کو وجود میں لانے کے صفت دی تو کسی کو ہوا کو قابو میں رکھنے کی صفت دی مگر پروردگار عالم نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تمام صفات عطا فرمائی ہی مگر ایک ایسی خاص صفت سے بھی نوازا جو سب سے اعلیٰ وارفع ہے یہ صفت لازمہ غیر منفکہ ہے اور یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے ساتھ خاص ہے اور یہ صفت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی مبعوث نہیں ہوگا نبوت و رسالت کا سلسلہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا ضروریات دین سے ہے۔ اسلامی عقائد میں "عقیدۂ ختمِ نبوت" کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے جیسے خدا کو ایک ماننا' فرشتے، قرآن، انبیاء، آخرت، بعث بعد الموت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، پر ایمان لانا ضروریات دین سے ہے اوران باتوں کا انکار کفر ہے ویسے ہی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا ضروریات دین سے ہے اور اسکا انکار کفر ہے۔ عقیدۂ ختمِ نبوت کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں تقریباً سو(100) آیات اور دوسو(200) سے زیادہ احادیث مبارکہ میں ختم نبوت کا ذکر پوری وضاحت کے ساتھ آیا ہوا ہے اگر مسئلہ اہم نہ ہوتا تو قرآن وحدیث میں بار بار اس عقیدے کی تکرار نہ ہوتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:" ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے (کنزالایمان) اس آیت میں غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ یہاں پر ذات کی نفی اور صفت کا اثبات ہو رہا ہے اور بغیر ذات کے صفت کا وجود ہی محال ہے کیوں کہ صفت عرض ہے جو قائم بالذات ہو ہی نہیں سکتی تو قرآن کے اس انداز بیان سے معلوم ہوا کہ یہ صفت ایسی لازم صفت ہے جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے انفکاک ہو ہی نہیں سکتا۔ حدیث پاک میں ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((إنّ الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی))۔ "سنن الترمذی" کتاب الرؤیا، باب ذهبت النبوة وبقیت المبشرات، ج۴، ص۱۲۱، الحدیث:۲۲۷۹۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نبوت اور رسالت ختم ہو چکی تو میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہوگا اور نہ ہی کوئی نبی۔ خاتم بمعنی آخری نبی ہے جیسا کہ حدیث "لانبی بعدی" اس پر دلالت کرتی ہے یہ لفظ متعدد حدیثوں میں وارد ہے اور صحابہ کرام سے لے کر اب تک پوری امت مسلمہ کا اسی مفہوم (آخری نبی) پر اجماع ہے اسی وجہ سے سلف سے خلف تک کے ائمۂ دین نے ہر مدعئ نبوت کو کافر کہا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے؛ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" لو کان بعدی نبی لکان عمر

بن الخطاب" (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو یقیناوہ عمرابن خطاب ہوتے) اس سے بھی صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کے نبی ہونے کا امکان ہی نہیں ہے تو اب کسی اور کا دعوائے نبوت سراسر جھوٹ، بہتان، اور کفر ہے اور مدعی واصل جھنم ہے۔حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔(ابوداوٗد، جلد:2، صفحہ:127) اس حدیث کے مصداق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر اب تک جھوٹے مدعیان نبوت ہیں۔

بہت سے لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا جیسے اسود عنسی، مسیلمہ کذاب، غلام احمد قادیانی وغیرہ لیکن ہر دور میں رسول کریم ﷺ کے غلاموں نے ان بے دینوں کافروں کے سامنے کلمۂ حق بلند کر کے جہاد کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر ہوا کہ مدعیِ نبوت کو قتل کیا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ حیات میں اسلام کے تحفظ و دفاع کے لئے جتنی جنگیں لڑی گئیں، ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی کل تعداد 259 ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لئے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ کی تعداد بارہ سو ہے جن میں سے سات سو قرآن مجید کے حافظ اور عالم تھے۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی کل کمائی اور گراں قدر اثاثہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، جن کی بڑی تعداد اس عقیدہ کے تحفظ کے لئے جام شہادت نوش کر گئی۔

اس سے ختم نبوت کے عقیدہ کی اہمیت اور عظمت و بلندی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔انیسویں صدی کا نصف اخیر اور بیسویں صدی کا نصف اول فتنہ، فساد، تباہی و بربادی اور جنگ کا زمانہ رہا ہے، پوری انسانی برادری کیلئے بالعموم اور امت مسلمہ کیلئے بالخصوص دو عالمی جنگیں ہوئیں اسی میں عظیم اسلامی سلطنت "سلطنت عثمانیہ" کا حصہ بخرہ ہوا پھر تو فتنوں کا سیلاب ہی آ گیا سلفیت، وہابیت، دیوبندیت و نیچریت اپنی تمام تر خرافات کے ساتھ امت کا شیرازہ بکھیرنے کے لیے میدان میں کود پڑی اسی انیسویں صدی کے نصف اخیر کی کوئی خوفناک گھڑی رہی ہوگی جب قادیان میں پیدا ہونے والا "مرزا غلام احمد قادیانی" نے مہدی موعود مسیح اور ظلی نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا اسی وقت سے علمائے امت نے اس کارِ تبلیغ شروع کر دیا اور تحفظ ختم نبوت کی تحریک چھیڑ دی "ختم نبوت" کے اجماعی اسلامی عقیدے کی حفاظت کے لیے سیکڑوں "مجاہدین تحفظ ختم نبوت" شہید ہوئے چوٹی کے علماء جیل گئے انہیں پھانسی تک کی سزائیں سنائی گئیں آخر کار ان کی محنتیں رنگ لائیں اور 1974ء میں پاکستانی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

حالاں کہ ابھی بھی مرزائیت میں اضافہ ہو رہا ہے لیکن یاد رہے ان سے کسی قسم کا بھی تعلق ناجائز و حرام ہے مرزائیوں کے یہاں شادی بیاہ کرنا، دعوت کھانا اپنے قبرستان میں دفن کرنا یہ سب حرام اشد حرام ہے بعض اوقات کفر ہے لہٰذا مرزائیوں کی حمایت اور طرف داری کرنا کسی بھی جہت سے جائز نہیں جس پہ شعر صادق آتا ہے: دو گونہ عذاب است بر جانِ مجنوں عذاب فرقت لیلی و وصل لیلی اخیر میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے متعلق اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی مایۂ ناز تصنیف "المبین ختم النبیین" سے ایک اقتباس نذرِ قارئین کرتا ہوں: "محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا، ان کے

زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقینا قطعاً محال و باطل جاننا فرضِ اجل وجزءِ ایقان ہے { وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ } نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر، نہ منکر بلکہ شک کرنے والا، نہ شاک کہ ادنی ضعیف احتمال خفیف سے توہّم خلاف رکھنے والا قطعاً اِجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیر ان ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے اس عقیدۂ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی، کافر ہونے میں شک وترّدد کو راہ دے وہ بھی کافر ہیں الکفر جلی الکفران ہے۔(المبین ختم النبیین) اللہ تبارک وتعالی اپنے حبیب پاک صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے صدقے عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت وصیانت کرنے کی توفیق بخشے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

نعت پاک

نور و نکہت کا سلسلہ ہے آج
جشن محبوبِ کبریا ہے آج

کوئی آیا ہے آمنہ کے گھر
وجد میں خانۂ خدا ہے آج

مرحبا کی صدائیں ہیں لب پر
ان کی آمد کا تذکرہ ہے آج

روشنی کیوں نہ ہو مرے گھر میں
محفل ذکرِ مصطفیٰ ہے آج

میں نے پڑھ کر درود آقا پر
بختِ خفتہ جگا لیا ہے آج

ان کی نعلین پاک کا صدقہ
چاند تاروں کو مل رہا ہے آج

ڈھونڈتے ہیں ملک جہاں بھر میں
کس جگہ ذکر مصطفیٰ ہے آج

ان کی صورت کا ہے بیاں مقصود
جشن واللیل والضحیٰ ہے آج

میرا عنوان ہے جمال رسول
ذکر محبوب کا مزا ہے آج

موج طوفاں ہی بن گئی ساحل
کوئی کشتی کا ناخدا ہے آج

ہے وسیلہ رسول کا شامل
میری مقبول ہر دعا ہے آج

موت آئے در پیمبر پر
یاخدا تجھ سے التجا ہے آج

پی کے عشق نبی کی مئے اکرام
دل مرا نعت پڑھ رہا ہے آج

سخن آموز: محمد اکرام الحق قادری علیمی کھنڈوہ ایم. پی.

دعائے صحت کی اپیل

صاجنرادہ مظہر شعیب الاولیاء حضرت علامہ مولانا غلام عبد القادر چشتی صاحب جو دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کے رکن رکین ہیں اور برسہا برس سے دارالعلوم کی اہم خدمات سے وابستہ رہے ہیں ان دنوں سخت علیل ہیں ان کی علالت کی خبر سن کر والد بزرگوار پیر طریقت شہزادہ شعیب الاولیاء مفکر اسلام حضرت علامہ الحاج الشاہ غلام عبد القادر علوی صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول وناظم اعلی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف جو اپنی علالت کی وجہ سے ان دنوں لکھنؤ میں مقیم تھے مجھ راقم الحروف محمد آصف علوی ازھری نگران اعلی تعلیمی وتنظیمی امور دارالعلوم فیض الرسول کو ہمراہ لے کر مزار حضور شعیب الاولیاء پر حاضری،اور عیادت کی غرض سے براؤں شریف تشریف لائے اور مجھ راقم الحروف کو ساتھ لیکر حضرت مولانا غلام عبد القادر چشتی صاجنرادہ مظہر شعیب کے گھر پر جا کر ان کی عیادت کی اور ان کی صحت یابی کے لیے دعائیں کی اور ان کے فرزندان سے مل کر ان کی ڈھارس بدھائی اور انھیں تسلی دیمیں راقم الحروف (محمد آصف علوی ازھری نائب سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول ونگران اعلی تعلیمی وتنظیمی امور دارالعلوم فیض الرسول) اپنی جانب سے اور والد بزرگوار شھزادہ شعیب الاولیاء مفکر اسلام حضرت علامہ الحاج الشاہ غلام عبد القادر علوی صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول وناظم اعلی دارالعلوم ھذا کی جانب سے جملہ عقیدت مندان حضور شعیب الاولیاء و وابستگان خانقاہ فیض الرسول اور جملہ فاضلین فیض الرسول سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ سبھی لوگ حضرت مولانا چشتی صاحب کی صحت یابی اور ان کے لیے شفاء عاجل و دائم وقائم ونافع کی دعائیں کریں۔

الملتمس: پیرزادہ محمد آصف علوی ازھری
نائب سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول ونگران اعلی تعلیمی وتنظیمی امور دارالعلوم
فیض الرسول براؤں شریف

ختم نبوت کے تحفظ میں امام احمد رضا کا نمایاں کردار

اثر خامہ: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الامین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔۔آپ کے بعد نبوت کا باب ہمیشہ کے لیے بند ہے۔۔اب جو کوئی بھی ظلی یا بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ خبیث کافر، مرتد، زندیق اور واجب القتل ہے۔

اسی پر ساری امت مسلمہ کا اجماع ہے۔۔۔

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی میں شروع ہو گیا تھا۔۔

پھر عہد صدیقی میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کثیر تعداد نے اپنی جانوں پر کھیل کر مسیلمہ کذاب کا خاتمہ کیا۔۔

عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے یہ پہلا وہ عظیم جہاد تھا، جس میں بارہ سو (1200) سے زائد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جام شہادت نوش کر کے دنیا پر اس کی اہمیت وافادیت ہمیشہ کے لیے واضح فرما دی تھی۔

اسی طرح تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین نے ہر دور میں عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اپنا اولین فرض سمجھا۔ برصغیر میں جب قادیان سے مرزا غلام احمد آنجہانی مسیلمہ پنجاب بن کر سامنے آیا تو اہل ایمان نے اس خبیث کا خوب خوب تعاقب کر کے ختم نبوت کے تحفظ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ ان محافظین ختم نبوت میں مجدد دین وملت الشاہ الحافظ القاری اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (1340ھ/ 1921ء) کا کردار نہایت روشن اور نمایاں رہا، بلکہ آپ کے سارے خانوادے کو ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے ہی شہرت ملی۔

مولانا احسن نانوتوی (1312ھ/ 1894ء) میں جب حدیث اثر ابن عباس کی بنیاد پر اپنے اس عقیدے کا اعلان کیا کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ بھی ہر طبقہ زمین میں ایک ایک "خاتم النبیین" موجود ہے تو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ (م 1297ھ/ 1880ء) نے ان کی بروقت گرفت فرمائی اور ایسا عقیدہ رکھنے والے کو گمراہ اور خارج اہل سنت قرار دیا۔ نہ صرف بریلی بلکہ بدایوں اور رام پور کے مشاہیر علمائے کرام نے بھی آپ کے مؤقف کی حمایت میں اپنے فتاویٰ صادر فرمائے۔

یوں برصغیر میں فتنۂ انکار ختم نبوت کا باضابطہ پہلا رد سرزمین بریلی شریف کے حصے میں آیا۔ 1315ھ/ 1898ء میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام علامہ مفتی محمد حامد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م 1362ھ/ 1942) نے کتاب "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" لکھ کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کی دنیائے ارضی پر دوبارہ تشریف آوری قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کر کے مرزا آنجہانی کے مکروفریب کا پردہ فاش فرمایا۔ 1317ھ/ 1899ھ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان

قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے" جزاء اللہ عدوہ بایاہ ختم النبوۃ" لکھ کر ختم نبوت کے مطلب ایمانی ایک سو بیس اور منکرین ختم نبوت پر تیس نصوص کے تازیانے برسائے اس پر عرب وعجم کے علمائے کرام نے تصدیقات بھی فرمائیں۔ 1320ھ/ 1902ء میں آپ نے" السوء والعقاب علی المسیح الکذاب" لکھ کر دس وجوہ سے قادیانی آنجہانی کا کفر ظاہر و باہر کرکے فرمایا کہ یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں۔ 1320ھ/ 1902ء میں سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م 1289ھ/ 1872ھ) کی عربی زبان میں لکھی گئی بلند پایہ کتاب" المعتقد المنتقد" پر نہایت ہی عالمانہ انداز میں" المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد" کے نام سے عربی میں حواشی لکھے جن کا اردو زبان میں ترجمہ تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان الازہری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م 1439ھ/ 2018ء) کے قلم سے شائع ہو چکا ہے۔ ان حواشی میں بھی آپ نے گمراہ فرقوں اور ان کے سرغنوں کا ذکر کرتے ہوئے مرزا قادیانی آنجہانی کے بارے میں صاف صاف فرمایا:"

یہ مرزا ان جھوٹے دجالوں میں سے ہے جن کے خروج کی خبر صادق ومصدوق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی، یہ دجال مرزا قادیانی اس زمانے میں موضع قادیان واقع پنجاب میں نکلا۔" 1323ھ/ 1905ء میں برادر اعلیٰ حضرت شہنشاہ سخن مولانا محمد حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م 1326ھ/ 1908ء) نے بریلی شریف سے ختم نبوت کے تحفظ کے لئے رد قادیانیت پر پہلا باضابطہ ماہوار رسالہ جاری کیا، اس کا تاریخی نام" قہر الدیان علی مرتد القادیانی" رکھا اس کے اجراء میں آپ کو کثیر احباب کا تعاون حاصل تھا ان میں سے پچاسی (85) معاونین کے اسمائے گرامی رسالے کے اندرون سرورق پر شائع ہوئے تھے اس کے پہلے شمارے میں قادیانیت کے رد میں آپ کا مقالہ" ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری" کا پہلا حصہ بھی شائع ہوا تھا۔۔۔

اللہ اللہ، برادر اعلی حضرت، رد قادیانیت میں کتنے متحرک تھے!! 1324ھ/ 1906ء میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک اہم قدم یہ اٹھایا کہ برصغیر کے چند گستاخوں کی کفریہ عبارات پر علمائے حرمین شریفین کی اکثریت سے تصدیقات وفتاویٰ حاصل کئے اور پھر اسے" حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" کا تاریخی نام دیا۔ اس میں مرزا آنجہانی کی کفریات وارتداد پر فتویٰ کفر نمایاں اور سر فہرست ہے۔ 1326ھ/ 1908ء۔ میں آپ کی مشہور کتاب" المبین ختم النبیین" سامنے آئی جس میں آپ نے ثابت فرمایا کہ مشہور آیت ختم نبوت میں" الف لام" استغراقی ہے، عہد خارجی کا لام نہیں، یعنی ہر قسم کے خاتم ہمارے آقا و مولا خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، آپ کے بعد کسی طرح کی نبوت کا امکان نہیں۔ 1335ھ/ 1916ء۔ میں آپ کے قلم فیض اثر سے" باب العقائد والکلام " المعروف" گمراہی کے جھوٹے خدا" نامی رسالہ سامنے آیا اس میں آپ نے مختلف فرقوں کے" تصور توحید" کو طشت از بام فرمایا اور قادیانی آنجہانی کے" جھوٹے خدا" کی بھی قلعی کھول کر رکھ دی ہے کہ قادیانی ایسے کو خدا کہتا ہے العیاذ باللہ۔ 1337ھ/ 1918ء۔ میں مولانا اشرف علی تھانوی کے ایک مرید کے خواب و بیداری میں کلمۂ طیبہ کی جگہ اور درود شریف میں بھی ان کا نام لینے پر زبردست گرفت فرمائی اور" الجبل الثانوی علی کلیۃ التھانوی" میں ان کی خبر لی۔ 1339ھ/ 1920ء میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کل ہند جماعت رضائے مصطفیٰ" کا قیام عمل میں لایا۔۔ اس کے اغراض ومقاصد میں، پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وعظمت کا تحفظ سر فہرست تھا، جماعت نے اسلامی تشخص کے امتیاز وتحفظ اور فتنۂ ارتداد کے رد میں نہایت موثر کام کیا۔۔

مرزائیوں کی فتنہ سامانی کا جماعت رضائے مصطفے کے مناظرین نے ڈٹ کر مقابلہ کیا ،قادیانیوں کو جماعت کے مقابلے میں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔یہی نہیں بلکہ جماعت رضائے مصطفے نے نشر و اشاعت کے محاذ پر قادیانیت کے رد میں قلمی معرکہ آرائیاں بھی جاری رکھیں۔

اسی جماعت کے زیر اہتمام رد قادیانیت میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی ان کے صاجزادگان،خلفاء وتلامذہ اور متعلقین کی کتابیں بھی عالم میں شائع ہوئیں۔3/محرم الحرام 1340ھ کو پیلی بھیت سے شاہ میر خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی خدمت میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر مرزائیوں کے چند اعتراضات استفتاء کی صورت میں بھیجے آپ نے علالت کے باوجود" الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی" (1340ھ) جیسے تاریخی نام سے یہ رسالہ سپرد قلم فرمایا۔جس کے نام کا اردو میں ترجمہ" قادیانی مرتد پر خدائی تلوار" ہے۔

25 صفر المظفر 1340ھ کو عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ محافظ اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔اللہ اللہ،آپ کا آخری قلمی جہاد بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تھا۔خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

آپ کے فرزند اصغر مفتی اعظم علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں ایک یادگار رسالہ" تصحیح یقین بر ختم نبیین" رقم فرمایا۔آپ کے خلفاء وتلامذہ نے بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔صدر الشریعہ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب" بہار شریعت" کے آغاز ہی میں فتنۂ قادیانیت کی خوب نقاب کشائی فرما کر امت مسلمہ کو اس سے دور رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔اسی طرح آپ نے ہمارے ضلع اٹک کے معروف سنی عالم دین علامہ مولانا قاضی غلام گیلانی شمس آبادی رحمۃ اللہ علیہ (م 1348ھ/1930ء) کی کتاب" تیغ غلام گیلانی بر گردن قادیانی" اپنے اہتمام سے بریلی شریف سے شائع فرما کر عام کی تھی۔
اسی طرح آپ کے خلیفہ مولانا قاضی عبد الغفور شاہ پوری رحمۃ اللہ علیہ نے" عمدۃ البیان فی جواب سوالات اہل القادیان"،مبلغ اسلام علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (م 1373ھ/1954ء) نے مرزائیوں کو ناکوں چنے چبوائے اور کتاب" مرزائی حقیقت کا اظہار" بھی لکھی۔علامہ مفتی غلام جان ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ (م 1379ھ/1959ء) نے سیف رحمانی علی راس القادیانی" لکھی۔ علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (م 1380ھ/1961ء) نے" اکرام الحق کی کھلی چھٹی کا جواب،،کرشن قادیانی کے بیانات ہزیانی،،قادیانی مسیح کی نادانی اس کے خلیفہ کی زبانی" لکھیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ نعت" حدائق بخشش" میں بھی کئی ایسے اشعار ملتے ہیں جن سے عقیدہ ختم نبوت مترشح ہے بطور نمونہ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

سب سے اول سب سے آخر ابتداء ہو،انتہاء ہو
سب تمہاری ہی خبر تھے تم مؤخر مبتدا ہو

آتے رہے انبیاء کما قیل لھم
والخاتم حقکم کہ خاتم ہوئے تم

یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا
نور اول کا جلوہ ہمارا نبی

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

آپ کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام علامہ مفتی محمد حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ کلام "تحائف بخشش" سے دو شعر ملاحظہ ہوں: ھوالاول ھوالآخر ھوالظاھر ھوالباطن بکل شیٔ علیم لوح محفوظ خدا تم ہو نہ ہو سکتے ہیں دو اول نہ ہو سکتے ہیں دو آخر تم اول اور آخر ابتدا تم انتہا تم ہو.........

اسی طرح آپ کے فرزند اصغر مفتی اعظم علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ کلام "سامان بخشش" میں بھی عقیدہ ختم کے تحفظ کے لئے سامان موجود ہے۔

چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے: تم ہو فتح باب نبوت تم سے ختم دور رسالت ان کی پچھلی فضیلت والے صلی اللہ علیک وسلم صلی اللہ صلی اللہ تمہیں سے فتح فرمائی تمہیں پر ختم فرمائی!! رسل کی ابتدا تم ہو نبی کی انتہا تم ہو تمہارے بعد پیدا ہو نبی کوئی نہیں ممکن نبوت ختم ہے تم پر کہ ختم الانبیاء تم ہو...........

مملکت خداداد پاکستان میں تحریک ختم نبوت 1953ء اور تحریک ختم نبوت 1974ء میں بھی اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء وتلامذہ کی اولاد امجاد کا کردار نہایت نمایاں اور ممتاز رہا۔ بلکہ ان دونوں تحریکوں کی فعال قیادت بھی علمائے اہل سنت ہی تھی۔۔ان میں مجاہد ملت علامہ محمد عبد الستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ حافظ قاری شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار تو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

ان کی ان تھک کاوشوں سے ہی مملکت خداداد پاکستان نے 7 ستمبر 1974ء کو سرکاری طور پر بھی قادیانیوں اور ان کے گماشتوں کو کافر قرار دیا تھا۔ اسی طرح 2017ء میں بھی جب ختم نبوت کی شق کو چھیڑا گیا تو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کے عقیدت مند علماء میدان عمل میں سامنے آئے اور کلمۂ حق بلند فرمایا، ان میں علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور پروفیسر ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا قائدانہ کردار پوری دنیا نے دیکھا۔۔۔۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور ہماری موجودہ قیادت کو بیداری عطا فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین......

نوٹ: رضا اکیڈمی ممبئی کے روح رواں اسیر مفتی اعظم الحاج محمد سعید نوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی اس تحریک وتشویق پر یہ مقالہ قلم بند کیا ہے کہ اس بار دس شوال المکرم یوم ولادت اعلیٰ حضرت کو" یوم تحفظ ناموس رسالت کے طور پر منایا جائے اور اسی حوالے سے اہل قلم اپنی تحریریں قلم بند فرمائیں۔ دعا گو و دعا جو، گدائے کوئے مدینہ شریف، احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ" خلیفہ مجاز بریلی شریف"

شریعت و طریقت ایک یا جدا

از: امجد علی امجدی

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات والا دین و مذہب ہے اس کے تمام اصول اور جملہ احکام و مسائل بہت واضح اور روشن اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔اس کھلی حقیقت کے باوجود آج کچھ لوگ ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور طرح طرح سے اس کے اصول و مسائل میں بے جا اعتراضات اور نکتہ چینی کرتے ہیں افسوس یہ کہ اس زمرے میں غیروں کے ساتھ ہمارا لبادہ اوڑھنے والے بھی نظر آتے ہیں جنہیں آستین کا سانپ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ چنانچہ آجکل بعض نام نہاد صوفی اور جعلی پیر طریقت کے نام پر شریعت کے احکام کو پامال کر رہے ہیں اور شریعت اور طریقت کے باہمی تعلق کی نفی کر کے عوام میں ایسے شکوک وشبہات اور غلط نظریات کا پرچار کر رہے ہیں جن کا احکام شرعیہ سے دور کا بھی تعلق نہیں ،شریعت و طریقت کے باہمی اتحاد کو سمجھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے شریعت و طریقت کی تعریف اور صحیح شاخت و پہچان ہو جائے تا کہ نام نہاد صوفیہ کی جعل سازیوں اور ان کے مکروفریب کو سمجھنا آسان ہو۔

شریعت : قرآن و حدیث کے ظاہری احکام کو کہا جاتا ہے جو اللہ رب العزۃ نے اپنے بندوں کے لیے بطور ضابطۂ حیات نازل فرمائے ۔

طریقت: ان کے باطن کا نام ہے۔

عام طور پر یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ شریعت وطریقت دو الگ الگ راستے ہیں ،اہل شرع طریقت کو نہیں سمجھتے اور اہل طریقت شریعت کا ادراک نہیں کرتے یہ بات سراسر کج فہمی کا نتیجہ ہے حالانکہ اولیائے کرام کی کبھی یہ تعلیمات نہیں رہیں کہ ظاہری شریعت کو چھوڑ کر باطنی شریعت پر عمل پیرا ہو جائے ،نماز روزہ کو چھوڑ کر صرف ذکر و اذکار اور چلہ کشی پر اکتفاء کیا جائے اگر کوئی نام نہاد صوفی یا پیر ایسی بات کہتا ہے یا ایسے خیالات و افکار کا حامل ہے تو اس کا اولیائے کرام کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں ایسا شخص گمراہ و بے دین اور خواہش نفسانیہ کا پیروکار ہے۔

حقیقی صوفیہ کرام اور اولیائے عظام ایسے لوگوں سے اپنی براء ت کا اظہار کرتے ہیں، بزرگان دین کی تعلیمات تو یہ ہیں کہ ظاہری اعمال اور باطنی افعال کا آپس میں ایسا تعلق ہے جیسا روح کا جسم سے ظاہری اعمال شریعت ہے تو باطنی اعمال تصوف۔

حضرت ابرہیم دسوقی فرماتے ہیں: الشریعۃ ھی الشجرۃ والحقیقۃ ھی الثمرۃ (الطبقات الکبری ۱/۱۶۹) شریعت درخت ہے اور حقیقت پھل ہے۔

حضور غوث پاک فرماتے ہیں: تفقہ ثم اعتزل من عبد اللہ بغیر علم کان ما یفسدہ اکثر مما یصلح خذ معک مصباح شرع ربک [بہجۃ الاسرار ص ۵۳] فقہ حاصل کر اس کے بعد خلوت نشین ہو جو بغیر علم کے خدا کی عبادت کرے وہ جتنا سنوارے گا اس سے زیادہ بگاڑے گا اپنے ساتھ شریعت الہیہ کی شمع لے لے۔

یہ بھی غوث پاک کا فرمان ہے: اقرب الطرق الی اللہ تعالی الاستمساک بعروۃ الشریعۃ المحمدیۃ۔
اللہ تعالی کی بارگاہ میں سب سے قریب ترین طریقت شریعت محمدیہ کی گرہ کو تھامنا ہے۔

ولی ممدوح رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: التصوف انما ھو زبدۃ عمل العبد باحکام الشریعۃ (الطبقات الکبری للشعرانی ۱/۴) تصوف کیا ہے بس احکام شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ ہے

پھر فرمایا: علم التصوف تفرع من عین الشریعۃ (الطبقات الکبری ۱/۴) علم تصوف چشمۂ شریعت سے نکلی ہوئی جھیل ہے۔

امام قشیری اپنے رسالہ مبارکہ میں حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں: جس نے نہ قرآن سیکھا نہ حدیث لکھی یعنی جو علم شریعت سے آگاہ نہیں در بار طریقت اس کی اقتدا نہ کریں اسے اپنا پیر نہ بنائیں کہ ہمارا یہ علم طریقت بالکل کتاب وسنت کا پابند ہے (الرسالۃ القشیریۃ، ص ۲۰)

حضرت بسطامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر کسی شخص کو دیکھو ایسی کرامت دی گئی کہ ہوا پر چارزانو بیٹھ سکے تو اس سے فریب نہ کھانا جب تک یہ نہ دیکھو کہ فرض، واجب ومکروہ وحرام و محافظت حدود و آداب شریعت میں اس کا حال کیا ہے [الرسالۃ القشیریہ، ص ۱۵]

امام احمد رضا نے شریعت وطریقت کے اتحاد کو "مقال العرفاء" میں جس خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے وہ رہنماں اصول ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ کہنا کہ طریقت نام ہے وصول الی اللہ کا محض جنون و جہالت ہے ہر دو حرف پڑھا ہوا جانتا ہے کہ طریق، طریقہ، طریقت کو کہتے ہیں۔ نہ کہ پہنچ جانے کو۔ تو یقینا طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے۔ اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآن مجید خدا تک نہ پہنچائے گی، بلکہ شیطان تک جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن مجید باطل و مردود فرما چکا، لا محالہ ضرور ہوا کہ طریقت یہی شریعت ہے کہ اس راہ روشن کا ٹکڑا ہے اس کا اس سے جدا ہونا محال و ناسزا ہے۔ جو اسے شریعت سے جدا جانتا ہے اسے راہ خدا سے توڑ کر راہ ابلیس مانتا ہے، مگر حاشا طریقت حقہ راہ ابلیس نہیں، قطعا راہ خدا ہے تو یقینا وہ

شریعت مطہرہ کا ٹکڑا ہے۔

نیز امام اہل سنت نے شریعت و طریقت کے باہمی تعلق کو ایک مثال سے سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں: ''کہ شریعت منبع (اصل) اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا ہے بلکہ شریعت اس مثال سے بھی متعالی ہے۔ منبع سے پانی نکل کر دریا بن کر جن زمینوں پر گزرے انہیں سیراب کرنے میں اسے منبع کی احتیاج نہیں نہ اسے نفع لینے والوں کو اصل منبع کی اس وقت حاجت مگر شریعت وہ منبع ہے کہ اس سے نکلے ہوئے دریا یعنی طریقت کو ہر آن اس کی ضرورت ہے۔ منبع سے اس کا تعلق ٹوٹے تو یہی نہیں کہ صرف آئندہ کے لیے مدد موقوف ہوجائے فی الحال جتنا پانی آچکا ہے چند روز تک پینے، نہانے، کھیتیاں، سینچنے کا کام دے نہیں نہیں منبع سے اس کا تعلق ٹوٹتے ہی یہ دریا فوراً فنا ہوجائے گا [فتاوی رضویہ رسالہ مقال عرفاء باعزاز شرع وعلماء ۱۷/ ۱۳۳، ۱۳۴]

حضور صدر الشریعہ بدر الطریقہ شریعت و طریقت کے باہمی تعلق کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طریقت منافی شریعت نہیں، وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے، بعض جاہل متصوف جو یہ کہ دیا کرتے ہیں کہ طریقت اور ہے شریعت اور محض گمراہی ہے اور اس زعم باطل کے باعث اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھنا صریح کفر و الحاد ہے، احکام شرعیہ کی پابندی سے کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو سبکدوش نہیں ہوسکتا [بہار شریعت، حصہ اول ۱/ ۲۶۵، ۲۶۶]

مذکورہ بالا اولیائے کرام وصوفیہ عظام اور علمائے اعلام کے اقوال کی روشنی میں یہ بات روشن ہوگئی کہ طریقت بغیر شریعت کے طریقت نہیں بلکہ بے دینی و گمراہی ہے یہیں سے ان تمام ڈھونگی صوفیوں کے تعمیر کردہ تمام تر بلند و بالا محلات زمین بوس ہوجاتے ہیں جو عوام الناس میں رہ کر کعبہ میں نماز پڑھنے کا دعوی ٹھوکتے ہیں، جھوٹے وجد کا مظاہرہ کرتے ہیں ،غیر محرمات سے بے پردہ ملنا اور باتیں کرنا ،ہاتھ چومنا ،چومانا وغیرہ جیسے غیر شرعی حرکات اور طرح طرح کی شرعی ممنوعات کے مرتکب ہیں، اس لیے کہ یہ وہ تمام چیزیں ہیں جن کی شریعت میں سخت ممانعت ہے۔

اے اللہ! ہم سب کو شریعت مطہرہ کے احکام کا پابند بنا، ہم سب کو نماز روزے کی پابندی کرنے اور تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرما، شریعت و طریقت کے باہمی تعلق کو سمجھنے کے قابل بنا، جعلی پیروں اور جاہل صوفیوں سے چھٹکارا عطا فرما۔

از: امجد علی امجدی
خادم التدریس والافتاء مدرسہ تاج الشریعہ ایجوکیشنل سینٹر لہان سرہا نیپال
۲۰/ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ

شیعیت کی طرف بڑھتا ہوا

سنیوں کا رجحان اور اس سے نجات کے طریقے

از: حسنین رضا قادری علیمی جامعی گونڈوی

ابتدائے اسلام سے تاہنوز دین حنیف کو نت نئے فتنوں کا سامنا کرنا پڑا ہے، مخالف قوتیں اس کی بیخ کنی میں مشغول ہیں کبھی اعتزالی فتنہ زور پکڑا تو کبھی قرآن کو اللہ کی مخلوق ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تو کبھی تاتاری بھونچال نے عالم اسلام کو بکھیر کر رکھ دیا اس کے باوجود بھی یہ فروغ و ارتقاء کے مراحل سے گزرتا ہوا یورپ و امریکہ کے کلیساؤں تک جا پہنچا۔ زمانہ سابق کی طرح اس دور میں بھی اسلام پر خطرات کے بادل منڈلا رہے ہیں ہر چہار جانب سے اس پر باطل نظریات کا گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے ان میں سے خاص کر یہ رافضیت کا فتنہ بہت ہی زیادہ توجہ کا حامل ہے کیونکہ بعض سنی بھی ان کے دام فریب میں آ کر سنیت سے منہ موڑتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ رافضیت کی مختصر تاریخ کچھ اس طرح ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خلافت کی باگ ڈور سنبھالی تو اس دور میں دو بہت مشہور فرقے پیدا ہوئے ایک خوارج جو اہلبیت اطہار پر تبرا کرتے تھے اور دوسرا روافض جو اصحاب رسول کی شان میں گستاخیاں کرتے تھے۔ خوارج اختلاف زمانہ کے اعتبار سے اپنا لبادہ بدلتے رہے اور ختم ہوتے چلے گئے اصل خوارج کا وجود اگرچہ آج کے زمانے میں نہیں لیکن ان کی شاخیں اب بھی موجود ہیں۔ رہی رافضیت تو یہ ہمیشہ اپنی پہلی نظریات پر باقی رہی، اس کی کئی شاخیں معرض وجود میں آئیں جن میں سے ایک گروہ کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی غلطی سے نبی کی طرف لے کر چلے گئے جو کہ علی کے پاس آنا چاہئے ان کو رافض کہا گیا دوسرے جو خلافت شیخین کے منکرین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تبرا کرتے ہیں ان کو تبرائی سے موسوم کیا گیا اور تیسرا گروہ جو شیخین کی خلافت کو تسلیم تو کرتا ہے لیکن فضیلت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان پر فوقیت دیتا ہے جن کو تفضیلی کہا جاتا ہے اس زمانہ میں یہی وہ آگ ہے شیعیت کی جو سنیت کو کھاتی جا رہی ہے اس کے پیچھے بہت ساری وجوہات کارفرما ہیں چوں کہ ان دو صدیوں کے درمیان علمائے اہلسنت کی اکثریت نے فقط وہابیت اور دیوبندیت کے خلاف مناظرہ ومباہلہ کرنے میں زندگی بگزار دی اس لئے شاید اس طرف کسی کی توجہ نہ ہوسکی جس کا ناجائز فائدہ اٹھا کر رافضیت نے اپنے پنجے جمانے کی کوششیں شروع کر دیں، اپنی تقریر وتحریر کے ذریعہ نظریات باطلہ کو اہلسنت کے درمیان داخل کر دیا صرف یہی نہیں بلکہ سنیت کے لبادے میں ملبوس رافضیوں کا ایک گروہ ہمارے مابین تبلیغ وتشریح میں مصروف ہوگیا اور لوگوں کے دلوں کو شکوک وشبہات کا آماجگاہ بنا دیا، اس کے لئے انہوں نے مختلف ہتھکنڈوں کو آزمایا اور کامیاب بھی ہو گئے جیسے کہ پیشہ ور مقررین کے سامنے انہوں نے اپنی کتابیں پہنچا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسٹیجوں پر دھواں دھار تقریر کرنے والے حمقاء نے فضائل اہلبیت کے بارے میں حد سے تجاوز کیا اور فضائل صحابہ سے بے اعتنائی برتی فضائل اہلبیت کو بیان کرنے کے لئے رافضی مولویوں کی کتب کا سہارا لیا جس میں صحابہ کرام کے مابین ہونے والے اختلاف کو نفس پرستی کا رنگ دیا گیا، اس کی بہترین توجیہ پیش کرنے کے بجائے ایسے الفاظ کے پیرائے میں ڈھال کر واقعات صفین وجمل کو بیان کیا گیا جس سے ذاتی رنجش اور نفسیاتی دشمنی کا رنگ جھلکتا تھا، احادیث طیبہ کے باطل

استدلال پیش کئے گئے۔مناقب شیخین کو بیان کرنے کے بجائے مسئلہ فدک وخلافت بلافصل کو موضوعِ گفتگو بنایا گیا خلفاء ثلاثہ و امیر معاویہ اورزبیر بن العوام جیسے مظلوم صحابہ کرام کو غاصب وخائن کی صورت میں پیش کیا گیا حتیٰ کہ ہر وہ حربہ آزمایا گیا جس سے صحابہ کرام کی عظمت کو دلوں سے نکالا جاسکے اور عوام عدم علمی کی وجہ سے ان کی گرویدہ ہو گئی تو انہوں نے کھل کر شیعیت کا پرچار شروع کیا چوں کہ عوام الناس کا جاہل طبقہ ان کو حق پر سمجھنے لگا تھا جس پر ان کی باتوں کا خاطر خواہ اثر پڑا، اور یہ ایک فطری امر ہے کہ جب کسی کی عیبوں اور غلطیوں کو کثرت سے بیان کیا جائے تو اگر چہ مذکورلہ اس طرح نہ ہو پھر بھی اس غلط بات پر دل جم جاتا ہے، قلب میں کجی پیدا ہو جاتی ہے یہ وہ مختصر وجوہات ہیں جن کی وجہ سے سنیت کے خلاف لوگوں کے دل شکوک وشبہات کا شکار ہو گئے اور یہ شک وشبہ نیم رافضی مولویوں کی وجہ سے منزل یقین تک پہنچ گیا۔

اس سے بچاؤ کے طریقے۔۔

منبر رسول کو احمق خطباء سے خالی کر کے محقق و متصلب سنی عالم دین کو اس کی زینت بنایا جائے فضائل اہلبیت کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی فضیلتیں اجاگر کی جائیں۔ماہ محرم الحرام کے دوران سنی علماء ہی کی کتابوں سے استفادہ کیا جائے اور حقیقت حال سے لوگوں کو روشناس کرایا جائے دلائل و براہین کے ذریعے شیعیت کی تردید کی جائے اور ان کے پھیلائے ہوئے نظریات کو اسلامی انسائیکلوپیڈیا کی روشنی میں حقیقت کا آئینہ دکھایا جائے صحابہ کرام کے مابین ہونے والے اختلاف کو طاق نسیان میں رکھ دیا جائے۔زیادہ تر فتنہ یہ جاہل شعراء وخطباء کی وجہ سے درپیش ہے اس لیئے انکو یا تو ذوق مطالعہ کی ترغیب دی جائے یا اسٹیجوں سے نیچے رکھا جائے۔ علمائے اہلسنت کے لیئے یہ بات ملحوظ خاطر رکھنا بے حد ضروری ہے کہ سنیت پر کون سا فتنہ کس سمت سے اٹھ رہا ہے اس سے پہلے کہ وہ فتنہ اپنی تاریکیوں میں امت مسلمہ کو غائب کر دے نور علم سے اس ظلمت کا پردہ چاک کر کے مومنین کو ایک مینارۂ نور عطا فرمائیں۔ اگر ہم نے ذرہ برابر بھی بے توجہی دکھائی تو یہ باطل نظریات ہمیں اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔اللہ تعالیٰ ہم سنیوں کو رافضیت کے فتنوں سے محفوظ رکھے اور تادم مرگ اہل سنت والجماعت پر قائم رکھے۔

صدرِ شریعت اعلیٰ حضرت کی بارگاہِ عظمت میں

ذریعۂ معاش سے مطمئن ہوکر جُمادِی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِ کسی کام سے'' لکھنؤ '' تشریف لے گئے۔وہاں سے اپنے اُستاذِ محترم رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِ کی خدمت میں ''پیلی بھیت'' حاضر ہوئے۔حضرت محدث سورتی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کو جب معلوم ہوا کہ ان کا ہونہار شاگرد تدریس چھوڑ کر مطب میں مشغول ہوگیا ہے تو انہیں بے حد افسوس ہوا۔چُونکہ صدرالشَّریعہ عَلَیْہِ رَحْمَۃُ ربِّ الوَرٰی کا ارادہ بریلی شریف حاضر ہونے کا بھی تھا چُنانچہ بریلی شریف جاتے وقت مُحدِّث سُورتی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی نے ایک خط اِس مضمون کا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ ربِّ العِزَّت کی خدمت میں تحریر فرمادیا تھا کہ'' جس طرح ممکن ہو آپ اِن (یعنی حضرت صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الغَنِی) کو خدمتِ دین وعلمِ دین کی طرف مُتوجّہ کیجئے۔''

جب میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ ربِّ العِزَّت کے درِ دولت پر حاضری ہوئی تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہِ نہایت لطف وکرم سے پیش آئے اور ارشاد فرمایا: ''آپ یہیں قِیام کیجئے اور جب تک میں نہ کہوں واپَس نہ جائیے۔
'' اور دل بستگی کے لئے کچھ تحریری کام وغیرہ سپُرد فرمادیئے۔تقریباً دو ماہ بریلی شریف میں قیام رہا اور میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ ربِّ العِزَّت کی صحبت میں علمی اِستفادہ اور دینی مذاکرہ کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ رمضانُ المبارَک قریب آگیا۔
صدرُ الشَّریعہ عَلَیْہِ رَحْمَۃُ ربِّ الوَرٰی نے گھر جانے کی اجازت طلب کی تو میرے آقا اعلیٰ حضرت عَلَیْہِ رَحْمَۃُ ربِّ العِزَّت نے ارشاد فرمایا: ''جائیے! لیکن جب کبھی میں بلاؤں تو فوراً چلے آئیے۔''

مُرشِدِ کامل کا منظورِ نظر امجد علی
اِس پہ دائم لطف فرما چشمِ حق بین رضا

تحفظ ناموس رسالت میں عصر حاضر کے علماء کا کردار:

شفیق فیضی

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ اگر کسی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی جائے تو امت کو کیا کرنا چاہئے، امام مالک نے جواب دیا کہ امت کو اس کا بدلہ لینا چاہئے، اس پر سائل نے سوال کیا کہ اگر امت ایسا نہ کرے تو؟ جس پر امام مالک نے فرمایا کہ امت کو مر جانا چاہئے کہ کیونکہ نبی کی شان میں گستاخی کے بعد امت کو جینے کا کوئی حق نہیں۔

امام مالک کے تاریخی کلمات یہ بتاتے ہیں کہ شان رسالت میں کی گئی گستاخی ہرگز ناقابل معافی ہے، امام ابن العابدین شامی حنفی لکھتے ہیں ”تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ گستاخِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل واجب ہے اور امام مالک، امام ابولیث، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق اور امام شافعی علیہم الرحمہ حتیٰ کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بھی موقف یہی ہے کہ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ (فتاویٰ شامی)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو گالی دینے سے عہد ٹوٹ جاتا ہے اور ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہیے، ابن المنذر، الخطابی اور دیگر علماء نے امام شافعی سے اسی طرح نقل کیا ہے، امام شافعی اپنی کتاب ”الام“ میں فرماتے ہیں ”جب حاکم وقت جزیہ کا عہد نامہ تحریر کرے تو مشروط کرتے ہوئے عہد نامے میں تحریر کیا جائے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کتاب اللہ یا دین اسلام کا تذکرہ نازیبا الفاظ میں کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری اٹھ جائے گی، جو امان اس کو دی گئی تھی وہ ختم ہو جائے گی اور اس کا خون اور مال امیر المومنین کے لیے اس طرح مباح ہو جائے گا جس طرح حربی کافروں کے اموال اور خون مباح ہیں“۔ (الصارم المسلول اردو ترجمہ)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ الاشباہ والنظائر کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ”نشے کی حالت میں کسی مسلمان کے منہ سے کلمۂ کفر نکل گیا تو اسے کافر نہ کہیں گے اور نہ سزائے کفر دیں گے مگر نبی کریم کی شان میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشے کی بے ہوشی سے بھی صادر ہو تو اسے معافی نہ دیں گے“۔ (فتاویٰ رضویہ)

اس کے علاوہ اشرف علی تھانوی، انور شاہ کشمیری دیوبندی، حسین احمد مدنی دیوبندی وغیرہ علماء دیوبند کا بھی اس بات پر اتفاق ہے کہ شان رسالت یا بارگاہ الوہیت میں گستاخی ناقابل معافی جرم ہے، یہاں اتنا اور واضح کر دینا ضروری ہے کہ اس جرم کا مرتکب غیر مسلم ہو پھر کلمہ گو سبھی واجب القتل ہیں۔

گستاخ رسول کے تعلق سے یہ علماء عرب وعجم اور سبھی مسلک ومشرب کا موقف اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ناموس رسالت کی حفاظت ایمان کی بنیاد ہے جس کی حفاظت وصیانت ہر دور میں عالم اسلام کے ہر فرد پر فرض عین ہے، اور اس فرض کی دائیگی میں کسی بھی

طرح کی کوتاہی کا مطلب ہے دولت ایمان کی قوت سے محرومی، ناموس رسالت کی حفاظت کتنا اہم مسئلہ ہے اس کا اندازہ اس بات بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ماضی میں سیکڑوں ایسے واقعات پیش آئے ہیں جہاں مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر بھی ناموس رسالت کی حفاظت کی ہے، البتہ سزا دینے کا طریق کار قانونی اعتبار سے ہے نہ کہ ہر فرد انفرادی طور پر سزا کا حکم صادر کرنے لگے کیونکہ ایسا کرنے کی صورت میں عوام میں انارکی پھیل جائے گی جس کی اسلام میں ہرگز گنجائش نہیں ہے۔

جہاں تک سوال ہے کہ موجودہ دور کے علماء کرام کا ناموس رسالت میں کیا کردار ہے یا اس کے لئے کیا اقدامات کئے جاسکتے ہیں تو اس تعلق سے اگر ایمانداری سے جائزہ لیا جائے تو پوری ملت اسلامیہ کے غیرت کا جنازہ نکل چکا ہے برصغیر سمیت پوری دنیا میں آزادیٔ اظہار رائے کے نام پر شان رسالت میں ہرزہ سرائی مسلسل جاری ہے لیکن چند ایک مذمتی بیان اور جز وقتی تجارتی بائیکاٹ کے علاوہ پورے عالم اسلام کے پاس کا کوئی مستقل حل نہیں ہے۔

گذشتہ کچھ برسوں کا جائزہ بتاتا ہے کہ ناموس رسالت کی خاطر سرگرم تنظیموں میں برصغیر ہند و پاک میں ''لبیک یارسول اللہ'' پاکستان اور رضا اکیڈمی ممبئی مہاراشٹر کا نام لیا جاسکتا ہے جو ناموس رسالت کی حفاظت میں قدرے آواز اٹھانے کا کام کرتی رہیں، مملکت خداداد پاکستان میں اور بھی متعدد تنظیمیں ہیں جو ناموس رسالت کے تحفظ میں سرگرم ہیں جبکہ بھارت کی مسلم آبادی اصولی زندگی سے ناآشنا ہو چکی ہی بھارتی مسلمانوں کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ان کے دین اور ایمان پر کون حملہ آور ہو رہا ہے، پی ایف آئی کے بعد اب رضا اکیڈمی پر بھی پابندی کے بادل منڈلانے لگے ہیں اور بہت ممکن ہے کہ جلد ہی اس پر بھی پابندی عائد کر دی جائے۔

رضا اکیڈمی کے علاوہ ناموس رسالت کے نام پر نومولود تحریک فروغ اسلام دہلی نے بھی اس مسئلے پر متعدد بار آواز اٹھانے کا کام کیا ہے تحریک فروغ اسلام کے بانی مولانا قمر غنی عثمانی ابھی بھی جیل میں ہیں کئی سماعتوں کے بعد بھی انہیں ضمانت نہیں مل پا رہی ہے تنظیم کے جنرل سیکریٹری مولانا عقیل فیضی نے بتایا کہ مولانا قمر غنی عثمانی کے علاوہ انہیں اور تحریک کے ایک دوسرے کارکن قاری ارشاد صاحب کو گرفتار کیا گیا تھا جنہیں دس دنوں کے بعد رہا کر دیا گیا، اس کے علاوہ انفرادی طور پر ناموس رسالت کے متحرک رہے مولانا سلمان ازہری کا ذکر نہ کیا جائے تو بات ادھوری رہ جائے گی حالانکہ میں ان کے دعوت مباہلہ والی بات سے اتفاق نہیں رکھتا ہوں لیکن پھر بھی اس بات کی تعریف تو کرنی پڑے گی کہ جب پوری ملت اسلامیہ ہند بزدلی کے قعر مذلت میں غوطہ زن تھی تب اس مرد مجاہد نے یتی نرسنگھانند جیسے شاتم رسول کو للکارنے کا کام کیا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے ناموس رسالت کے نام پر عالم اسلام بشمول ہند و پاک میں لاکھوں تنظیمیں اور تحریکیں پائی جاتی ہیں لیکن اس کے باوجود شان رسالت میں گستاخیاں کم ہونے کے بجائے مزید بڑھتی جا رہی ہیں جو یہ بتاتا ہے ناموس رسالت کے نام پر ہماری تمام تحریکیں غلط سمت میں جا رہی ہیں اسی لئے ان تنظیموں کی ہزار کوششوں کے بعد بھی

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

دراصل ناموس رسالت کی حفاظت تحریک یا تنظیم کی صورت میں ممکن ہی نہیں ہے تحریک یا تنظیم صرف پرپوزل یا ڈیمانڈ کر سکتی ہیں لیکن اس کا نفاذ حکومتیں کرتی ہیں اور حکومتیں سیاست کی مرہون منت ہوتی ہیں، المیہ یہ ہے پوری امت مسلمہ اسلام کے آفاقی

نظامِ سیاست کو بالائے طاق رکھ کر، غیروں کی تابعداری میں نجات کی متلاشی ہے جو کسی صورت بھی ممکن نہیں، موجودہ دور میں علماء کرام یا دانشوران قوم سبھی کے ناموس رسالت کے تعلق سے کارکردگی ایسے ہے جیسے مارے گھٹنہ پھوٹے سر۔

جن احتجاج اور مظاہروں سے ناموس رسالت کے تحفظ کا خواب دیکھا جارہا ہے وہ خود فریبی زیادہ اہمیت نہیں رکھتے، احتجاج اور مظاہروں کی افادیت سے انکار بھی نہیں ہے لیکن صرف احتجاج اور مظاہرے قیام انصاف کے لئے کافی نہیں ہوتے، قیام امن اسی وقت ممکن ہے جب حکومت میں آپ کی حصے داری ہوگی اور خود کو اقلیت کہہ کر مظلوم ثابت کرنے سے حکومت نہیں ملتی حکومت حاصل کرنے کے لئے اقلیت میں ہوتے ہوئے بھی نبی کریم کے مکی دور زندگی کو مشعل راہ بنا کر حصول اقتدار کے لئے جدوجہد کرنا پڑتا ہے اور اگر ایک بار آپ کی حکومت میں ساجھیداری یقینی ہوگئی تو پھر شان رسالت میں گستاخیوں کا دور خود بخود بند ہو جائے گا۔

علماء کرام سیرت نبوی کے مکی دور کے واقعات بیان کر کے مسلمانوں کو صبر و تحمل کی تلقین کرنے کے بجائے حصول اقتدار کی خاطر ملک کی سرگرم سیاست میں حصہ لینے کی تلقین کریں عوام کو بتائیں کہ مکی دور رسالت جہاں صبر تحمل کا درس دیتا ہے وہیں اسی مکی دور میں ہی مدنی سیاسی حکمت عملی کا راز بھی پنہاں ہے۔ جس نے وقت کے دو سپر پاور قیصر و کسریٰ کو دھول چٹا کر نظام عالم اپنے ہاتھوں میں لیا اور اس عالم ہستی کو امن و آشتی کا گہوارہ بنایا، سیاسی حکمت عملی کے بر خلاف حالیہ علماء کرام کی جماعت سیاست اور جہاں بانی کی بات کرنا بھی گناہ سمجھتے ہیں جبکہ سچائی یہ ہے کہ سیاست کے بغیر حکومت اور حکومت کے بغیر ناموس رسالت کی حفاظت نہیں کی جا سکتی،

بہرحال ناموس رسالت کا تحفظ ہر حال میں امت مسلمہ پر فرض ہے اور اس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے موودہ علماء کرام اور مسلم ماہرین سیاست کو مثبت لائحہ عمل ترتیب دے کر شان رسالت میں کی جانے والی ہرزہ سرائیوں کا سد باب کرنا ہی ہوگا، کیونکہ ایمان کی سلامتی عصمت رسول پر منحصر ہے اور ناموس رسالت کے عدم تحفظ کی صورت میں دین اور دنیا دونوں ہی خانہ خرابی کا شکار ہیں اس لئے ہوش کے ناخن لیں اور درست سمت میں تحفظ ناموس رسالت کے اقدامات عمل میں لائے جائیں، یہی ایمان کا تقاضہ اور قیام امن کی روح ہے۔

حضرتِ شاہِ عالم کا تخت

حضرتِ سیّدُ ناشاہِ عالم علیہ رَحْمَۃُ اللّٰہ الاکرم بہُت بڑے عالم دین اور پائے کے ولیُّ اللہ تھے۔ مدینۃ الاولیا احمد آباد شریف (گجرات الھند) میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیہِ نہایت ہی لگن کے ساتھ عِلمِ دین کی تعلیم دیتے تھے۔ ایک بار بیمار ہو کر صاحبِ فَراش ہو گئے اور پڑھانے کی چُھٹیاں ہوگئیں۔ جس کا آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیہِ کو بے حد افسوس تھا۔ تقریباً چالیس دن کے بعد صحّت یاب ہوئے اور مدرسے میں تشریف لا کر حسبِ معمول اپنے تخت پر تشریف فرما ہوئے۔ چالیس دن پہلے جہاں سبق چھوڑا تھا وَہیں سے پڑھانا شروع کیا۔ طَلَبہ نے مُتَعَجّب ہو کر عرض کی: حضور: آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیہِ نے یہ مضمون تو بَہت پہلے پڑھا دیا ہے گزَشتہ کل تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیہِ نے فُلاں سبق پڑھایا تھا! یہ سن کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیہِ فورًا مُراقِب ہوئے۔ اُسی وقت سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطّر پسینہ، باعثِ نُزُولِ سکینہ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زِیارت ہوئی۔ سرکار صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لبہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی، مُشکبار پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: ''شاہِ عالم! تمھیں اپنے اَسباق رہ جانے کا بہت افسوس تھا لہٰذا تمہاری جگہ تمہاری صورت میں تخت پر بیٹھ کر میں روزانہ سبق پڑھا دیا کرتا تھا۔''

جس تخت پر سرکارِ نامدار ﷺ تشریف فرما ہوا کرتے تھے اُس پر اب حضرتِ قبلہ سیّدُ نا شاہِ عالم علیہ رَحْمَۃُ اللّٰہ الاکرم کس طرح بیٹھ سکتے تھے لہٰذا فورًا تخت پر سے اُٹھ گئے۔ تخت کو یہاں کی مسجد میں مُعلّق کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرتِ سیّد ناشاہِ عالم علیہ رَحْمَۃُ اللّٰہ الاکرم کیلئے دوسرا تخت بنایا گیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تعالٰی عَلَیہِ کے وِصال کے بعد اُس تخت کو بھی یہاں مُعلّق کر دیا گیا۔ اِس مقام پر دعا قَبول ہوتی ہے۔

احتجاج ومظاہرہ اور مسلمانانِ ہند

طارق انور مصباحی
مدیر: ماہنامہ پیغام شریعت (دہلی)

دوسری قسط

الزامی جواب مؤثر حل مذہبی شخصیات پر الزامات واتہامات کا مؤثر حل الزامی جوابات ہیں۔تحریک شدھی کے عہد میں الزامی جوابات سن کر پنڈت وپجاری اپنی دھوتیاں اٹھا اٹھا کر میدان سے بھاگتے نظر آتے تھے۔خلیل کبریا حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے نمرود کو پہلے تحقیقی جواب دیا۔جب وہ نہ سمجھ سکا تو الزامی وعقلی جواب دیا،پس نمرود ہکا بکا اور مبہوت ہو کر رہ گیا۔الزامی جواب سے (فبہت الذی کفر) کی جلوہ نمائی ہوئی۔(الف)واضح رہے کہ قرآن مجید میں کسی بھی مذہب کے خودساختہ معبودوں کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا گیا ہے،لہٰذا ان کے معبودوں کو برا بھلا نہ کہا جائے،نیز معبودان باطل کے ناموں کے ساتھ کوئی تعظیمی لفظ ہرگز استعمال نہ کریں۔معبودان باطل کی تعظیم کفر ہے۔معبودان باطل کے ناموں کے ساتھ کوئی تعظیمی لفظ ہرگز استعمال نہ کریں۔معبودان باطل کی تعظیم کفر ہے۔(ب)جس کتاب کے حوالے سے الزامی جواب دینا ہو،وہ کتاب مخاطبین کے دھرم میں قابل اعتبار ہو،نیز اس کتاب کا نام وصفحہ نمبر اور مطبع بھی ذکر کیا جائے۔(ج)اسلوب بیان بالکل سادہ ہو۔تنقیدی طرز سے پرہیز کریں۔معروضی اسلوب اختیار کریں۔الفاظ وعبارات میں حسن وشائستگی ہو،اور لب ولہجہ میں متانت وسنجیدگی۔اسلام ایک سچا دین اور آسمانی مذہب ہے۔خودساختہ مذاہب یقیناً ان خوبیوں سے آراستہ نہیں ہو سکتے جو خوبیاں مذہب اسلام میں پائی جاتی ہیں۔اسلام کے کمالات ومحاسن کو حسن وزیبائش کے ساتھ بیان کرنے کی ضرورت ہے-دشمنان اسلام مانیں گے نہیں،لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ سماج میں ذلیل ورسوا ضرور ہوں گے۔تحریک شدھی کے عہد میں علمائے اسلام جا بجا مجالس منعقد کرتے اور لوگوں کو اسلامی حقائق سے آشنا کرتے تھے۔اس عہد میں آج سے زیادہ ماحول خراب تھا۔شردھانند و دیگر متعصب پنڈت وپجاری مذہب اسلام کی صورت بگاڑنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے۔ارباب تعصب نے اسلام کے خلاف بہت سی کتابیں بھی لکھی تھیں۔ستیارتھ پرکاش ایک مشہور کتاب تھی۔اہل اسلام نے بھی بہت سی کتابیں لکھیں اور مذہب اسلام کا دفاع کیا۔مستشرقین اور تحریک شدھی کے عہد میں مشرکین ہند نے جو غلط اعتراضات مذہب اسلام سے متعلق کیے تھے،بعد کے لوگ انہیں سوالوں کو دہراتے رہتے ہیں،حالاں کہ ان سوالوں کے جوابات اسی عہد میں دیئے جا چکے ہیں۔بے شمار کتابیں انٹرنیٹ پر دستیاب ہیں۔بہت سے معاملات عہد ماضی میں بھی ہوتے رہے ہیں اور دفاع کی صورتیں بھی اپنائی جاتی رہی ہیں۔مذہب اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی سازش طویل مدت سے جاری ہے۔مستشرقین کی جماعت اسی واسطے تیار کی گئی تھی کہ مذہب اسلام پر نکتہ چینی کی جائے۔اسلام پر اعتراضات کے لیے مواد تلاش کیا جائے۔دین اسلام میں خامیاں دکھلائی جائیں۔بہت سے مستشرقین تخریب کاری کی بجائے دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔آزادی سے قبل سال 1920 سے پنڈت دیانند سرسوتی (1883-1824) کا چیلا پنڈت شردھانند نے مذہب اسلام میں خودساختہ عیوب دکھا کر مسلمانوں کو ہندو بنانا شروع کیا۔

شردھانند(1926-1856) نے 1923 میں تحریک شدھی قائم کی۔اس نے مختلف علاقوں میں بہت سے مسلمانوں کو ہندو بنادیا تھا۔جماعت رضائے مصطفٰے (بریلی شریف) نے بروقت کاروائی کی۔ علمائے کرام کے قافلے متاثرہ علاقوں میں گشت لگانے لگے۔جا بجا لوگوں کو جمع کر کے اجلاس کیے جاتے۔ہندو بن جانے والے بہت سے لوگ توبہ کر کے داخل اسلام ہوئے۔یہ مشترکہ مجلسیں ہوا کرتی تھیں۔مسلمین،مرتدین اور مشرکین تینوں جماعت کے لوگ ان مجلسوں میں شریک ہوتے اور حقائق سے آشنا ہوتے۔دیوبندی جمعیۃ العلما نے فتنہ ارتداد کو روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی، کیوں کہ یہ کام ہندو مفادات کے خلاف تھا۔دیانند سرسوتی نے 1875 میں اپنی کتاب"ستیارتھ پرکاش"چھاپی تھی۔

اس میں صرف ہندو دھرم کو صحیح مذہب قرار دیا گیا اور اسلام،عیسائیت اور سکھ دھرم پر اعتراضات کیے گئے تھے۔دیانند سرسوتی نے 10:اپریل 1875 کو آریہ سماج قائم کیا تھا۔1857 میں جنگ غدر (پہلی جنگ آزادی) کے موقع پر آخری مغل تاجدار سلطان بہادر شاہ ظفر (1862-1775) گرفتار ہو گئے اور بھارت میں مغلیہ سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔اٹھارہ سال بعد ہی بھارت کے مسلمانوں کو ہندو بنانے کی اندرونی تحریک شروع کر دی گئی تھی، پھر 1920 سے اعلانیہ طور پر مسلمانوں کو ہندو بنایا جانے لگا۔تحریک شدھی کی فتنہ پردازیوں کو کچلنے کرنے کے واسطے علمائے اہل سنت وجماعت نے جو طریق کار اختیار کیا تھا،اسی طریق کار کو اختیار کیا جائے اور موجودہ تحریک منافرت کو شکست وریخت سے دوچار کیا جائے۔تحریک شدھی کی سازشوں کو ناکام بنانے کے واسطے علمائے اہل سنت وجماعت نے جو کوشش وکاوش اور مشقت وجاں فشانی کی،اس کا تفصیلی ذکر"تاریخ جماعت رضائے مصطفٰے"میں ہے۔اس کا مطالعہ کیا جائے۔قانون کی روشنی میں دفاع بھارتی مسلمان

انڈین کانسٹی ٹیوشن کی روشنی میں ڈیفنس کریں،خاموش نہ رہیں۔موجودہ حالات میں روایتی جلوس واحتجاج سے پرہیز کریں۔اہل حکومت اور پولیس افسران سے خصوصی ملاقات کی جائے۔انہیں حالات بتائے جائیں اور اپنے مطالبات انہیں پیش کریں۔ماہر وکیلوں سے حالات حاضرہ سے متعلق رائے طلب کریں۔بھاجپائی لیڈران بھی انڈین پارلیامنٹ اور ریاستی اسمبلیوں کے ممبر ہیں۔اسی وجہ سے وہ ملکی وریاستی عہدوں پر فائز ہیں۔بھارت کا پرائم منسٹر ملک کا پرائم منسٹر ہوتا ہے۔وہ کسی قوم یا کسی پارٹی کا خاص پرائم منسٹر نہیں ہوتا۔اپنے مطالبات بھاجپائی لیڈروں کے سامنے بھی رکھے جائیں۔مشترکہ اجلاس کی ضرورت واہمیت احتجاج ومظاہرہ کی جگہ بھارتی اقوام کا مشترکہ اجلاس منعقد کیا جائے۔اس میں مختلف اقوام خاص کر قوم ہنود کے مقررین وسامعین شریک ہوں۔جلوس واحتجاج کے ذریعہ آپ اہل حکومت سے کچھ مطالبات کرتے ہیں۔آپ ان مشترکہ مجلسوں میں سیاسی لیڈران اور اعلیٰ پولیس افسران کو مدعو کریں اور بھارتی عوام کی جانب سے میمورنڈم پیش کریں۔ مشترکہ مجلسوں کے اثرات بہت مستحکم ہونے کی امید ہے۔پبلک کے سامنے اہل حکومت کو عوامی مطالبات پیش کیے جائیں۔زبانی مطالبات بھی ہوں اور تحریری شکل میں بھی مطالبات دئے جائیں۔بھارت میں شاہی حکومت نہیں،بلکہ عوامی وجمہوری حکومت ہے جو عوام کے ذریعہ اور عوامی مفادات کے لیے تشکیل دی جاتی ہے۔چند سالوں تک بھارت میں روایتی مظاہرہ اور سڑکوں پر اترنے سے پرہیز کریں۔ماہر وکیلوں،سیاسی لیڈروں اور پولیس افسروں سے حالات حاضرہ پر قابو پانے کی صورتیں دریافت کی جائیں۔بھارت ایک جمہوری ملک ہے۔یہاں دستوری قوانین کی روشنی میں ڈیفنس کیا جاسکتا ہے اور عوامی منافرت کو دور کرنے کے لیے تحریک شدھی کے عہد کا طریق کار اختیار کیا جائے۔جب غیر مسلموں کو اسلام کے حقائق سے آشنا کرنا ہے تو مسلمانوں

اور غیر مسلموں کی مشترکہ مجلسیں منعقد کی جائیں۔ جن میں غیر مسلم عوام اور اس کے لیڈروں کو خاص طور پر مدعو کیا جائے، کیوں کہ غیروں کے دلوں میں نفرت پیوست

کی جارہی ہے۔ مشہور مقولہ ہے: (الجنس یمیل الی الجنس) (ہر جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے) جب ہندو لیڈر اسلام کے حقائق کو قوم ہنود کے سامنے پیش کرے گا تو ہنود کے دلوں میں اس کی بات، بہت اثر انداز ہونے کی امید ہوگی۔ ہندی و انگلش زبان میں لکھی ہوئی اسلامی کتابیں دکھا کر غیر مسلم لیڈروں کو مطمئن کیا جائے اور ان کو مواد فراہم کئے جائیں، تاکہ وہ اپنی قوم کو صحیح حقائق سے آشنا کر سکیں۔ اسی طرح ہندی وانگلش اور ریاستی زبانوں (بنگلہ، تمل، کنڑ، ملیالم، تیلگو، گجراتی وغیرہ) میں مختصر لٹریچر شائع کر کے غیر مسلموں تک بلا معاوضہ پہنچایا جائے۔ جوش میں ہوش کھونے سے پرہیز کریں۔ دشمن تو یہی چاہتا ہے کہ آپ سڑک پر اتریں، پھر کچھ الزام عائد کر کے مسلمانوں کو ہلاک کیا جائے۔ ان پر مقدمات درج کیے جائیں۔ ان کو گرفتار کر کے پولیس اسٹیشنوں میں مار پیٹ کیا جائے۔ ان کے گھروں کو بلڈوزر سے مسمار کیا جائے۔ تحقیقات کے نام پر نوجوانوں کو غائب کر دیا جائے۔ آزادی ہند کے بعد سے آج تک کشمیر میں اس قسم کی حرکتیں ہوتی رہی ہیں۔ ٹی وی ڈبیٹ میں شرکت سے پرہیز ٹی وی ڈبیٹ میں شرکت سے پرہیز کیا جائے۔ یہ مباحثے منظم سازشوں کے تحت منعقد کیے جاتے ہیں۔ جہاں دس آدمی چیخ و پکار کر رہے ہوں، وہاں ایک آدمی کی آواز کون سنتا ہے، بلکہ جب ہماری آواز دبانے کی پرزور کوشش کی جائے تو ہمارا نقصان ہی ہوگا۔ مسلمانوں کا جذبہ عشق مصطفوی حدیث نبوی: (مَنْ سَبَّ نَبِيًّا فَاقْتُلُوْهُ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِيْ فَاضْرِبُوْهُ) (ابن النجار عن علی واخرجہ ایضًا الدیلمی) (جمع الجوامع لسیوطی) ترجمہ: جو کسی نبی کو سب وشتم کرے، اسے قتل کر دو، اور جو میرے کسی صحابی کو برا بھلا کہے، اسے زد و کوب کرو۔ گستاخ رسول کی سزا قتل ہی ہے، لیکن یہ سزا بادشاہ اسلام دے گا۔ یہ حکم عوام مسلمین کے لیے نہیں۔ قرآن مقدس میں ارشاد خداوندی ہے: (لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعہا) بھارت میں اسلامی حکومت نہیں، لہٰذا بھارت میں توہین مذہب کی جو سزا انڈین پینل کوڈ (295A-153A_295) و دیگر بھارتی دفعات کے تحت مقرر ہے، وہی سزا دی جائے گی، اور اہل حکومت سے اس قانونی سزا کا مطالبہ کیا جائے گا۔ جب کبھی شان نبوی میں گستاخی ہوتی ہے تو مسلمانوں کی یہ آواز سنائی دینے لگتی ہے کہ ہم ناموس رسالت علیٰ صاحبہا التحیۃ والثنا پر اپنی جانیں قربان کر سکتے ہیں۔ بلاشبہہ مسلمانان عالم کا یہ جذبہ عشق نبوی قابل فخر ہے اور اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے، لیکن اس کا موقع محل الگ ہے۔ جب کوئی گستاخی کرے تو گستاخ کو قتل کیا جائے گا، نہ کہ مسلمانوں کو۔ اس موقع پر مسلمانوں کو اپنی جان قربان کرنے کا حکم نہیں، بلکہ مسلمانوں کو ڈیفنس کا حکم ہے اور دفاع کا حکم بھی مسلمانوں کی طاقت و وقت بھر ہے۔ جمہوری ممالک میں قانونی ڈیفنس کریں اور پانی سر سے اونچا ہو جائے تو الزامی جواب دیں۔ موجودہ حالات میں احتجاج و مظاہرہ کا شرعی حکم جب جمعہ، 10: جون 2022 کو مسلمانوں نے تحفظ ناموس رسالت علیٰ صاحبہا التحیۃ والثنا کے واسطے جلوس نکالا اور مظاہرہ کیا تو گولیاں بھی چلیں، ہلاکتیں بھی ہوئیں، گھروں کو بلڈوزر سے منہدم بھی کیا گیا، مظاہرین پر مقدمات بھی ہوئے، پولیس اسٹیشنوں میں انہیں بے رحمی کے ساتھ زد و کوب بھی کیا گیا، مظاہرین کو دنگائی بھی کہا گیا، تحقیقات کے نام پر نوجوانوں کو پولیس حراست میں بھی لیا جا رہا ہے۔ ابھی اس پر کاروائی جاری ہے۔ مسلمانوں کے مطالبات تسلیم نہیں کیے گئے۔ محض نقصانات سے ہمیں دو چار ہونا پڑا۔ ایسی صورت میں بھارت میں مسلمانوں کو سڑک پر اترنے کی شرعی اجازت نہیں ہو سکتی۔ ہمیں نتیجہ خیز راہوں کی تلاش کرنی ہوگی۔ فتاویٰ رضویہ سے ایک سوال و جواب

مندرجہ ذیل ہے۔

مسئلہ: از چکل ضلع بلڈانہ برار، مسئولہ: محمد شیر نوار خاں صاحب ۲۰: رمضان ۱۳۳۱ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و ہادیانِ مبین و مفتیانِ شرعِ متین اس باب میں کہ ان دنوں جب کہ دول یورپ نصاریٰ نے سلطنت حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے بیش تر حصہ مملکت و دار الخلافہ پر تسلط اور جزیرۃ العرب و اماکن مقدسہ پر بھی براہِ راست و بالواسطہ تسلط و اقتدار جمالیا ہے، کیا ان حالات میں مسلمانانِ ہند کے لیے ضروری ہے یا نہیں کہ ایسا کوئی طرزِ عمل متفق طور پر اختیار کریں جو غاصبان سلطنت اسلام و اماکن مقدسہ کو عاجز کرنے والا اور نقصان

پہنچانے والا اور جس کا اثر سلطنت اسلام و اماکن مقدسہ کی حفاظت کے لیے مدافعانہ پہلو لئے ہوئے ہو: بینوا توجروا الجواب: اس سوال کا جواب بھی بارہا چھپ چکا۔ بلاشبہہ سلطنت اسلام کی حمایت اور اماکن مقدسہ کا تحفظ مسلمانوں پر فرض ہے، مگر ہر فرض بقدرِ قدرت ہے اور ہر حکم حسبِ استطاعت۔ ہندوؤں کی غلامی حرام ہے، اور ان سے اتحاد و وداد مخالفتِ قرآن ہے۔ جو شخص جو طریقہ برتنا چاہے، اسے تین باتیں سوچ لینا ضرور ہے: اول: وہ طریقہ شرعاً جائز ہو۔ نہ محرمات و کفریات جیسے آجکل لوگوں نے اختیار کیے ہیں۔ دوم: وہ طریقہ ممکن بھی ہو۔ اپنے آپ کو اس کے کرنے پر قدرت ہو کہ غیر مقدوریات کا اٹھانا شرعاً بھی ممانعت ہے، عقلاً بھی حماقت۔ سوم: وہ طریقہ مفید بھی ہو۔ دقت اٹھائے، پریشانی اٹھائے، بلا کے لیے سینہ سپر ہو، اور کرے وہ بات جو محض غیر مفید و بے اثر ہو۔ یہ بھی شرعاً عقلاً کسی طرح مقبول نہیں: واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد 14: ص 139-138 - جامعہ نظامیہ لاہور) جب اسلام و مسلمین کو بدنام کیا جائے تو ڈیفنس کے بہت سے طریقے ہیں۔ ایک مؤثر طریق کار یہ ہے کہ الزامی جواب دیا جائے۔ الزامی جواب سے ناقدین و معترضین کے ہوش ٹھکانے لگ جاتے ہیں۔ ہاں، اسلوب بیان ایسا ہو

کہ ماحول متأثر نہ ہو سکے۔ مسلمانو! آگاہ رہو، سڑکوں پر نہ اترو۔ پہلے مظاہرین پر گولیاں نہیں چلتی تھیں۔ اب خاص کر مسلم مظاہرین پر گولیاں چلتی ہیں اور مسلم مظاہرین کو دنگائی کہا جاتا ہے۔ ان پر سخت مظالم ڈھائے جاتے ہیں۔ حالات زمانہ کے اعتبار سے بعض شرعی احکام تبدیل ہو جاتے ہیں، اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ ایسی تدبیر اختیار کرو کہ دشمنوں کی سازشیں تہس نہس ہو جائیں، اور مخالفین ذلت وخواری میں مبتلا ہوں۔ پہلی جنگ آزادی: 1857 کے وقت بادشاہ اسلام (سلطان غازی بہادر شاہ ظفر 1775-1862) موجود تھے، فوجی قوتیں آمادۂ پیکار اور مستعد تھیں، اور مقابلہ کی قوت بھی تھی، پس حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہ العزیز نے جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا۔ بعد کے زمانوں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھارتی مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں دیا، کیوں کہ انڈیا میں کوئی بادشاہ اسلام نہ تھا۔ امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ”جہاد سنانی: ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ بہ نصوص قرآن عظیم ہم مسلمانان ہند کو جہاد برپا کرنے کا حکم نہیں اور اس کا واجب بتانے والا مسلمانوں کا بدخواہ مبین۔ یہاں کے مسلمانوں کو جہاد کا حکم اور واقعہ کربلا سے لیڈران کا استناد اغوائے مسلمین: بہکانے والے یہاں واقعہ کربلا پیش کرتے ہیں، یہ ان کا محض اغوا ہے۔ اولاً اس لڑائی میں ہرگز حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے پہل نہ تھی۔ امام نے خبیث کوفیوں کے وعدہ پر قصد فرمایا تھا، جب ان غداروں نے بدعہدی کی، قصدِ رجوع فرمایا اور جب سے شروع جنگ تک اسے بار بار احباب و اعدا سب پر اظہار فرمایا“۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد 14: ص 540- جامعہ نظامیہ لاہور) اللہ تعالیٰ جہاں بھر کے مسلمانوں کے ایمان وعمل، جان ومال اور عزت وعصمت کی حفاظت فرمائے اور مسلمانوں کو اپنی طاعت وعبادت کی توفیق اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عشق ومحبت عطا فرمائے: (آمین)

”آزادیٔ ہند میں مدارس کا کردار اور موجودہ حکومت کا رویہ“

از: عبدالحفیظ قادری علیمی (ممبئی، مہاراشٹر)

ملک وملت کی فلاح و بہبودی، سیاست ومعیشت کی عمدہ نظم ونسق کی درستگی، معاشرتی اقدار کی بلندی اور فروغ اخلاقیات وانسانیت کے لیے مدارس اسلامیہ نے ہمیشہ لائق وفائق رہنمائی کرتے ہوئے نمایاں کردارادا کیا ہے۔ جو صاحبان حل وعقد واہل فہم وفراست سے مخفی وپوشیدہ نہیں، اس کی برکتیں باران رحمت کی طرح آج بھی بلاتفرق وتفرد اقوام عالم کے ویران وبنجر صحرائے قلب کو سیراب کررہی ہیں اور اس کا نور وحشت زدہ وادیٔ افکار وخیالات کو روشنی فراہم کرکے اسے درخشاں کررہا ہے۔ اور اس کی شائستگی واعلیٰ حسن کردار متشددین ومتعصبین کے خزاں رسیدہ طبائع واقلاب کو مسخر کررہے ہیں۔

اس کی اہمیت وافادیت سادہ لوح وحق پسند افراد پر روز روشن کی طرح عیاں، بیاں اور واضح ودرخشاں ہے۔ تبھی تو جب جب اسلام کے شعائر وعلامات اور اس کے بنیادی اصولوں کو مٹانے ومسخ کرنے کی ناپاک کوششیں کی گئیں اور مسلمانوں کے تفردات وتشخصات ختم کرنے کا عزم پیہم کیا گیا تو سب سے پہلے انہیں مدارس کو ہدف بنایا گیا اور ان کے سربراہان وسرا خیل کو زر وجواہرات دے کر خریدنے کی کوششیں کی گئیں اور تقاضائے حال سے بڑھ کر ان کی مالی مدد کی یقین دہانی کے ساتھ ساتھ اعلیٰ مناصب اور حکومتی وظائف ومراعات کا بھی لالچ دیا گیا تاکہ علماء کی حیثیت گھٹائی جاسکے اور مدارس پر جو مسلمانوں کا اعتماد وبھروسہ ہے اسے بھی ختم کیا جائے لیکن واہ رے مدارس اسلامیہ تمہاری عظمتوں، رفعتوں اور جذبہ وہمت کو سلام کہ تم نے ان مکار وظالم اور سفاک فرنگیوں کی پیش کش کو مسترد کردیا اور مادر وطن کی ناموس وآبرو کے تحفظ وبقا کے لیے ان سے نبرد آزمائی ومحاذ آرائی کا سلسلہ بدستور جاری رکھا۔ یہاں تک کہ گلستان مادر وطن میں آزادی کی بہار جانفزاں کی صدائے رحمت گونج گئی۔

اور اسی طرح جن مسلم ممالک کی سیاست ومعیشت کو کمزور کرنا اور شہریوں کو غلام بنانا ہوا تو سب سے پہلے وہاں کے مدارس پر انہدامی کاروائی کی گئی اور سرکردہ علمائے حق کو زندان کے حوالے کرکے عبرت ناک سزائیں دی گئیں، ان کے املاک کو ضبط کرلیا گیا اور ان کے جبہ علمیت ودستار فضیلت کو سر بازار نیلام کیا گیا تاکہ ملک وملت ان کے عبرت ناک انجام کو دیکھ کر پژمردہ وبزدل ہوجائیں لیکن انہیں کیا معلوم کہ یہ وہ مدارس اسلامیہ ہیں جو اپنے دینی وملی اور ملکی تحفظات واستحکام اور بقائے تشخصات کے لیے عزیز ترین جانوں کی بازی لگانے اور سروں کا نذرانہ پیش کرنے میں سر مو پیچھے نہیں ہٹے ہیں اور ”ان شاء اللہ تعالیٰ“ یہ سلسلہ صبح قیامت تک جاری رہے گا۔

”آزادیٔ ہند“ میں بھی ”مدارس اسلامیہ“ نے جو انقلابی اور ناقابل فراموش کردار نبھایا ہے وہ تاریخ کے سینے پر اس طرح رقم وثبت ہے کہ اسے دنیا کی ظالم وجابر طاقتیں اور اقتدار کے نشے میں چور حکمران خواہی نخواہی مٹانے سے عاجز وقاصر رہیں گے ”ان شاء اللہ تعالیٰ“ 1857ء کی تاریخ ساز عظیم جنگ آزادی جسے علمائے حق اہل سنت وجماعت نے مادر وطن پہ قابض فرنگیوں (انگریزوں) کی بالا دستی سے

آزاد کرانے کے لیے لڑی ہے اور اپنی عزیز ترین جانوں کا بیش بہا و قیمتی نذرانہ دیا ہے کیا اسے بھلایا جاسکتا ہے؟

نہیں ہر گز نہیں! یاد کیجیے مفتی صدرالدین دہلوی، مفتی عنایت اللہ، مفتی سید کفایت اللہ کافی، مولانا حسرت موہانی، اور ان جیسے ہزاروں جاں نثار و جانباز اور مجاہدین آزادی کے علماء اہل سنت کو جنہوں نے فرنگیوں کے خلاف جنگ آزادی کا انقلابی بگل بجایا اور ان کی ہلاکت و تباہی کا صور پھونکا اور نتیجتاً ظالم و سفاک فرنگیوں کے عتاب کا شکار ہو کر اور دردناک سزائیں جھیل کر شہید ہوئے (رحمہم اللہ)۔

اور یاد کیجیے! محرک جنگ ازادی، امیر المجاہدین، امام المنطق حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی شہید رحمہ اللہ کو جنہوں نے فرنگیوں کے مظالم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آبروے مادر وطن کے تحفظ اور اس کی مستقل آزادی و بہار جاوداں کی بقا کے لیے فرنگیوں کو غاصب و ظالم اور غیر ملکی قرار دے کر فتوی جہاد صادر فرمایا جس کی تائید و توثیق ہزاروں علما حق نے فرمائی اس کا اثر یہ ہوا کہ پورے بھارت میں انقلاب زندہ باد کے نعرے بلند ہونے لگے جس کی گونج سے فرنگیوں کی راتوں کی نیند و دن کے سکون خاک میں مل گئے اور ملک کے کونے کونے کے چھوٹے بڑے علما فرنگیوں کے خلاف سر بہ کف ہو کر صف آرا ہو گئے، فتویٰ جہاد کے حیرت انگیز اثرات کو دیکھتے ہوئے فرنگیوں نے" علامہ" سے فتویٰ جہاد واپس لینے کی درخواست پیش کی اور ساتھ ہی ساتھ اعلی سرکاری عہدہ و مراعات دینے کی پیش کش بھی کی لیکن اس مرد مجاہد (جو سچا مادر وطن کا سپاہی و پاسبان تھا) نے ان دنیوی پیش کش کو مسترد کرتے ہوئے" ارشاد فرمایا ہم نے منصب داری و حصول مراعات کے لیے فتوی جاری نہیں کیا بلکہ یہ ہمارا ملکی و دینی حق اور ذمہ داری ہے جسے ہم آخری سانس تک نبھاتے رہیں گے۔"

آخر اسی جرم کے پاداش میں لٹیرے فرنگیوں نے آپ کو کالا پانی کی سخت سزا سنائی اور صعوبت و اذیت کی ناقابل برداشت تکالیف سہتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔ لیکن جو آزادی کی چنگاری ان مجاہدین مادر وطن نے سلگائی تھی وہ ان کی قربانیوں کی گرماہٹ سے شعلہ بن گئی جسے بجھا پانا فرنگیوں کے لیے ناگزیر ثابت ہوا اور 15 / اگست 1947ء کو ملک عزیز دو سو سالہ غلامی کی زنجیروں سے آزاد ہوا اور پھر گلشن میں فصل نو بہاری آئی۔ آر ایس ایس کے ناپاک ایجنڈہ و ایماء پر برسر اقتدار موجودہ بی جے پی حکومت آج انہیں مدارس اسلامیہ پر غاصبانہ نیت اور ظلمی پنجہ گڑا رہی ہے، نت نئے انداز اور بے ایمانہ طریقے سے شکنجہ کشی کر رہی ہے اور اس کے وجود کو ختم کرنے کی آمادگی کا اعلان و اظہار مختلف صوبوں کے شر انگیز حکمرانوں و کارندوں کے ذریعے ہو بھی رہا ہے، ذلیل، بکاؤ گودی میڈیا کی جانب دار رپوٹینگ بھی انہیں ناپاک سازشوں کا اہم حصہ ہے، الزام و بہتان کے ذریعے مدارس کی انہدامی کاروائی اور گلابی حیلوں بہانوں کے ذریعہ قدیم تعلیمی نظام کو سرے سے ختم کرنے اور عصری تعلیم کو لاگو کر کے مدارس اسلامیہ کے معیار و اقدار گھٹانے و ختم کرنے کی بھی ممکنہ کوشش ہے، کاغذات کی تصحیح، تعداد طلبہ و اساتذہ، قیام و طعام کے بندوبست، آمد و خرچ کی تفصیل اور اس کے علاوہ مختلف اقسام کی سرکاری احکامات پر عملدرآمدگی وغیرہ مدارس اسلامیہ کی رگ جان پر نوک خنجر رکھنے کے مترادف ہے اور یہ ملکی سطح پر مدارس اسلامیہ کے ساتھ ظالمانہ و غیر ذمہ دارانہ اقدام ہے جو قابل افسوس و قلق اور لائق مذمت ہے۔

شاید ان کا تاریخی و جغرافیائی مطالعہ (جو آزادئ ہند کے حوالے سے ہے) تیز ہو گیا ہے کہ یہی وہ مدارس ہیں جنہوں نے اپنے مجاہدانہ کردار اور حیرت انگیز قوت مدافعت کے ذریعے ظالم انگریزوں کے جمے جمائے قدم کو اکھاڑ پھینکا تھا اور آزادی کی صبح کو طلوع کی دعوت دی تھی کہیں ایسا تو نہیں کہ انہیں بھی وہی ڈر ستا رہا ہو کہ اگر مدارس ان کے

خلاف نبرد آزما ہو گئے تو ان کے ظلم کا قلعہ قمع اور طلسماتی محل زمیں دوز نہ ہو جائے اور ظالم و غدار فرنگیوں کی طرح خجالت و ندامت سے منہ چھپانے کے لیے خاک وطن کا کوئی خطہ میسر نہ آئے اور بھاگنے کی ساری راہیں مسدود ہو جائیں۔ یہ اسلام دشمن طاقتیں خوب جانتی ہیں کہ جب تک یہ مدارس اسلاف کے مشن کے پاس دار ہیں تب تک اسلامی تفرد و تشخص اور دین کے بنیادی اصولوں کو مٹا پانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے، بایں سبب وہ اپنے معہود و قرارداد پر اقتدار کے نشے میں دھت ہو کر اسلام دشمن اقدام کرنے میں تامل و تردد سے گریزاں ہیں۔

ایسے کسم پرسی و ناگزیر حالات میں مدارس کی ذمہ داریاں مزید بڑھ جاتی ہیں کہ اپنے قدیم روایات میں ممکنہ تبدیلی کریں، دینیات کے ساتھ ساتھ عصریات کا التزام کریں، نظام تعلیم معیار و مستحکم بنائیں، مدارس میں در آئی فضول و ناجائز تہذیب و ثقافت اور رشوت و حق تلفی جیسی دین دشمن و انسانیت سوز کردار و عمل کا انسداد کریں، اپنے قیام کے مقصود و مطلوب پر کام کریں، بے دینی و غیر مہذب افعال کو خیرآباد کہیں، کبر و منی اور تفرق و تفوق کے جذبہ رزیلہ سے فکر و طبیعت کو پاکیزگی بخشیں، توہم و شخصیت پرستی اور باہمی تصادم و تفاخر سے گریزاں ہوں، اخلاص و اخلاق اور صدق مقال کو زندگی کا لازمی حصہ بنائیں، تعلیم و تدریس میں سنجیدگی و پائندگی پیدا کریں کیوں کہ یہی مدارس کی بنیادی ذمہ داریاں ہیں۔ ممکن ہے کہ مدارس اسلامیہ پر جو ظلمت و وحشت اور دہشت و خوف کی فضا چھائی ہے وہ اپنے مقصود پر قائم نہ رہنے کے سبب ہو۔

ع۔۔

اپنے کعبے کی حفاظت ہمیں کرنی ہوگی

اب ابابیل کا لشکر نہیں آنے والا۔

ریاکاری اور اس کا علاج:

یاد رکھو! ریاکاری مخلوق کو بڑا سمجھنے کے سبب پیدا ہوتی ہے......اس کا علاج یہ ہے کہ تم لوگوں کو قدرتِ الٰہی کے سامنے مُسَخَّر (یعنی تابع) خیال کرو۔ اور دکھاوے سے بچنے کی خاطر انہیں جمادات (یعنی پتھروں) جیسا سمجھو کہ یہ ان کی طرح نفع و نقصان پہنچانے پر قادر نہیں۔ کیونکہ جب تک تم لوگوں کو نفع و نقصان پر قادر سمجھتے رہو گے ریاکاری جیسے خطرناک مرض سے نہیں بچ سکتے۔

علم پر عمل کی بَرَکت

اے نورِ نظر!

تیرے باقی سوالات ایسے ہی جن میں سے کچھ کے جوابات ہماری تصانیف (یعنی اِحیاءُ الْعُلُوْم اور مِنْھَاجُ الْعَابِدِیْن وغیرہ) میں لکھے ہوئے ہیں ......ان کو وہاں سے تلاش کرلو......اور کچھ سوال ایسے ہیں جن کا جواب لکھنا ممنوع ہے

لہٰذا جتنا علم تمہارے پاس ہے اس پر عمل کرو تاکہ جو نہیں جانتے وہ بھی تم پر ظاہر و منکشف ہو جائے......

چنانچہ،

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنزہٌ عن الْعُیُوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خُوشبُو دار ہے کہ "مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ یعنی: جس نے اپنے علم پر عمل کیا اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے وہ علم بھی عطا فرمادے گا جو وہ نہیں جانتا۔" ([1])

اے لختِ جگر!

آج کے بعد تمہیں جو بھی مشکل پیش آئے تو مجھ سے صرف دل کی زبان سے پوچھنا ......چنانچہ، اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ (پ۲۶، الحجرات: ۵)

ترجمۂ کنزُ الایمان: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا۔

اور حضرت سیّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام کے اس اِرشادِ پاک سے نصیحت حاصل کرو:

فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا۠ (۷۰) (پ۱۵، الکھف: ۷۰)

ترجمۂ کنزُ الایمان: تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔

جنگِ آزادی اور علمائے ہند

از قلم: محمد ذوالفقار علی امجدی (سیوان)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم،

امابعد جنگ آزادی ہندوستان کا ایک اہم باب ہے جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا پندرہ اگست 1947ء کو ہندوستان آزاد ہوا تب سے لے کر آج تک پورے ہندوستان میں یوم آزادی کا جشن بڑی ہی شان وشوکت سے منایا جاتا ہے۔

لیکن کیا آپ نے کبھی اس بات پر غور کیا کہ جنگ آزادی میں علمائے مدارس کا قائدانہ کردار کیسا تھا ان کی قربانیاں کیسی تھیں؟ افسوس کی بات ہے کہ آج مجاہدین آزادی کے فہرست میں اوروں کے نام تو بڑے ہی عزت واحترام سے لئے جاتے ہیں اور ان کے ایثار کو عوام کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں مگر ہمارے ان علمائے مدارس کے ذکر سے لوگوں کے زبانیں گنگ رہ جاتی ہیں اور ان کے قلم خشک پڑ جاتے ہیں یہ وہی علماء ہیں جنہوں نے نہ صرف جنگ آزادی میں اپنا قائدانہ کردار ادا کیا بلکہ اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی پیچھے نہ ہٹے ملک کی آزادی کی خاطر قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں مالٹا اور کالا پانی میں ہر طرح کی اذیتیں جھیلیں اور جان نثاری و سرفروشی کی ایسی مثال قائم کی جن کی نظیر نہیں ملتی اور حال یہ ہے کہ ملک کا چپہ چپہ ان کی قربانیوں کا چشم دید گواہ ہے مدارس اسلامیہ کے علمائے کرام وفضلائے عظام نے ہمیشہ ملکی مفادات کی پاسبانی اور اپنے خون پسینہ سے چمنستان ہند کی آب یاری کی ہے اور ملک کی آزادی کی تاریخ ان قربانیوں سے لالہ زار ہے چنانچہ ان ہزاروں علمائے کرام اور مجاہدین آزادی کی ایک لمبی فہرست ہے جنہوں نے آزادی کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں پیش کیں اور قائدانہ کردار ادا کیا۔ اس جنگ آزادی میں سب سے بڑا کردار ہمیں جن کا نظر آتا ہے وہ عظیم ذات بطل حریت علامہ فضل حق خیرآبادی کا ہے اور کیوں نہ نظر آئے کہ علامہ موصوف خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انیسویں پشت سے ہیں پس یہی وجہ ہے کہ ان کے جسم میں فاروقی خون جوش مار رہا تھا جب اس خون نے مزید ابال مارا تو انگریزوں کے تابوت کی آخری کیل ثابت ہوا، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 1857ء کی تحریک میں نمایاں حصہ لیا اور مسلمانوں کو عزت وآبرومندانہ زندگی بسر کرنے کے لئے باقاعدہ طور پر علمائے وقت سے فرضیت جہاد کے متعلق فتویٰ حاصل کیا جس پر دہلی کے تقریباً 33 علماء حق نے دستخط ثبت کئے جس کے نتیجے میں 1857ء کی جنگ رونما ہوئی اور ان 33 علمائے حق میں (۱) مولانا شاہ احمد اللہ مدراسی (۲) مولانا لیاقت علی صاحب الہ آبادی (۳) مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی (٤) اور امام احمد رضا خان کے دادا مفتی رضا علی خان صاحب رحمہم اللہ بھی تھے اور لاکھوں عوام اہل سنت نے اپنا خون نظر کر کے" حب الوطنی" کا ثبوت پیش کیا ہزاروں کی تعداد میں علماء شہید کیے گئے لاکھوں مجاہدین سولی پر لٹکائے گئے لیکن دور حاضر کا مشاہدہ کرنے کے بعد افسوس ہوتا ہے کہ اس وقت ہمارا ملک جس بحرانی دور سے گزر رہا ہے وہ کس قدر ناساز گار اور تکلیف دہ ہے اسلام اور مسلمانوں کو ہر طرف سے نقصان پہنچانے کی کوشش کی جارہی ہے آج مساجد ومدارس کو ملک کی سالمیت کے لئے بڑا خطرہ تصور کیا جارہا ہے اور موجودہ حکومت مدارس اسلامیہ کو بند کرنے پر پوری طرح سے طاقت لگا رہی ہے جنگ آزادئ ہند میں سب سے بڑا کردار ادا کرنے والے علماء مدارس ہی کے ہیں جنہوں نے ہر طرح کی اذیتیں برداشت کی اور صابروشاکر رہے اور ملک وملت کے لئے اپنی جانیں قربان کرتے رہے۔ مولیٰ کریم ہمارے ان علما کو جنہوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا اپنی خاص رحمتوں سے نوازے اور ان کے فیوض وبرکات سے ہم تمام کو مستفیض ومالا مال فرمائے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے فیضان سے ہم تمام کو مالا مال فرمائے اور ان کا فیضان تاقیامت ہم تمام کے سروں پر جاری وساری رکھے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مزارات پر حاضری تعلیمات رضا کی روشنی میں

از: عبد القادر مصباحی جامعی

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شروع زمانۂ اسلام میں کسی مصلحت کے پیش نظر زیارت قبور سے منع فرمایا تھا لیکن بعد میں اس کی اجازت مرحمت فرمائی ۔لہذا اسلف صالحین و اولیائے کاملین کے مزارات اور عام مومنین و مسلمین کے ایصالِ ثواب وزیارت قبور کے لیے ان کی قبروں پر جانا خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول مبارکہ و فعل مقدسہ اور خلفائے راشدین کے عمل سے ثابت ہے۔حافظ الحدیث امام عبد الرزاق صنعانی علیہ الرحمہ متوفی: ۲۱۱ھ نے قبور صالحین کی زیارت کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معمول مقدسہ نقل کرتے ہوئے فرمایا: " عن محمد بن ابراھیم قال: کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاتی قبور الشہداء عند راس الحول فیقول: السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔قال وکان ابو بکر وعمر وعثمان یفعلون ذالک" اھ

حضرت محمد بن ابراہیم تیمی علیہ الرحمہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے آغاز میں شہدا کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور فرماتے: تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کے صلہ میں آخرت کا گھر کیا ہی خوب ہے۔ راوی نے کہا حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

(مصنف عبد الرزاق: ج:۳،ص: ۵۷۳) صحیح مسلم اور سنن ابن ماجہ کی حدیث پاک ہے:" عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال، قال: ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعمر، انطلق بنا الی ام ایمن نزورھا، کما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یزورھا" اھ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال مبارکہ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: چلو ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت کر آئیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔(صحیح مسلم: حدیث: ۶۲۶۷،کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ام ایمن/سنن ابن ماجہ: حدیث: ۱۶۳۵،کتاب الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)اسی وجہ سے اہل سنت و جماعت کے نزدیک زیارتِ قبور نہ صرف جائز ہے بلکہ یہ امر مستحسن اور اہل سنت کے معمولات سے ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:" قبور مسلمین کی زیارت سنت اور مزارات اولیائے کرام وشہدا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کی حاضری سعادت بر سعادت اور انہیں ایصالِ ثواب مندوب وثواب" اھ (الفتاوی الرضویۃ قدیم: ج:۴،ص: ۱۴۰-۱۴۱) ایک مقام پر امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ کوئی شخص اہل اللہ کی قبروں کی زیارت کو بدعت بتائے تو اہل اسلام کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے زیارتِ قبور کے ثبوت پر جہاں دلیل پیش فرمائی وہیں زیارتِ قبور کو بدعت کہنے والوں کو دندان شکن جواب بھی دیا آپ فرماتے ہیں:" زیارتِ قبور سنت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:" الا فزوروھا فانھا تزھدکم فی الدنیا وتذکرکم الآخرۃ"

ترجمہ: سن لو قبوروں کی زیارت کرو کہ وہ تمہیں دنیا میں بے رغبت کرے گی اور آخرت یاد دلائے گی۔ آگے فرماتے ہیں: خصوصاً زیارت مزارات اولیائے کرام کہ موجب ہزاروں ہزار برکت وسعادت ہے، اسے بدعت نہ کہے گا مگر وہابی ناکار، ابن تیمیہ کا فضلہ خوار۔ وہاں جاہلوں نے جو بدعات مثل رقص ومزامیر ایجاد کر لیے ہیں وہ ضرور ناجائز ہیں، مگر ان سے زیارت کہ سنت ہے بدعت نہ ہو جائے گی۔ جیسے نماز میں قرآن شریف غلط پڑھنا، رکوع وسجود صحیح نہ کرنا، طہارت ٹھیک نہ ہونا عام عوام میں جاری وساری ہے اس سے نماز بری نہ ہو جائے گی" اھ (الفتاوی الرضویۃ: ج:۲۹،ص:۲۸۳)

ایک مقام پر زیارتِ قبور وغیرہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ یہ باجماع علماء مستحسن ہے: "قبور صالحین کی زیارت؛ قرآن، دعائے خیر اور تقسیم شرینی وطعام سے ان کی امداد باجماع علماء مستحسن اور اچھا عمل ہے" اھ (الفتاوی الرضویۃ: ج:۹،ص:۵۸۹) زیارت قبور اور فاتحہ کا طریقہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے عرض کیا گیا کہ بزرگوں کے مزار پر کس طرح فاتحہ پڑھیں اور کیا کیا پڑھیں؟

تو آپ نے مزار پر حاضری کے آداب اور فاتحہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: "مزار شریف پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر مواجہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز باادب عرض کرے السلام علیک یاسیدی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر درود غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، سورہ اخلاص سات بار، پھر درود غوثیہ سات بار، اور وقت فرصت دے تو سورہ یٰس اور سورہ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے الٰہی! اس قرات پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندہ مقبول کو نذر پہنچا، پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لیے دعا کرے الخ" اھ (الفتاوی الرضویۃ: ج:۹،ص: ۵۲۳) طواف و بوسہ قبور اکثر وبیشتر مزارات اولیائے کرام پر دیکھا گیا کہ کوئی مزار مبارکہ کا طواف کر رہا ہوتا ہے تو کوئی مزار کو چوم رہا ہوتا ہے اور کوئی مزار مقدسہ پر سر رکھ کر مرادیں مانگ رہا ہوتا ہے جس کو دیکھ کر کچھ لوگ یہ شور کرتے ہیں کہ سنی قبر پوجنے والے ہیں اور اعلیٰ حضرت کی ذات پر بدعت کے فروغ کا الزام لگاتے ہیں، اب آئیے ذرا یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے ارشادات اس کے متعلق کیا ہیں؟

آپ سے سوال ہوا کہ قبروں کا طواف اور بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا: "قبروں کو بوسہ دینا طواف کرنا۔۔۔

سب ناجائز وحرام ہے اور ایسا کرنا زیارت کرنے کے طریقہ اور آداب کے خلاف ہے" اھ ملتقطا (الفتاوی الرضویۃ: ج:۲۹،ص:۲۰۹) ایک مقام پر فرماتے ہیں: "مزارات کو سجدہ یا ان کے سامنے زمین چومنا حرام اور حد رکوع تک جھکنا ممنوع" اھ (الفتاوی الرضویۃ: ج:۲۲،ص: ۴۷۴) ایک مقام پر آداب زیارت قبور بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام ہے" اھ (الفتاوی الرضویۃ: ج:۹،ص:۵۲۳-۵۲۴) ایک مقام پر فرماتے ہیں: "صحیح اور قابل ترجیح مذہب میں کسی بھی قبر کو بوسہ دینے یعنی چومنے کی اجازت نہیں بلکہ ممانعت ہے" اھ (الفتاوی الرضویۃ: ج:۲۲،ص:۳۱۷)

آپ سے سوال ہوا بوسہ قبر جائز ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا: "اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے۔ بکثرت اکابر جواز وعدم جواز دونوں طرف ہیں اور عوام کے لیے زیادہ احتیاط منع میں ہے۔ خصوصاً مزارات طیبہ اولیائے کرام پر کہ ان کے اتنا قریب جانا ادب کے خلاف ہے۔ کم از کم چار ہاتھ فاصلے سے کھڑا ہو کما فی العالمگیریۃ وغیرھا تو بوسہ کیسے دے سکتا ہے" اھ (الفتاوی الرضویۃ: ج:۲۲،ص:۴۱۹)

ایک مقام پر فرمایا: ” میں کہتا ہوں بوسہ میں اختلاف ہے اور چھونا چمٹنا اس کے مثل اور احوط منع اور علت خلاف ادب ہے“ اھ (الفتاوی الرضویۃ : ج:۲۲،ص:۴۷۵) مذکورہ ارشادات تو قبور اولیائے کرام وغیرہ کے متعلق تھے اب ذرا دربار رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضری کے حوالے سے آپ فرمودات کیا ہیں اسے بھی پڑھیے آپ فرماتے ہیں:
” روضہ انور کا طواف کرو نہ سجدہ، نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے“ اھ (الفتاوی الرضویۃ: ج:۱۰،ص:۷۷۶) ایک جگہ فرماتے ہیں: ” خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا اور اپنے مواجہ اقدس میں جگہ بخشی، ان کی نگاہ کرم اگر چہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے“ اھ (المرجع السابق: ص:۷۷۲) ایک جگہ فرمایا: ” اور زنہار جالی شریف کے بوسہ و مس سے دور رہ کہ خلاف ادب ہے“ اھ (المرجع السابق: ص: ۸۳۲) صاحب مزار سے توسل و وسیلہ صاحب مزار کے وسیلے سے دعائیں کرنا ان سے مدد مانگنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ امام ابن حجر مکی کی کتاب مدخل کے حوالے سے فرماتے ہیں: ” اگر صاحب مزار ان لوگوں میں سے ہے جس سے امید برکت کی جاتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ کرے، پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے توسل کرے کہ حضور ہی توسل میں عمدہ اور ان سب باتوں میں اصل اور توسل کے مشروع فرمانے والے ہیں۔

صالحین اہل قبور سے اپنی حاجت روائی و بخشش گناہ میں توسل اور اس کی تکرار و کرامت بخشی تو جس طرح دنیا میں ان کی ذات سے نفع پہنچا یا یونہی بعد انتقال اس سے زیادہ پہنچائے گا، تو جسے کوئی حاجب منظور ہو ان کے مزارات پر حاضر ہو اور ان سے توسل کرے کہ یہی واسطہ ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق میں، اور بے شک شرع میں مقرر و معلوم ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ کو ان پر کیسی عنایت ہے اور یہ خود بکثرت وشہرت ہے اور ہمیشہ علمائے اکابر خلف و سلف مشرق و مغرب میں ان کی زیارت قبور سے تبرک کرتے اور ظاہر و باطن میں اس کی برکتیں پاتے رہے ہیں“ اھ (الفتاوی الرضویۃ: ج:۹،ص:۷۷۵-۷۷۶) ایک مقام پر فرماتے ہیں:
” پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لیے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے“ اھ (المرجع السابق: ص: ۵۲۳) قبروں پر پھول ڈالنا اعلی حضرت علیہ الرحمہ اولیائے کرام وعام مومنین و مسلمین کے قبور پر پھول ڈالنے کے بارے میں فرماتے ہیں: ” قبور مسلمین خصوصاً قبور اولیاء پر پھول چڑھانا حسن ہے عالم گیری وغیرہ میں اس کی تصریح فرمائی، مگر شیرینی وغیر جو اس قسم کی چیزیں لے جائے اس کو قبر پر نہ رکھے یہ ممنوع ہے“ اھ (الفتاوی الرضویۃ قدیم: ج:۴،ص:۴۴۱) ایک مقام پر فرماتے ہیں: ” قبر مسلمان پر پھول رکھنا مستحب ہے، ائمہ دین فرماتے ہیں، وہ جب تک تر ہے تسبیح الٰہی کرے گا اس سے مردے کا دل بہلے گا۔ کما فی فتاوی الامام فقیہ النفس وغیرہا فتاوی عالم گیریہ وغیرہا میں ہے: وضع الورد والریاحین علی القبور حسن یعنی قبروں پر گلاب وغیرہ خوشبودار پھول رکھنا اچھا ہے۔ اور اسے بدعت کہنا بھی آج کل وہابیہ ہی کی ضلالت ہے“ اھ (الفتاوی الرضویۃ : ج:۲۹،ص:۲۸۳-۲۸۴) ایک مقام پر مجمع البرکات، کنز العباد اور فتاوی غرائب وغیرہ کے حوالے سے فرماتے ہیں: گلاب وغیرہ کے پھول قبروں پر ڈالنا کار حسن ہے کہ جب تک تازہ رہیں گے تسبیح الٰہی کریں گے

تسبیح سے میت کو انس حاصل ہوگا“ اھ (المرجع السابق: ج:۹،ص:۷۶۲)
مزارات پر چادر چڑھانا اس وقت عام طور جب کوئی مزار پر فاتحہ پڑھنے

جاتا ہے یا منت مانتا ہے تو اولیائے کرام کی قبروں پر چادر چڑھاتا ہے ایک ایک دن میں سیکڑوں چادریں ایک ہی قبر پر چڑھ جاتی ہیں جس سے مجاوروں کی شکم پروری اور دکان داروں کی دکان داری ہوتی ہے اور فاسق وفاجر سجادہ نشیں چادر بیچ کر موج کرتے ہیں۔

اب ذرا دیکھیے میرے امام کا اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔آپ فرماتے ہیں:" تربت اولیائے کرام پر غلاف ڈالنا جائز ہے ہاں عوام کی قبروں پر نہ چاہیے" اھ(السنیۃ الانیقۃ فی فتاوی افریقہ:ص:۷۰)

لیکن یہ آپ نے صرف ایک چادر چڑھانے کے بارے میں ارشاد فرمایا چار چھ چادر کے بارے میں نہیں آپ فرماتے ہیں:" اور جب چادر (ایک) موجود ہو اور وہ ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو؛ اور چادر چڑھانا فضول ہے۔

بلکہ جو دام اس میں صرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کے لیے محتاج کو دیں" اھ(احکام شریعت:ح:۱،ص:۸۰)

مزارات پہ عورتوں کی حاضری آج کل مزارات اولیائے کرام پر خواتین کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے بہت ساری برائیاں جنم لے رہی ہیں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کہ عورتوں کے لیے زیارت قبور درست ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبر انور کی زیارت مندوب بلکہ قریب بہ واجب اور اس کے علاوہ اولیائے کرام کی قبروں کی زیارت ممنوع۔فتاویٰ رضویہ میں ہے:" رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لعن اللہ زوارات القبور یعنی قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے...البتہ حاضری وخاک بوسی آستان عرش نشان سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اعظم المندوبات بلکہ قریب واجبات ہے۔اس سے نہ روکیں گے اور تعدیل ادب سکھائیں گے" اھ(الفتاوی الرضویۃ:ج:۹،ص:۵۳۹)

ایک مقام پر فرماتے ہیں:"عورتوں کو مقابر اولیا و مزارات وعوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے" اھ ایک مقام پر فرمایا:" اصح یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں" اھ ایک مقام پہ فرمایا:"عورتوں کو زیارت قبور منع ہے۔

حدیث میں ہے:لعن اللہ زائرات القبور یعنی اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں" اھ(المرجع السابق:ص:۵۳۷-۵۳۸)

آپ سے سوال کیا گیا حضور اجمیر شریف میں خواجہ صاحب کے مزار پر عورتوں کا جانا جائز ہے یا نہیں؟

آپ نے فرمایا:" یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز یا نہیں بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے،اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی طرف سے،جس وقت گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک گھر واپس آتی ہے ملائکہ لعنت کرتے رہتے ہیں،سوائے روضۂ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی مزار پر جانے کی اجازت نہیں" اھ(ملفوظات اعلیٰ حضرت بریلوی:ج:۲،ص:۱۲٤)عورتوں کو قبرستان جانے کے بارے میں فرماتے ہیں:" ایسی بات میں جائز و ناجائز نہیں پوچھتے،یہ پوچھو کہ جائے گی تو اس پر کتنی لعنت ہوگی؟خبردار جب وہ جانے کا ارادہ کرتی ہے،اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور جب گھر سے چلتی ہے،سب طرف سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں اور قبر پر آتی ہے،میت کی روح لعنت کرتی ہے اور جب لوٹتی ہے،اللہ کی لعنت کے ساتھ پھرتی ہے۔(السفیہ الانیقہ فی فتاوی افریقہ:ص:٦٧)

اللہ تعالیٰ ہم تمام سنی مسلمانوں کو تعلیمات امام احمد رضا علیہ الرحمہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

طالب دعا:

عبدالقادر مصباحی جامعی خطیب وامام سنی جامع مسجد وارث پاک بچلے پوروہ گونڈہ یوپی۔

تذکرہ ولیوں کے سردار کا

از: مولانا مفتی محمد امجد علی امجدی، روہتاس، بہار

حامداو مصلیا و مسلما

کسی شخصیت کے ذکر کے دو پہلو ہوتے ہیں کسی کا ذکر اس کا تعارف کرانے کے لیے کیا جاتا ہے اور کسی کا ذکر اس لیے کیا جاتا ہے تا کہ حسنات و برکات حاصل ہوں۔ آج احقر نے جن کے ذکر جمیل کا قصد کیا ہے ان کے ذکر سے مقصد فقط حصول برکات وحسنات ہے، کیونکہ وہ ذات محتاجِ تعارف نہیں ہے بلکہ آفتاب وماہتاب کی طرح منور و مجلی اور چہار دانگ عالم میں متعارف ہے اور ایسی متعارف کی تعارف کو بھی جس پر ناز ہے، میری مراد ولیوں کے سردار، غریبوں کے غمگسار، غوث الاغواث، فرد الافراد، سید الاسیاد، قطب الاقطاب، محبوبِ سبحانی، غوث صمدانی، قطبِ ربانی، شہباز لا مکانی، قندیل نورانی شیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی بغدادی حسنی حسینی حنبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مبارک و مطہر خاندان کے فرد ہیں جن کی محبت کو اللہ تعالیٰ نے لازم قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے: قل لا اسالکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق اس خانوادہ سے ہے کہ قیامت کے دن سارے خانوادے، ساری رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی مگر آپ کی رشتہ داریاں باقی رہیں گی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کل سبب ونسب ینقطع یوم القیامۃ الا سببی ونسبی۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نوری نسل کے ایک فردِ عظیم ہیں جس کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت یکم رمضان 470 ہجری کو جیلان میں ہوئی۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت ابو صالح سید موسیٰ جنگی دوست رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت کی رات مشاہدہ فرمایا کہ سرورِ کائنات، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع صحابہ کرام آئمہ الہدیٰ اور اولیاء عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ان کے گھر جلوہ افروز ہیں اور ان الفاظ مبارکہ سے ان کو خطاب فرما کر بشارت سے نوازا: ”یا ابا صالح اعطاک اللہ ابنا وھو ولی ومحبوبی ومحبوب اللہ تعالیٰ وسیکون لہ شان فی الاولیاء والاقطاب کشانی بین الانبیاء والرسل یعنی اے ابو صالح! اللہ عزوجل نے تم کو ایسا فرزند عطا فرمایا ہے جو ولی ہے اور وہ میرا اور اللہ عزوجل کا محبوب ہے اور اس کی اولیاء اور اقطاب میں ویسی شان ہوگی جیسی انبیاء اور مرسلین علیہم السلام میں میری شان ہے۔“ (سیرت غوث الثقلین، ص 55 بحوالہ تفریح الخاطر) غوث اعظم درمیانِ اولیاء چوں محمد ﷺ درمیانِ انبیاء آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے دن ہی سے روزہ رکھا چنانچہ آپ سحری سے لے کر افطاری تک اپنی والدہ محترمہ کا دودھ نہ پیتے تھے۔ (بہجۃ الاسرار، ص: 171،172) آپ رحمۃ اللہ علیہ والدہ ماجدہ کی طرف سے حسینی اور والد ماجد کی جانب سے حسنی تھے۔ یہ شرافت و بزرگی بہت ہی کم بانصیب لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم قصبہ جیلان میں حاصل کی، پھر مزید تعلیم کے لئے سن 488 ہجری میں دار الحکومت بغداد تشریف لائے اور اپنے زمانہ کے

ناموراور معروف اساتذہ اور ائمۂ فن سے اکتسابِ فیض کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علومِ قرآن کو روایت و درایت اور تجوید و قراءت کے اسرار و رموز کے ساتھ حاصل کیا اور زمانے کے بڑے محدثین اور اہل فضل و کمال و مُستند علمائے کرام سے حدیث کا سماعت فرما کر علوم کی اس شاندار طریقے سے تحصیل و تکمیل فرمائی کہ اپنے ہم عصر علماء میں نمایاں مقام پالیا بلکہ ان کے بھی مَرجع بن گئے۔(نزہۃ الخاطر الفاتر،۲۰ بتغیر)حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بفضل الٰہی وبعطائے نبوی تیرہ (13) علوم میں تقریر فرمایا کرتے تھے۔ایک مقام پر شیخ کامل علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ عالیہ میں لوگ ان سے مختلف علوم وفنون پڑھا کرتے تھے۔دوپہر سے پہلے اور بعد دونوں وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو تفسیر،حدیث،فقہ،کلام، اصول اور نحو پڑھاتے تھے اور ظہر کے بعد مختلف قراءتوں کے ساتھ قرآنِ مجید پڑھاتے تھے۔(الطبقات الکبریٰ للشعرانی،ج ا،ص ۱۷۹)سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ،نہایت پاکیزہ فکر اور خوش اخلاق تھے،آپ اپنی ظاہری شان وشوکت اور وسیع علم کے باوجود کمزوروں اور ضعیفوں میں بیٹھتے،فقیروں سے عاجزی کے ساتھ پیش آتے،بڑوں کی عزت کرتے اور چھوٹوں پر شفقت و مہربانی فرماتے،سلام کرنے میں پہل کرتے اور مہمانوں اور دینی طالبہ کی مجلسوں میں نشست کرتے اور ان کی لغزشوں سے درگزر کرتے جو کوئی آپ کے سامنے کتنی ہی جھوٹی قسم کیوں نہ کھاتا آپ اس کا یقین کر لیتے اور اپنے علم و کشف کو اس پر ظاہر نہ فرماتے۔اپنے مہمانوں اور ہم نشستوں کے ساتھ دوسروں کی بہ نسبت بہت خوش خلقی اور کشادہ روئی سے پیش آتے۔سرکشوں، ظالموں،مال داروں،فاسقوں اور اللہ و رسول کے نافرمانوں کی تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوتے،کسی امیر و وزیر کے گھر نہ جاتے،معاصر مشائخ میں کسی کا آپ جیسا حسن اخلاق،کشادہ سینہ،کرمِ نفس،جذبہ حفاظت و امانت اور فضل و کمال نہ تھا۔خاتم المحدثین محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ لکھتے ہیں:حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے احباب میں سے ایک کسان حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بڑے اہتمام و خلوص سے گیہوں بویا کرتا تھا ایک دوست جو نان بائی (روٹی بنانے) کا کام کرتا تھا آپ کے لیے بڑی پاکیزگی سے چار پانچ روٹیاں پکایا کرتا اور صبح سویرے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ ان روٹیوں کو لے کر اہل مجلس میں تقسیم فرمادیا کرتے جو کچھ بچ جاتا اپنے لئے رکھ لیتے،اس کے علاوہ جب بھی کوئی چیز آتی اس کو اہل مجلس میں تقسیم فرمادیا کرتے۔(زبدۃ الآثار تخلیص بھجۃ الاسرار:ص 106)ایک مرتبہ ایک شکستہ دل فقیر کو ایک ہزار دینار کے علاوہ اپنا پیرہن عطا فرمادیا اور ارشاد فرمایا اس کو بازار میں بیچ کر اپنی ضروریات کو پوری کر لینا (ایضاً)۔

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چالیس سال تک یہ معمول رہا کہ عشاء کے لئے وضو کرتے اور پوری رات عبادت میں گزار دیتے یہاں تک کہ اسی وضو سے صبح کی نماز پڑھتے۔(بھجۃ الاسرار،ص:164)پندرہ سال تک رات بھر میں قرآنِ پاک ختم کرتے رہے۔(بھجۃ الاسرار،ص:118)آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 11/ ربیع الثانی 561 ہجری میں 91 برس کی عمر پا کر بغداد شریف میں وصال فرمایا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پُر انوار آج بھی بغدادِ معلیٰ میں مرجع خلائق ہے۔(الطبقات الکبریٰ للشعرانی،ج ا،ص ۱۷۸)خلاق کائنات،مجیب الدعواۃ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شانِ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از: حافظ افتخار احمد قادری

کہتے ہیں کہ تقوی کے تین درجے ہیں، اول: شرک وکفر سے بیزار ہو کر دائمی عذاب سے بچنا،

دوم: ایسے اقوال وافعال سے بچنا جن سے گناہ لازم آئے،

سوم: ہر اس چیز سے بچنا جو آدمی کو حق سے غافل کر دے اور کامل طور سے خدا کی طرف متوجہ ہونا

اسی کو کہتے ہیں طاعتہ الابرار سیئات المقربین

حضرتِ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے یوں بیان فرمایا ہے:

عاصیاں از گناہ توبہ کنند

عارفاں از عبادت استغفار

یعنی: گناہ گار لوگ تو اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہتے ہیں مگر عارفین حق اپنی عبادت کو ناقص سمجھتے ہوئے معافی کے طلبگار رہتے ہیں۔

اس سلسلے میں اولین کردار رزق کا ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ وہ جسم جنت میں نہیں داخل ہوگا جس نے حرام غذا استعمال کی ہے۔

ایک دوسری حدیث پاک کا خلاصہ یہ ہے رزق حلال سے بہتر غذا انسان کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔

حرام وناجائز غذا سے قلب انسانی جو تجلیات ربانی کا مسکن ہے وہ مردہ ہو جاتا ہے بے نور و بے سرور ہو جاتا ہے۔

مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

علم وحکمت زاید از لقمہ حلال

عشق و رقت زاید از لقمہ حلال

چوں از تو حسد بینی دوام

جہل و غفلت زاید آں را داں حرام

حلال لقمے سے علم وحکمت کا ظہور ہوتا ہے سوز وگداز اکل حلال ہی کا ثمرہ و نتیجہ ہوتا ہے لیکن اس کے برخلاف جب تم دیکھو کہ غذا سے حسد وجلن غفلت ونادانی وغیرہ خبیث افعال کا ظہور ہو رہا ہے تو ایسے لقمے کو حرام سمجھو۔

یہی وجہ ہے کہ اربابِ طریقت جو آیت کریمہ: انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اور احادیثِ مبارکہ: العلماء ورثتہ الانبیاء: اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل: کے صحیح معنیٰ میں مصداق ہیں۔

ان کے یہاں سب سے پہلا درجہ اکل حلال کا ہے پھر صدق مقال۔ چنانچہ ہر سالک خواہ وہ مبتدی ہو یا منتہیٰ سب کے لیے ایسا لازم ہے کہ اس کے بغیر راہ طریقت پر چلنا یا اس کا مدعی ہونا خام خیال ہے۔

دانائے رموزِ شریعت واقف اسرارِ طریقت غواص بحر حقیقت ومعرفت مقتدائے جملہ مشائخ حضور سیدی غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ از روئے خاندان ممتاز ومنفرد ہیں۔

کیونکہ جس خاندان عالیشان کو نسبت وقرابت رسول کا شرف حاصل ہو، جس کے حق میں آیت تطہیر نازل ہو، پھر اس مقدس گھرانے کی مثیل ونظیر کس طرح ممکن ہو سکتی ہے:

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

سرکارِ اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی مسلم ہے کہ جو جتنے اہم رتبے اور مقام پر فائز ہوا اس میں ویسے ہی کمالات، علم وحلم، صبر وشکر، تقوی و پرہیز گاری، زہد وورع، امانت و دیانت، سخاوت وقناعت اعلی اخلاق و کردار جیسی دولتِ بے بہا بھی بدرجہ اتم موجود ہو بلکہ یہی باتیں اس کے حق میں اساس وکلید کی حیثیت رکھتی ہیں۔

اسی مذکورہ بالا اصول کی روشنی میں غوث الثقلین نجیب الطرفین شیخ العالم غوث الاعظم محی الدین عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زہد وورع اور ان کے فضل وکمال کا جائزہ لیں۔

ہمارے یہاں مشہور ہے کہ جوانی دیوانی ہوتی ہے۔سچ ہے انسان سے جوانی میں کبھی لغزشیں واقع ہوتی ہیں اس لیے کہ،، الشاب شعبتہ من الجنون،، جوانی جنون کا ایک حصہ ہے۔مگر اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی مسلم ہے کہ جن نفوسِ قدسیہ پر خداوند عالم اپنا فضل فرمائے وہ ہرگز ہرگز نفس کی شرارتوں کا شکار نہیں ہوسکتے۔حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے والدِ ماجد حضرتِ شیخ ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رحمتہ اللہ علیہ کا عالم شباب ہے وصول الی اللہ کی راہ پر گامزن ہیں شب و روز اپنے مقصودِ اصلی کے لیے سرگرداں ہیں ریاضت ومجاہدہ کی کٹھن راہ سے گذر رہے ہیں، فاقے سے کئی دن گزر گئے ہیں نفس الجوع الجوع کی صدا پیہم لگا رہا ہے اسی حالت میں دریا کے کنارے سے آپ کا گزر ہوتا ہے اچانک ایک سیب دریا میں بہتا ہوا نظر آیا آپ نے اسے اٹھا کر کھالیا۔لیکن فوراً ہی دل میں یہ خیال گزرا کہ جو سیب میں نے کھایا ہے خدا جانے کس کا تھا، بلا اجازت کھانا اچھا نہیں چلو مالک کو تلاش کر کے اس سے معافی مانگی جائے۔دریا کے کنارے جس جانب سے وہ سیب بہتا ہوا آیا تھا ادھر چل پڑے کچھ دور چلنے کے بعد ایک باغ نظر آیا آپ نے دریافت کیا یہ باغ کس کا ہے؟ بتانے والے نے حضرتِ عبد اللہ صومعی کا نام لیا، یہ حضرتِ عبد اللہ صومعی خود بلند پایہ خدا ترس بزرگ تھے۔

حضرتِ ابو صالح ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معافی چاہی، حضرتِ عبد اللہ صومعی اپنے نور فراست سے سمجھ گیے کہ یہ نوجوان اور نوجوانوں کی طرح نہیں ہے، انہوں نے پہلے یہ شرط پیش کی کچھ دنوں تک باغ کی رکھوالی منظور کی جائے پھر سیب کی معافی کی بابت کچھ کہا جائے گا۔ حضرتِ ابو صالح نے پوری امانت و دیانت داری کے ساتھ مدت معینہ تک باغ کی رکھوالی کی اور پھر باغ کے مالک سے معافی کے طلبگار ہوئے، مالک باغ نے کہا میری ایک لڑکی ہے جو لنگڑی، لولی، بہری اور گونگی ہے اس سے تمہیں نکاح کرنا ہوگا، سیب کی معافی کے پیش نظر حضرتِ ابو صالح نے بلا چوں چرا قبول فرمالیا۔یہ ایسی شرط تھی کہ حضرتِ ابو صالح کی جگہ کوئی اور انسان ہوتا تو پاؤں تلے سے زمین کھسک جاتی لیکن قربان جاؤں ان نفوسِ قدسیہ پر جن کے یہاں آخرت کی ذلت ورسوائی کے خوف کے مقابلے ناپائیدار دنیا کی تکلیف ومصیبت آلام ومصائب اور ذلت ورسوائی کی کوئی وقعت ہی نہیں تھی آخرت کی فلاح و بہبودی اور خدا ورسول کی رضامندی وخوشنودی سے زیادہ عزیز کوئی پونجی نہ تھی وہ کب اور کیوں کر اس شرط کو قبول نہ فرماتے۔

شب کو جب حجرہ عروسی میں تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں یہاں تو حسن وجمال کی پیکر بہت ہی حسین وخوبصورت صحیح وتندرست، سلیم الاعضاء لڑکی بیٹھی ہے۔

فوراً ہی الٹے قدم واپس ہو کر مالک باغ حضرتِ عبد اللہ صومعی کی خدمت میں حاضر گزار ہوئے کہ شاید حجرے میں غلطی سے کوئی دوسری لڑکی چلی گئی

ہے۔حضرت عبد اللہ صومعی نے فرمایا میرے فرزند میں نے اپنی دختر نیک اختر کی جو صفات بیان کی تھیں ان کا مطلب یہ ہے کہ میری لڑکی نے اپنی نگاہوں سے کبھی کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا ہے، کبھی ناجائز جگہوں کی طرف اپنا قدم نہی اٹھایا ہے، کسی ممنوع چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں چھوا، کسی ناجائز بات کو اپنے کانوں سے نہیں سنا، حق کے خلاف کبھی اپنی زبان نہیں کھولی، لہذا وہ اندھی، لولی لنگڑی، بہری اور گونگی ہے۔

اب اندازہ کیا جائے کہ جب حضورِ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے والدین کریمین کے تقویٰ و پرہیز گاری، زہد و ورع اور خوف خدا کا یہ عالم تھا پھر اس گلشن سے کھلنے والے پھول کا کیا عالم ہوگا۔

ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے:

بتولے باش پنہاں شواز یں عصر ::: کہ در آغوش شبیرے بگیری

سلطان نے اگلے روز طلوع صبح صادق سے پستان مادر سے منہ نہیں لگایا ہے آپ کی یہ بات لوگوں میں پھیلنے لگی حتٰی کہ شدہ شدہ پورے گیلان میں یہ خبر عام ہوگئی کہ سادات کرام میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک ماں کا دودھ نہیں پیتا، یہ ہے حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع شریعت کا حال کہ بحالت شیر خوارای بھی آپ نے روزہ نہیں چھوڑا۔

بلکہ دیگر اہلِ ایمان کو اپنے روزے سے چاند کی شہادت عطا فرمائی اور اپنے مادر زاد ولی ہونے کا اعلان کیا۔

حضرتِ جمیل الرحمٰن قادری بریلوی فرماتے ہیں:

رہے پابند احکامِ شریعت ابتدا ہی سے
نہ چھوٹا شیر خواری میں بھی روزہ غوثِ اعظم کا

یہ امر مسلم ہے کہ ماں باپ کا اثر بچوں پر ضرور پڑتا ہے بچہ اپنے ماں باپ کا مجسم نمونہ ہوا کرتا ہے، یہی کچھ اسباب و وجوہ ہیں کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری زندگی ولادت سے وصال تک شریعت کی آئینہ دار رہی، آپ حیات ناپائیدار کی شب و روز میں ایک لمحہ کے لیے بھی جادہ مستقیم سے ذرہ برابر نہ ہٹے بلکہ آپ نے اتباع سنت کے سلسلے میں جبل استقامت بن کر ہر شیطانی منصوبے کو خاک میں ملا دیا اور اپنے پیش رو کے لیے باعثِ صد افتخار اور قیامت تک آنے والے طالبان حق کے لیے مشعل راہ بن گئے اور بطن مادر سے ظہور فرماتے ہی اپنی ولایت و کرامت فضل و شرف کا اعلان فرمایا۔

منقول ہے کہ شعبان المعظم کی انتیس تاریخ تھی سورج اپنی منزل طے کر چکا تھا لوگوں کی نگاہیں افق پر لگی ہوئی تھیں لیکن بادل کے سبب چاند نہیں دیکھا جاسکا ہر طرف چاند کا چرچا تھا اہل ایمان متردد ہیں کہ چاند ہوا یا نہیں؟ ادھر حضرتِ ابوصالح کے چاند دنیائے ولایت و کرامت کے

اسی ایک واقعہ سے اچھی طرح یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کا بچپن کتنا مقدس اور پاکیزہ گزرا ہوگا۔آپ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ والد ماجد حضرتِ شیخ ابوصالح رحمتہ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا۔

والدہ ماجدہ نے تربیت فرمائی اہل گیلان سے علوم دینیہ حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ وہ دن بھی آگیا کہ آپ اپنی والدہ کے سامنے التجائے شوق لیے دست بستہ حاضر ہیں۔

امی جان اجازت ہو تو بغداد جا کر اپنے جدِ کریم مسیح دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت حاصل کروں۔والدہ رحمتہ اللہ علیہما کی عمر اس وقت تقریباً اٹھتر سال تھی لیکن اس کبر سنی کے باوجود خوشی کے ساتھ اجازت عطا کر دی اور چالیس اشرفیاں آپ کی صدری میں سی دیں اور ارشاد فرمایا بیٹا کیسی ہی مصیبت کی گھڑی سر پہ کیوں نہ کھڑی ہو لیکن جھوٹ ہر گز نہ بولنا۔ایک قافلے کے ہمراہ بغداد شریف کا ارادہ کر کے نکلے جب یہ قافلہ ہمدان سے کچھ آگے نکلا ڈاکوؤں نے قافلے کو لوٹ لیا، ایک ڈاکو حضور غوث الاعظم کی

خدمت میں آیا اور پوچھنے لگا لڑکے تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں اس ڈاکو نے سوچا شاید یہ لڑکا مذاق کر رہا ہے اور آگے بڑھ گیا دوسرے ڈاکو سے چرچا کیا وہ لوگ بھی حضور غوث الاعظم کے پاس آئے وہی سوال و جواب ہوا ان ڈاکوؤں نے اپنے سردار کو بتایا ڈاکوؤں کا سردار بھی آپ کے پاس آکر پوچھتا ہے لڑکے سچ سچ بتا کیا تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس چالیس اشرفیاں ہیں دیکھا گیا تو حقیقتاً چالیس اشرفیاں برآمد ہوئیں۔

یہ دیکھ کر ڈاکوؤں کے حیرت کی انتہا نہ رہی، سردار نے پوچھا تم جانتے ہو ہم ڈاکو ہیں لوگ ہم سے اپنے مالوں کو چھپاتے ہیں پھر تم نے اپنی اشرفیوں کو کیوں ظاہر کر دیا؟ آپ نے فرمایا گھر سے چلتے وقت والدہ ماجدہ نے مجھ سے فرمایا تھا بیٹا کبھی جھوٹ مت بولنا لہٰذا میں نے تمہیں سچ سچ بتا دیا یہ سن کر ڈاکوؤں کا سردار بہت ہی متاثر ہوا اور کہنے لگا لڑکے تم نے اپنی ماں کی حکم کی خلاف ورزی نہیں کی ہائے افسوس! میں نے برسہا برس سے اپنے خالق و مالک کی نافرمانی کی یہ کہتا ہوا آپ کے قدموں میں گر پڑا اور توبہ کی جب اس کے ساتھیوں نے اپنے سردار کو توبہ کرتے دیکھا تو وہ سب بھی یہی کہ کر تائب ہو گئے کہ جب تم رہزنی میں ہمارے سردار تھے تو اب توبہ میں بھی تم ہمارے سردار ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اپنے صالحین بندوں میں شامل فرمالیا۔ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اپنے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا یہ پہلا گروہ تھا جس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔

اس واقعہ سے جہاں دیگر باتیں معلوم ہوتی ہیں وہیں یہ بھی اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ حضور غوثِ اعظم کس درجہ اپنی ماں کے فرماں بردار تھے ایسے وقت میں آدمی ہر بات کو بھول جاتا ہے صرف اور صرف جان و مال کی فکر رہتی ہے۔

آپ نے بغداد شریف پہنچ کر باقی علوم وفنون کی تکمیل فرمائی۔ بہت سے علماء متبحرین اجلہ محدثین وفقہاء کاملین سے اپنی تشنگی کو بجھایا یہاں تک کہ تاج قطبیت آپ کے سر رکھا گیا جس کا اظہار خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے۔

درست العلم حتیٰ صرت قطبا

ونلت السعد من مولی الموالی

فراغت کے بعد آپ نے مکمل طور سے ریاضت و مجاہدہ کا عزم فرمایا اسی اثنا میں آپ جنگل و بیابان میں چلے جاتے مہینوں اور کبھی برسوں صحراؤں میں گشت کرتے درختوں کے پتے مباح گری پڑی چیزیں کھالیا کرتے اس دوران قسم قسم کے شیطانی حملے بھی مسلسل ہوتے رہے لیکن غوثیت کبریٰ کے مالک نے اپنے رب کے فضل و کرم سے ہر شیطانی وار کو ناکام بنا دیا اس کے باوجود حاشا وکلا آپ اوامر و نواہی شرع سے غافل نہ ہوئے کہ ان سے غافل ہونا ہی تو شیطانی وار اور اس کا مقصود و مطلوب۔

* کریم گنج، پورن پور، پیلی بھیت، مغربی اتر پردیش

iftikharahmadquadri@gmail.com

حضور مجاہد ملت ایک عظیم شخصیت

از: مولانا محمد سعود عالم امجدی

سرزمین ہندوہ مبارک خطہ ارضی ہے جسے ابو البشر، حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمایا، اور پھر اس کی تقدیس میں روز بہ روز اضافہ ہی ہوتا رہا، اسی کے متعلق سرور انبیاء، جان عالمین مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے خاک ہند سے محبت کی خوش بو آتی ہے، پھر کیا تھا! فروغ اسلام کے لیے علما مشائخ، صوفیا، اولیا اور غازیان ومجاہدین اسلام کی آمد کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا اور وفات حضرت آدم علیہ السلام کے بعد جو کفر وشرک، الحاد و بدعات اور ظلمات وگمرہی کی ناپاک وگھنگھور فضا چھا گئی تھی وہ ان پاک باز اور محبوبان خدا کی مساعیٔ جمیلہ اور جہد و جہاد مسلسل سے کافور ہوگئی، اشاعت دین وسنیت، استحکام ملت اور نفاذ احکام خداوندی کے لیے جو قربانیاں یہ مقدس ہستیاں دیں ہیں انہیں فراموش نہیں کیا جاسکتا! انہیں جلیل القدر اور اولو العزم بندگان خدا میں سے ایک ذات مرجع العلماء، جامع کمالات ظاہریہ و باطنیہ، عالم ربانی، شیخ الاسلام والمسلمین، سراج السالکین، امام التارکین، سلطان المناظرین، رئیس اعظم اڑیسہ، علامہ الحاج الشاہ حبیب الرحمن قادری عباسی المعروف حضور مجاہد ملت علیہ الرحمتہ کی بھی ہے جن کی پوری زندگی تصلب فی الدین اور احقاق حق وابطال کیلئے وقف تھی۔ انسان کے اندر جس قدر تصلب فی الدین ہوتا ہے اسی قدر اس میں غیرت وحمیت ہوتی ہے دونوں ایک دوسرے کو مستلزم ہیں۔ اسی لئے دین اسلام کی معرفت، احکام خداوندی کی بجا آوری اور جذبۂ ایثار کو تصلب فی الدین کہا جاتا ہے۔ تصلب فی الدین ایک ایسا اعلیٰ وصف کمال ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے پر فضل خاص فرماتا ہے اسے اس وصف عظیم سے سرفراز فرما کر زمانے میں معروف وممتاز کردیتا ہے اور حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ اسی صفت خاص کے سبب اپنے تمام معاصرین میں ممتاز وممیز نظر آتے ہیں۔ سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمہ ایک فرد وشخص نہیں بلکہ انجمن تھے ان کی زندگی کا ہر گوشہ بڑا تہ دار اور تابناک ہے ان کے سیرت و کردار میں اسلاف کی جھلک نمایاں تھی، وہ ہاشمی وعباسی خاندان کے چشم وچراغ تھے ان کی رگوں میں ہاشمی خون موجیں مارتا تھا، جرأت وشجاعت میں ذات مرتضوی کا مظہر اور ایثار و قربانی میں جذبہ شبیری کا نمونہ تھے۔ بایں سبب دنیائے سنیت انہیں "مجاہد ملت" جیسے مہتم بالشان لقب سے یاد کرتی ہے اور یہ لقب انہیں کو زیب ہے جو مبنی بر حقیقت ہے، وہ اسم با مسمی مجاہد تھے ان کی مکمل حیات مستعار جہاد معنوی وحقیقی سے عبارت تھی، ہمیشہ فروغ اسلام، بقائے ملت وسنیت اور تحریکی وسیاسی استحکام کی فکر کے ساتھ اقدامات پر یقین رکھتے تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مسند میں حدیث نقل فرماتے ہیں کہ فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجت الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا

أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِالْمُؤْمِنِ, مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ , وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ , وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ , وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ« (ج ۱ ص ۱۶)

ترجمہ: کیا میں تمہیں مومن کے بارے میں خبر نہ دے دوں (سنو)

مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جان اور مال کے معاملے میں امان پائیں اور مسلمان وہ ہے، جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں اور مجاہد وہ ہے جو اطاعت الٰہی میں اپنے نفس سے جہاد کرے، اور مہاجر وہ ہے جو گناہوں کو چھوڑ دے۔ معلم کائنات و محسن انسانیت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ سے نکلی یہ حدیث اپنے دامن میں بڑی وسعت و معنویت رکھتی ہے یہ حدیث" جوامع الکلم" کا ایک دلکش نمونہ ہے جس میں حقائق و معارف کا سمندر موجیں مار رہا ہے مومن و مسلم اور مجاہد و مہاجر سے متعلق یہ چند جملے قیامت تک کے لئے پوری دنیائے انسانیت کے حق میں خضر راہ اور مشغل ہدایت کا کام انجام دیں گے۔ شخصیت کے عرفان حسن و قبح کا سب سے بڑا معیار قرآن سنت اور شریعت مطہرہ ہے اس حدیث کی روشنی میں جب ہم حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی کتاب زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان کے سیرت و کردار کا رخ بڑا حسین و جمیل نظر آتا ہے وہ سچے مسلم اور مومن کامل کے ساتھ با کمال مہاجر اور اولوالعزم مجاہد تھے۔ وہ تادم آخر اوامر الٰہیہ پر عمل پیرا رہے اور منہیات شرعیہ سے دور رہ کر اپنے نفس کے ساتھ کھلم کھلا جہاد کرتے رہے۔ یہ ان کا نفسانی جہاد تھا اور جہاں تک ان کی لسانی اور میدانی جہاد کی بات ہے تو یہ اظہر من الشمش ہے۔ حضور مجاہد ملت باوقار شخصیت ہونے کے ساتھ شخصیت ساز بھی تھے، ایک عہد بھی تھے اور عہد ساز بھی، بلکہ حق تو یہ ہے کہ ان کے بعض تلامذہ ایسے گزرے ہیں جن پر شخصیت سازی و عہد سازی سو جان سے قربان ہے، تقریباً بیس برس مختلف درسگاہوں میں بیٹھ کر علوم و فنون کے جوہر لٹانے کے بعد آپ نے اپنی ساری توجہ مسلمانوں کے ایمان و عقائد اور ان کے جان و مال کے تحفظ و بقا کی جانب مبذول کر دی۔

جہاد بالنفس کا سلسلہ تو تاعمر جاری رہا۔ اس کے ساتھ ہی جہاد بالمال اور جہاد باللسان کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیتے ہوئے اپنی حیات مستعار کے قیمتی لمحات گزار دیئے۔ پورے ملک میں کہیں بھی مسلمانوں پر مظالم ہوتا دیکھتے تو آپ بے قرار ہو جاتے اور مسلمانوں کے تحفظ و دفاع کے لیے میدان میں آ کر ظلم کے خلاف شدت کے ساتھ مقابلہ کرتے مسلمانوں کے جان و مال اور ایمان و اعتقاد و شہری استحکام و بقا کی خاطر آپ نے دو کامیاب تنظیمیں بھی قائم کیں جو آپ کی مجاہدانہ زندگی کے واضح ثبوت ہیں۔ ایک کا نام" آل انڈیا تبلیغ سیرت" اور دوسرے کا نام" تحریک خاکساران حق" رکھا۔

حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی مجاہدانہ سیرت و سوانح کے مطالعے سے ایک قابل رشک وصف یہ بھی ملا کہ آپ فنا فی اللہ" و فنا فی الرسول" تھے۔ ان کے جملہ اوصاف و کمالات کا مرکز و محور اور ان کی ساری عملی، دینی اور تحریکی کارگزاریوں کا مبدا اور منبع یہی روحانی جذبات ہیں۔ ان کے سینے میں خوف خداوندی سے لرزنے والا اور عشق مصطفائی میں دھڑکنے والا خوب صورت دل بھی تھا جو ہر لمحہ انہیں بے چین رکھتا ان کی زندگی الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا آئینہ اور ان کا سینہ عشق شہ بطحا کا مدینہ تھا۔ آج پوری دنیائے سنیت حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کی ہمت و جرأت، حق گوئی و بیباکی اور ان کے مجاہدانہ تیور کا خطبہ پڑھ رہی ہے، مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے دل سے خوف خداوندی کے اٹھنے والے طوفان نے یہ کام کیا کہ مخالف تند ہواؤں اور باطل طوفانوں کا رخ موڑ دیا اور تاریک انسانی قلوب و اذہان کو منور کر دیا۔ سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمۃ کی رگ رگ میں جذبۂ عشق رسول خون بن کر گردش کرتا تھا اور اسی سرمایہ عشق کو ہتھیار بنا کر وہ پوری زندگی اسلام مخالف و باطل قوتوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ اور انہیں قدرۃ الواصلین، برہان العارفین، سراج السالکین کا معزز خطاب اس لئے ملا کہ وہ سچے عاشق رسول اور فنافی الرسول کے بام رفیع پر فائز تھے۔

ملفوظاتِ حافظِ ملّت کے تابندہ نقوش

از: نازش مدنی مرادآبادی
خادم التدریس جامعۃ المدینہ، اناؤ، یوپی

استاذ العلما، جلالۃ العلم، حضور حافظ ملت حضرت علامہ عبد العزیز محدث مرادآبادی قدس سرہ العزیز سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علامہ شاہ احمد رضا خان قادری محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد تن تنہا اتنی فیض رساں شخصیت ہیں کہ موجودہ علماء ہند کا طبقہ بلاواسطہ نہ سہی بالواسطہ ضرور آپ کے تلامذہ کی صف میں شامل ہے جو آپ کے ثقہ اور رجال الہند میں باعظمت شخصیت ہونے کی حتمی دلیل ہے۔

عربی کا ایک مقولہ ہے »کُلّ اِناءٍ یَترشّحُ بما فیہ« یعنی ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ اس تناظر میں جب ہم حضور حافظ ملت قدس سرہ العزیز کے ملفوظات مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ الرحمہ دین وسنیت کی ترویج واشاعت اور سرکار ﷺ کی دکھیاری امت کا کس قدر درد رکھنے والے تھے، آپ کے فرمودات آپ کے جذبات کی جامع عکاسی کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ علیہ الرحمہ کا مشہور زمانہ فرمان ہے۔

”زمین کے اوپر کام زمین کے نیچے آرام“

اگر آپ اس فرمان کی گہرائی میں جائیں تو معلوم ہوگا کہ یہ فرمان کس قدر جامعیت ومعنویت کا حامل ہے۔ طائرانہ طور پر دیکھیں تو اس سے پتا چلتا ہے کہ ہر شخص کو چاہیے کہ دنیا میں رہ کر آخرت کے لیے زاد راہ تیار کرے تاکہ قبر میں سکون سے رہ سکے جیسا کہ مروی ہے الدنیا مزرعۃ الآخرۃ (الحدیث) یعنی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اسی طرح آپ کا ایک اور مشہور زمانہ قول ہے:

”اتفاق زندگی اختلاف موت ہے۔“

تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ وہی لوگ کامیاب اور سرخرو ہوئے ہیں جنہوں نے اتفاق واتحاد کو قائم رکھا اور اختلاف سے کوسوں دور رہے۔ موجودہ دور میں بھی دیکھ سکتے ہیں کہ وہی تنظیم وادارہ سربلند ہیں جن کے تمام کارکنان باہمی مشاورت ورضامندی اور اتفاق رائے سے کام کرتے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ اتفاق (زندگی) اور اختلاف (موت) ہے۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

”آرام طلبی تخریب زندگی ہے۔“

انسان آرام کو ضرورت کی حد تک رکھے تو بہتر ہے ورنہ ضرورت سے زیادہ آرام زندگی کے سکون وقرار تباہ وبرباد کر دیتا ہے اور انسان کو شکم پرور بنا دیتا ہے پھر انسان ہمہ وقت اور ہر جگہ آرام ہی تلاش کرتا ہے جہاں آرام میسر نہ ہوا تو شکوہ وشکایت کرنے لگتا ہے۔ ایک مقام پہ فرماتے ہیں:

”تضییع اوقات سب سے بڑی محرومی ہے۔“

وقت انسان کا انمول سرمایہ حیات ہے اس کو ضائع کرنا زندگی کو ضائع کرنے کے مترادف ہے تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا دنیا وآخرت

میں سرخرو اور کامیاب وہی لوگ ہوئے ہیں جنھوں نے وقت کی قدر کی ہے عربی مقولہ بھی ہے الوقت کالسیف ان لم تقطعه قطعك یعنی وقت تلوار کی مثل ہے اگر تو اس کو اچھے کاموں میں صرف نہیں کرے گا تو وہ تجھے کاٹ دے گا۔(یعنی: گزر جائے گا۔) لہٰذا وقت کی قدر کی جائے اور اسکو کارگر بنایا جائے ورنہ یہ گزر جائے گا اور بعد میں کف افسوس ملنے سے کچھ نہیں ہوگا۔یونہی ایک مقام پہ فرماتے ہیں:

''جس کی صحبت سے اخلاق میں گراوٹ پیدا ہو اس صحبت کو جلد از جلد چھوڑ دینا چاہیے۔''

''الصحبۃ موثرۃ''یعنی صحبت اثر کرتی ہے،اب چاہے بری ہو یا اچھی اور اردو میں بھی ایک کہاوت ہے کہ''خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔''لہٰذا ہمیں اپنی صحبتوں اور نشستوں کا جائزہ لینا چاہیے کہ جس کے ساتھ ہمارے شب و روز گزر رہے ہیں کہیں وہ ہماری آخرت کو نقصان تو نہیں پہنچا رہے ہیں؟اگر جواب اثبات میں ہے تو جلد ہی ایسی صحبت کو ترک کر دینا چاہیے ورنہ تباہی ہی تباہی ہے۔ایک جگہ فرماتے ہیں:

''انسان کو مصیبت سے نہیں گھبرانا چاہیے۔کامیاب وہ ہے جو مصیبتیں جھیل کر کامیابی حاصل کرے مصیبتوں سے گھبرا کر کام کو چھوڑ دینا بزدلی ہے۔''

یعنی کامیاب وہی انسان ہوتا ہے جو مصائب و آلام سے نبرد آزما ہو کر جہد مسلسل کرتا رہتا ہے۔

ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''تقریر سب سے آسان کام ہے تدریس اس سے مشکل اور سب سے مشکل تصنیف۔''

خطابت کا حال تو آپ پر عیاں ہے کہ ہے ہر کس و ناکس اس میں لگا ہوا ہے حالانکہ تقریر بھی ایک دینی فریضہ ہے جو نہایت ذمہ داری کے ساتھ ادا کیا جانا چاہیے مگر افسوس آج کل کے نام و نمود کے خواستگار اور نوٹ خور خطباء نے اس کو اپنا پیشہ بنا لیا ہے اور ایک دو جماعت پڑھا ہوا نیم مولوی بھی اپنے آپ کو خطیب اعظم گردان رہا ہے بہر حال تقریر اتنا مشکل کام نہیں اس کے بعد تدریس کا مرحلہ جو واقعی ایک اہم ذمہ داری والا کام ہے۔اور ہر ایک کے بس کی بات بھی نہیں کیونکہ اس میں پہلے خود کتاب کو حل کرنا پھر طلبہ کے سامنے اس کو پیش کرنا،اور نا صرف پیش کرنا بلکہ طلبہ کی ذہنی سطح کو دیکھتے ہو،اس کو سمجھانا یقیناً ایک مشکل کام ہے اس کے بعد تصنیف و تالیف کا نمبر آتا ہے وہ تو تدریس سے بھی سخت کام ہے کہ ایک عنوان پہ کچھ لکھنے سے قبل اس کے تمام تر متعلقات کی تحقیق پھر موضوع کے لحاظ سے اس کو اپنے الفاظ میں لکھنا اور عنوان کا حق ادا کرنا۔

ایک جگہ فرماتے ہیں:

''آدمی کو کام کرنا چاہیے شہرت اور ناموری کی فکر میں نہیں پڑنا چاہیے۔''

انسان کامیاب اسی وقت ہوتا ہے جب وہ خالصا لوجہ اللہ کام کرے اور شہرت کی پروا نہ کرے اس لیے کہ کامیابی اخلاص میں مضمر ہے۔کام کرتے رہیں شہرت تو ہو ہی جائے گی۔ایک اور فرمان ملاحظہ فرمائیں:

''مسلمان وہی ہے جو اللہ اور رسول کا فرماں بردار ہے۔''

اس فرمان کا ہر گز معاذ اللہ یہ مطلب نہیں کہ وہ مسلمان نہ رہا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کامل مسلمان وہی ہے جو اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع و فرماں بردار ہے۔ایک جگہ فرماتے ہیں:

''معالج کی بہترین جگہ بیماروں کا حلقہ ہے تندرستوں کی انجمن نہیں۔''

حافظ ملت علیہ الرحمہ کے اس فرمان سے ان اساتذہ کرام کو نصیحت حاصل کرنی چاہیے جو ان طلبۂ کرام کو اپنا مطمح نظر بنائے ہوتے ہیں جو پڑھنے والے اور سنجیدہ ہوں،اور لاپرواہ اور کمزور طلبہ کو کسی خاطر نہ لاتے ہوں

ٹھیک ہے محنتی طلبہ کا بھی خیال رکھا جائے مگر اس کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ نکموں اور کمزوروں کو انکے حال پر چھوڑ دیا جائے، حقیقی استاذ وہی ہے جو کمزور اور نکمے طلبہ کو ہیرا بنائے ذہین تو پہلے ہی سے راہ راست پر ہوتا ہے لیکن اس سے کہیں زیادہ آپ کی توجہ کمزوروں پر ہونی چاہیے تا کہ وہ بہتر ہو جائیں۔ایک مقام پہ فرماتے ہیں:

”جب سے مسلمانوں نے خدا سے ڈرنا چھوڑ دیا ہے ساری دنیا سے ڈرنے لگے ہیں۔“

اسی وجہ سے ہم ہر لحاظ سے کمزور ہیں لاکھ ابھرنے کی کوشش کے با وجود نتیجہ صفر ہی دیکھتے ہیں وجہ؟ صرف خوف خدا کا فقدان۔ایک جگہ فرماتے ہیں:

”حقیقت میں نماز تو جماعت ہی کی نماز ہے ورنہ صرف فرض کی ادائیگی ہے۔“

حضور حافظ ملت قدس سرہ کا یہ فرمان اس آیت مبارکہ” وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ (س: البقرہ آیہ: ۴۳) ترجمہ: کنزالایمان: اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو کی تفسیر کر رہا ہے جیسا کہ صدر الافاضل فخر الاماثل حضرت علامہ مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ العزیز اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جماعت کی ترغیب بھی ہے (کنزالایمان مع تفسیر خزائن العرفان ص 17 مطبوعہ مکتبہ المدینہ دہلی) ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

”محبت رسول ہی محبت خدا ہے۔“

حافظ ملت کا یہ فرمان قرآن و حدیث، آثار صحابہ، اقوال ائمہ اور اہل سنت کے چودہ سو سالہ نظریہ کی ترجمانی کر رہا ہے۔جیسا کہ اللہ کے آخری نبی ﷺ فرماتے ہیں: لا يؤمن أحدكم حتى أكون احب إليه من ولده و والده و الناس أجمعين يعني: تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک مجھے اپنی اولاد (ماں) باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نا بنالے۔حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے یہ چند ملفوظات شریفہ تھے اگر تمام ملفوظات کا احاطہ مع شرح و بسط کے کیا جائے تو مکمل کتاب تیار ہو سکتی ہے۔اللہ عزوجل عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ طہ ویس۔

رشتے داری توڑنے کی مذمت:

قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں رشتہ داری توڑنے کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِۙ-اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (رعد: ۲۵)

ترجمۂ کنزُ العرفان: اور وہ جو اللہ کا عہد اسے پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جسے جوڑنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کیلئے لعنت ہی ہے اور اُن کیلئے برا گھر ہے۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس قوم میں رشتہ داری توڑنے والا ہوتا ہے اس پر رحمت نہیں اترتی۔(شعب الایمان، السادس والخمسون من شعب الایمان، ۶ / ۲۲۳، الحدیث: ۷۹۶۲)

اور حضرت ابو بکرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”جس گناہ کی سزا دنیا میں بھی جلد ہی دیدی جائے اور اس کے لئے آخرت میں بھی عذاب رہے وہ بغاوت اور قطع رحمی سے بڑھ کر نہیں۔(ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، ۵۷-باب، ۴ / ۲۲۹، الحدیث: ۲۵۱۹)

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ رشتے داری توڑنے سے بچے اور رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات جوڑ کر رکھنے کی بھرپور کوشش کرے۔

وَ اٰتُوا الْیَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ۪ وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤى اَمْوَالِكُمْؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا(۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور یتیموں کو ان کے مال دو اور ستھرے کے بدلے گندا نہ لو اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ بیشک یہ بڑا گناہ ہے۔

ترجمۂ کنزُ العرفان: اور یتیموں کو ان کے مال دیدو اور پاکیزہ مال کے بدلے گندا مال نہ لو اور ان کے مالوں کو اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ بیشک یہ بڑا گناہ ہے۔

سرکارِ ستھن شاہ عبداللطیف چشتی کی حیات

از: حافظ محمد دلشاد خان چشتی لطیفی
خانقاہ عالیہ لطیفیہ ستھن شریف ضلع امیٹھی یوپی

برصغیر میں دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں بزرگان دین، صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کا بڑا اہم رول رہا ہے ہر دور میں کچھ ایسی عظیم ہستیاں جلوہ گر ہوتی رہی ہیں، جنہوں نے شریعت وطریقت کی بیش بہا اور نمایاں خدمات انجام دیں۔ انہیں اللہ کے برگزیدہ بندوں میں ایک نام تاج الاولیاء، سراج الاصفیا، قطب الاقطاب، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، خواجہ نور محمد المعروف حضرت شاہ عبداللطیف چشتی ستھنوی علیہ الرحمہ کا ہے جن سے ایک عالم نے فیض حاصل کیا اور آج بھی ان سے فیض جاری وساری ہے۔

نسب ووطن:

آپ دہلی کے شاہی خاندان مغلیہ سلطنت کے آخری چشم وچراغ بہادر شاہ ظفر کے شہزادے تھے۔ لیکن آپ نے کبھی اپنے حسب ونسب کو کھلے لفظوں میں ظاہر نہ فرمایا کیوں کہ آپ جس منزل عشق کے مسافر تھے اس میں ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دین کی خدمات کے خاطر تخت وتاج اور عالیشان زندگی کو تبلیغ اسلام کی خاطر ترک کر دیا۔ اور پوری زندگی فقر ودرویشی میں گزار دی آپ ہندوستان کے مختلف خطوں میں دین وسنیت کی بے لوث خدمات انجام دیتے ہوئے "اودھ" کے علاقے میں تشریف لے آئے۔ ضلع بارہ بنکی کے مواضعات سے ہوتے ہوئے "ستھن شریف" تشریف لے آئے آپ کی آمد سے پہلے ستھن کے قرب وجوار کا دینی ماحول بہت ہی تاریک اور بڑا وحشت ناک تھا مسلمانوں کو صحیح طور سے کلمہ پڑھنے کا شعور تک نہ تھا ہندوؤں کی طرح چوٹی رکھتے، جینیوں پہنتے اور یاترا کرتے تھے۔ البتہ گاؤں میں ایک تکیہ دار اُن کی مذہبی ضروریات کو انجام دیتا۔ مسلمانوں کی یہ جہالت سے بھری ہوئی ناگفتہ بہ حالت دیکھ کر آپ نے ان میں تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا۔ ان کو کلمہ سکھایا، مشرکانہ رسموں سے نفرت دلائی، وضو وغسل کا صحیح طریقہ بتایا اور نماز، روزہ وغیرہ کے احکام ومسائل بتائے۔ اپنی قیام گاہ پر اکثر میلاد شریف کی محفلیں منعقد کر کے حاضرین کو بہترین انداز میں وعظ ونصیحت فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت شاہ عبداللطیف علیہ الرحمہ اپنے فطری حُسنِ اخلاق کے پیش نظر مریضوں کو دوا بتاتے جس کو ایک دو بار استعمال کرنے سے مکمل فائدہ ہو جاتا۔ اس کے ساتھ دعاؤں کا سلسلہ بھی جاری تھا غرض کہ آپ نے بگڑے ہوئے لوگوں کی اصلاح وتربیت کے لئے دوا اور دعا وغیرہ کا ہر وہ طریقہ اختیار فرمایا جو موجودہ حالات کے تحت نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا تھا، اس سلسلے میں آپ نے حسب ضرورت سخت تنبیہ اور زجر وتوبیخ سے بھی کام لیا۔

استقامت علی الدین

یہ وہ کٹھن منزل ہے، جو ہاتھوں میں چنگاری پکڑنے کے مانند ہے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے استقامت تصلب فی الدین میں حضرت شاہ عبداللطیف چشتی ستھنوی علیہ الرحمہ ممتاز نظر آتے ہیں۔ آپ نے ہندوستان کے کئی علاقوں میں دین اسلام کی بہت خدمتیں انجام دیں ہیں بالخصوص ستھن کے علاقہ میں جو گمراہیت وبے دینی کے گڑھے میں تقریبا غرقاب ہونے والے تھے اللہ کے عطا کردہ فضائل وکمالات سے اس مردِ حق آگاہ نے تنہا

صرف اپنی روحانیت سے اس علاقے میں وہ کمال پیدا کیا کہ آج ہر چہار جانب اس کا اثر مدرسوں اور مسجدوں کی شکل میں دیکھنے کو ملتا ہے۔شاہ صاحب نے خود کئی مساجد اور مدارس کی تعمیر کرائی اور اپنے مریدوں کو بھی اس کی طرف مائل کیا یہی وجہ ہے کہ آپ کے مریدوں نے بھی کئی مدارس تعمیر کئے اور اس کی نسبت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف کی، جن میں دنیائے اہل سنت کی عظیم درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ بھی شامل ہے جیسا کہ رئیس القلم علامہ یاسین اختر مصباحی دام ظلہ العالی جامعہ اشرفیہ کے تعارف میں لکھتے ہیں: ۱۳۲۹/۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء میں اہل سنت و جماعت نے مدرسہ مصباح العلوم کی نشاۃ ثانیہ کی تو بہادر شاہ ظفر کی اولاد میں ایک تارک الدنیا بزرگ حضرت شاہ عبد اللطیف چشتی (ستھن شریف ضلع سلطان پور، موجودہ ضلع امیٹھی یوپی) کے ایک مرید مولانا محمد عمر لطیفی مبارک پوری، اور شیخ المشائخ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی (م ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء) کے مریدین کی خواہش کے مطابق اس کا نام "مدرسہ لطیفیہ اشرفیہ مصباح العلوم" تجویز کیا۔ یہ مدرسہ محدود پیمانے پر روایتی انداز سے موجودہ نگر پالیکا کے قریب ایک چھوٹی سی دو منزلہ عمارت میں کام کرتا رہا۔اس کے بعد مدرسہ لطیفیہ اشرفیہ اپنی خانہ بدوشانہ زندگی گزارتے ہوئے ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء میں پرانی بستی میں اس جگہ قائم ہوا جسے عام طور پر لوگ پرانا مدرسہ کے نام سے جانتے ہیں۔ پھر خدا جانے کب اور کن وجوہ کے پیش نظر "لطیفیہ" کی نسبت کو خارج کر دیا اور مدرسہ کا نام "مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم" باقی رہ گیا۔اور براؤں شریف کا مرکزی ادارہ فیض الرسول کی بنیاد کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے ہوا یوں کہ حضور شعیب الاولیاء نے اپنے پیر و مرشد قطب الاقطاب حضرت شاہ عبد اللطیف ستھنوی اور حضور اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہما الرحمہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ دونوں حضرات تشریف فرما ہیں کچھ طلبہ پڑھنے کے لئے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں دونوں بزرگ ایک دوسرے کو اشارہ فرما رہے ہیں کہ آپ ان بچوں کو پڑھائیں" بیدار ہونے کے بعد حضرت نے اسے ان مقدس روحوں کی جانب سے اپنے لئے براؤں شریف میں ایک دینی مدرسہ کے قیام کا حکم سمجھا اور خواب کی جزئیات سمیٹ کر جب تعبیر بنی تو براؤں شریف کی اس آبادی میں جہاں مشکل سے چند آدمی قرآن شریف پڑھنے والے تھے، حیرت سے لوگ ایک ابتدائی دینی مدرسہ دیکھ رہے تھے جس کا نام حضرت نے فیض الرسول رکھا ابتدا میں مکتب کی شکل میں قائم ہونے والا یہ مدرسہ دیکھتے ہی دیکھتے چند برسوں میں دار العلوم بن گیا دور دراز سے طلبہ پہنچنے لگے اور آج اس کی مرکزیت کا یہ عالم ہے کہ درجنوں دار العلوم اس کی شاخ کی حیثیت سے بھارت کے مختلف حصوں میں دینی و علمی خدمت انجام دے رہے ہیں اور یہاں کے فارغین ملک و بیرون ملک دین حنیف کی مخلصانہ گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ بلا شبہ یہ قطب الاقطاب حضرت شاہ عبد اللطیف علیہ الرحمہ کا روحانی فیض ہی ہے کہ خواب میں تشریف لا کر اس عظیم الشان دار العلوم کے قیام کا اشارہ فرمایا۔

اتباع شریعت

شیخ المشائخ حضور شعیب لاولیاء حضرت شاہ یار علی علیہ الرحمہ بانی دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف" اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ہندو پاک کا سفر کیا، تین بار حج و زیارت سے مشرف ہوا، ہزاروں علما و صوفیا کی صحبت حاصل ہوئی مگر حضرت شاہ عبد اللطیف چشتی ستھنوی علیہ الرحمہ جیسا متبع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور پابند شریعت میں نے بہت ہی کم پایا ایک سو تیس سال (۱۳۰) کی عمر میں جبکہ حضرت مرض الموت میں مبتلا تھے ضعف و نقاہت اس درجہ تک پہنچ چکی تھی کی دوسرے کے سہارے پر بھی دو قدم چلنے سے معذور تھے مگر اس حالت میں بھی نماز با جماعت کے اس قدر پابند تھے کہ کبھی تکبیر اولی فوت نہ

ہوئی۔

کرامات

اولیاءاللہ کی کرامات حق ہیں ۔قرآن وحدیث سے ثابت ہیں، حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر اوران کی امت کے ولی حضرت آصف بن برخیا کی کرامت کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے کہ سینکڑوں میل دور سے بڑاوزنی تخت پلک جھپکنے سے پہلے لاکر پیش کر دیااوراسی طرح حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بے موسم پھلوں کاپایاجانے کاذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔

عقائد کی کتاب " شرح العقائد" جو ہر دینی مدرسہ میں پڑھائی جاتی ہے ۔اس میں ہے؛ کرامات الاولیاحق؛اولیاءاللہ کی کرامات حق ہے۔

ولی کے ہاتھ پر کرامت اللہ تعالی کی قدرت اوراس کے اذن سے ظاہر ہوتی ہے ۔علماءفرماتے ہیں امت کے اولیا کی کرامات درحقیقت حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے معجزات ہیں، اللہ تعالی حضورصلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے طفیل اولیااللہ کو کمالات وتصرفات عطافرماتا ہے ہم یہاں حضرت شاہ عبداللطیف چشتی ستھنوی علیہ الرحمہ کی ایک کرامت کاذکر کرتے ہے حضرت شاہ عبداللطیف چشتی ستھنوی علیہ الرحمہ باکرامت بزرگ تھے آپ سے سیکڑوں کرامتوں کاظہور ہوا آپ کی بے شمار کرامتوں میں سے ایک عظیم کرامت یہ ہے کہ شیخ المشائخ حضور شعیب لاولیاء حضرت شاہ یارعلی علیہ الرحمہ جب ایک بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تورخصت ہوتے وقت حضرت شاہ یار علی صاحب قبلہ کاہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکراس طرح ارشادفرمایا۔میاں نمازتو نماز ,جماعت تو جماعت تکبیراولی فوت نہ ہو۔اور یہی نماز اللہ تعالی سے ملادے گی۔

حضرت شاہ عبداللطیف چشتی ستھنوی علیہ الرحمہ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے یہ چند جملے حضرت شاہ یارعلی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے لئے پتھر کی لکیر بن گئے کہ اس واقعہ کو کم وبیش اڑتالیس ۴۸ سال گزر گئے تھے لیکن سفروحضر اور سخت سے سخت بیماری کی حالت میں بھی آپ کی نماز تو نماز جماعت توجماعت کبھی تکبیر اولی فوت نہ ہوئی۔

دل سے جوبات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے آپ ۳۳ بارحج وزیارت سے مشرف ہو,مختلف ممالک کا آپ نے دورہ کیااورخوب خدمت خلق فرمائی ہزاروں لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے کئی لوگوں کوخلافت سے بھی نوازاہے۔سفر آخرت: ایک دن ردولی شریف ضلع فیض آباد یوپی میں ملک محمدنظام الدین کے یہاں تشریف لے گئے اورسلام و دعاکے بعدفرمایا کہ میں تیرے یہاں مرنے کے لئے آیاہوں چنانچہ ایساہی ہوا۔

۹/ جمادی الاولی ۱۳۳۹ھ بمطابق ۱۹۲۰ءکو بارہ بجکر پچپن منٹ پر ردولی شریف میں ہی مالک حقیقی سے جاملے دوسرے دن ۲ بجکر ۳۰ منٹ یعنی ڈھائی بجے دن میں بمقام ستھن شریف ضلع امیٹھی یوپی میں تدفین عمل میں آئی آپ کی نماز جنازہ میں تقریبا تیس ہزارآدمی شریک تھے ستھن شریف میں آپ کامزار پاک مرجع خلائق اورمنبع فیض وبرکات ہے ۔آپ کے مرید مرحوم محمدعمر لطیفی صاحب نے قطعہ تاریخ کہا۔

مرشدکامل سراج العارفین مظہر شانِ خُداعبداللطیف بدھ کادن تھانو جمادی الاول۔

جب چھپی نظروں سے وہ ذات شریف یادرکھنے کے لیے سال وفات اے عمرلکھو تاریخ لطیف ۸،۹،۱۰ جمادی الاول کو ہرسال آپ کاعرس نہایت تزک واحتشام کے ساتھ آستانہ عالیہ سے متصل خانقاہ عالیہ لطیفیہ میں خادم وجانشین مولاناصوفی شفیق احمدخان چشتی لطیفی صاحب قبلہ خانقاہ عالیہ لطیفیہ کی جانب سے منایاجاتا ہے۔ ۱۰جمادی الاول کو دن میں 10 بجے سے لیکرظہر تک محفل میلاد کاپروگرام ہوتاہے اور بعدنمازظہر زیارت موئے مبارک (صلی اللہ علیہ وسلم) کرائی جاتی ہے جس میں ہندوستان کے مشہورومعروف علمائے کرام وشعرائے اسلام تشریف لاتے ہیں لہٰذا

آپ تمامی احباب اہلسنت سے گزارش ہیکہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت فرما کر محفل کو کامیاب بنائیں اور صاحب عرس کے فیضان سے مالامال ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت مصطفی ﷺ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اولیائے کرام سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جنت میں مجاہدین کے درجات اور مجاہدین کی بخشش:

احادیث میں مجاہدین کے جنتی درجات کے بارے میں تفصیل بیان کی گئی ہے، چنانچہ اس سے متعلق 3 احادیث درج ذیل ہیں:

(1)......حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سیدُ المرسلین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے جنت میں سو درجے مہیا فرمائے، ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہوگا جتنا آسمان وزمین کے درمیان ہے۔(بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب درجات المجاہدین فی سبیل اللہ۔۔۔الخ، ۲ / ۲۵۰، الحدیث: ۲۷۹۰)

(2)......حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا: ''اے ابوسعید! رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ، جو شخص اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد مصطفی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمکے نبی ہونے پر راضی ہوگیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ حضرت ابوسعید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُکو یہ بات اچھی لگی تو عرض کرنے لگے: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، اس بات کو دوبارہ ارشاد فرمائیں۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَنے دوبارہ اسی طرح فرمایا، پھر ارشاد فرمایا ''ایک بات اور بھی ہے جس کی وجہ سے بندے کے سو درجات بلند ہوتے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان زمین وآسمان جتنا فاصلہ ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، وہ درجہ کس چیز سے ملتا ہے؟ ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے۔(مسلم، کتاب الامارۃ، باب بیان ما اعدّ اللہ تعالٰی للمجاہد فی الجنۃ من الدرجات، ص ۱۰۴۵، الحدیث: ۱۱۶(۱۸۸۴))

(3)......حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے اور اس کا گھر سے نکلنا صرف اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے اور اس کے دین کی تصدیق کی خاطر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس بات کا ضامن ہو جاتا ہے کہ (اگر وہ شہید ہو گیا تو) اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اجر اور غنیمت کے ساتھ اس کو اس کے مَسکن میں واپس کر دے گا جہاں سے وہ روانہ ہوا تھا۔(مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجہاد والخروج فی سبیل اللہ، ص ۱۰۴۲، الحدیث: ۱۰۴(۱۸۷۶))

اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰىهُمُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ ظَالِمِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ قَالُوۡا فِيۡمَ كُنۡتُمۡ‌ؕ قَالُوۡا كُنَّا مُسۡتَضۡعَفِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ‌ؕ قَالُوۡۤا اَلَمۡ تَكُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِيۡهَا‌ؕ فَاُولٰٓـئِكَ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَـنَّمُ‌ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًاۙ (۹۷)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے او پر ظلم کرتے تھے ان سے فرشتے کہتے ہیں تم کاہے میں تھے کہتے ہیں ہم زمین میں کمزور تھے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے تو ایسوں کا ٹھکانا جہنم ہے اور بہت بری جگہ پلٹنے کی۔

ترجمۂ کنز العرفان: بیشک وہ لوگ جن کی جان فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں ان سے (فرشتے) کہتے ہیں: تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین میں کمزور تھے۔ تو فرشتے کہتے ہیں: کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ تو یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ کتنی بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

{ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ: اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے۔} یہ آیت اُن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے کلمہ اسلام تو زبان سے ادا کیا مگر جس زمانہ میں ہجرت فرض تھی اس وقت ہجرت نہ کی اور جب مشرکین جنگ بدر میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے گئے تو یہ لوگ ان کے ساتھ ہوئے اور کفار کے ساتھ ہی مارے بھی گئے۔(بخاری، کتاب التفسیر، باب انّ الذین توفّاہم الملائکۃ۔۔۔الخ، ۳ / ۲۰۹، الحدیث: ۴۵۹۶، سنن الکبری للبیہقی، کتاب السیر، باب فرض الہجرۃ، ۹ / ۲۲، الحدیث: ۱۷۷۴۹)

خلف اکبر صاحبزادہ یعقوب علی کی حیات وخدمات

از قلم: محمد سبطین رضا سبطین مرتضوی

مذہب و مسلک کی تحفیظ و صیانت کے لئے
ہر گھڑی دل سے فدا ہیں حضرت یعقوب علی

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کوئی انسان اگر اپنے قدم صراط مستقیم پر استوار رکھے، تو حصول ترقی میں چاہے روحانی ہو یا اخلاقی کرّ و بیان کو مات دیدے۔ ٹھیک یہی حال اس رجل عظیم کا ہے جس نے عقائد کا استحکام اور ان کی اشاعت، رسوم و بدعات کا استحصال، غلط افکار کے خلاف محاذ آرائی، باطل نظریات سے زور آزمائی، اعلائے کلمۃ الحق کی جد و جہد پر ہر ایک کی خیر خواہی، صلاح کی اذان، فلاح کی اقامت، اللہ اکبر کا نعرہ، باطل پر بھرپور چڑھائی، اگر بزم ہوئی تو یہ جاں فزا اصول چھوٹنے نہ دیا ادع إلى سبيل ربك بالحكمة و الموعظة الحسنة الآیۃ اگر رزم ہوا تو وجادلهم بالتی ہی أحسن ہی ان کا علم رہا، اور اسی پرچم کے جدال کے میدان کو فتح کیا، یہ ان کے اس فعل کا ثمرہ تھا کہ قول کبھی عمل کا مخالف نہ رہا، اور یہ سب کیوں نہ ہو جب "القهار الجبار" کا قول و عمل کے تضاد پہ فیصلہ بھی مرد حق کو اجتماعیت کی دعوت دیتا ہے و کبر مقتا عند اللہ أن تقولوا ما لا تفعلون ہاں! اسے مت بھولئے استغناء ان کا بہترین رفیق تھا، قناعت ان کا زیور، توکل ان کا ہتھیار، خودی اور خودداری ان کی شمشیر، اس سے میری مراد ایک روشن چراغ ہے جس کی روشنی ایک قلعہ ہے جس کی دیوار معارف ہیں یعنی جو دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف کو اپنے زاویۂ قلب و گوشۂ جگر سے منور کرنے میں اپنی دیرینہ آرزو کی تکمیل میں کوشاں رہا، تشنگان علوم دین کی آماجگاہ بن کر قرآن وحدیث کی تعلیمات کو فروغ دینے والی وہ عظیم المرتبت، مکارم اخلاق کی پیکر، زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، خلف اکبر مولانا صوفی یعقوب علی علوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ مبارکہ ہے۔

ولادت مبارکہ

آپ کی ولادت مبارکہ ۱۹۱۴ء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نسل کے ایک چشم و چراغ صاحب رشد و ہدایت، جامع فضیلت و مشخیت، مرجع حاملان شریعت و سالکان طریقت، زین العرفا، صاحب بذل وسخا، عارف باللہ، ولی کامل، شیخ المشائخ حضور شعیب الاولیا الشاہ محمد یار علی القدرضی اللہ المولیٰ عنہ کے گھر براؤں شریف میں ہوئی۔

شجرۂ نسب

خلف اکبر صوفی محمد یعقوب علی بن حضور شعیب الاولیا محمد یار علی بن فجر علی بن خورشید علی بن خان محمد، بن عبد المنان، بن عبد الرحمن، بن خدا بخش، بن سالار بخش، بن محمد علی، بن ہدایت علی، بن جان محمد، بن تاج محمد غازی، بن محمد داؤد، بن محمد قاسم، بن سالار محمد تاج، بن سالار محمد، بن سالار سیف الدین سرخرو، بن عطاء اللہ غازی، بن طاہر غازی، بن طیب غازی، بن اشرف غازی، بن عمر غازی، بن ملک آصف غازی، بن شاہ بطل غازی، بن عبد المنان غازی عرف فرید الدین بن محمد بن حنفیہ بن سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

تحصیل علم

آپ نے مکمل تعلیم اپنے والد ماجد حضور شعیب الاولیا سے حاصل

کی،والد ماجد کی نگاہ لطف و کرم اور صحبت تقدس مآب نے آپ کو ذرے سے آفتاب اور خانوادۂ یارعلویہ کا چمکتا دمکتا ماہتاب بنادیا۔

اولاد وامجاد

آپ کہ کل سات (۷) اولادیں ہوئیں، جن میں چار صاجزادگان (۱) صاجزادہ الحاج صوفی محمد یوسف علوی صاحب قبلہ (۲) صاجزادہ حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ محمد یونس علوی قادری اشرفی علیہ الرحمہ (۳) صاجزادہ علی مرتضیٰ علوی (٤) صاجزادہ علی احمد علوی، اور تین صاجزادیاں ہیں۔

دینی خدمات

آپ کے والد گرامی حضور شعیب الاولیا مولانا الشاہ محمد یار علی علوی لقدرضی المولیٰ عنہ کو علوم دین نبوی کی ترویج واشاعت سے بڑی رغبت و دلچسپی تھی، اور علما و فضلا سے انتہائی درجہ محبت و عقیدت بھی، اسی کے منظور خاطر حضور شعیب الاولیا نے اپنی خانقاہ میں دارالعلوم اہل سنت فیض الرسول کی بنیاد ڈالی۔

ادارہ کی تعمیری و تعلیمی شروعات مکتب کی شکل میں ہوئی، جس میں خلف اکبر حضرت صوفی یعقوب علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلیدی کردار ادا کیا، تعلیم و تعمیر کو معیاری بنانے کے لئے اپنے شب و روز کو ادارہ کے حوالے کردیا، شروع شروع میں مکتب کے بچوں کو خود ہی درس دیتے، گاؤں اور اطراف کے لوگوں کے پاس جا کر تعلیم کی اہمیت و افادیت اجاگر کرتے، ادارہ فیض الرسول کے اغراض و مقاصد سے روشناس کراتے، مدارس کی ضرورت کیوں ہے یہ سمجھانے کی کوشش کرتے۔

الغرض ادارہ فیض الرسول جب تک مکتب سے دارالعلوم میں تبدیل نہیں ہوگیا آپ لمحہ بھر کے لئے چین وسکون کی سانس نہیں لیے۔

آپ پوری زندگی حضور شعیب الاولیا کے نقش قدم پر چلتے رہے، آپ ہر قدم علم دوستی کا ثبوت دیئے، علما، فضلا کی محبت و عقیدت کی شمع قلب و جگر میں فروزاں رکھے، خانقاہ اور ادارہ کے نفع و نقصان کا ہر لمحہ خیال رکھے، والدین کریمین کی فرمانبرداری کو مقدم رکھے، جب تک بقید حیات رہے مذہب و ملت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمات انجام دینے میں تساہلی نہیں برتے، دارالعلوم فیض الرسول کی عروج وارتقاء کے لئے ہر وقت قربانی پیش کرتے رہے، کبھی ذرہ بھر پیچھے نہیں ہٹے۔

وصال

عالم اسلام کا یہ عظیم علمی اور روحانی رہنما ایک عالم کو روتا بلکتا چھوڑ کر ۲۷ جمادی الآخر مطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۸۹ء کو جمعرات کا دن گزار کر شام ۷ بجکر ٥ منٹ پر اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گیا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ عالم اسلام نے آپ کو کھو کر دین کے ایک مخلص داعی، ملت کے بے لوث خادم، ایک عارف باللہ، ایک دوربیں مربی، ایک رہبر فرزانہ کو کھو دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

جانے والے تیری مقدس روح کو سلام
تیری قربانی کو سلام تیری عظمت کو سلام

(صوفی محمد یعقوب علیہ الرحمہ ایک تعارف)

فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ (ولادت 1353 / 1933 وفات 1423 / 2001) کی ذات کوئی تعارف کی محتاج نہیں۔آپ علیہ الرحمہ حق گو بے باک نڈر علم وفضل، زہد وتقوی کے خوگر، عالم ربانی تھے قوم کا درد اور قوم کے لیے کچھ کر گزرنے کا جذبہ صادقہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا جس کا اندازہ آپ کے حیات ظاہری کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ درس وتدریس کے بے تاج بادشاہ تھے تو فقہ وافتا کے شہسوار بھی، امامت وخطابت کے خوشہ چیں تھے تو مصلح وقت بھی، سب سے عظیم خوبی یہ بھی کہ آپ کثیر التصانیف جامع شخصیت کے مالک تھے ۔آپ کی حیات کے ان گنت پہلو جگ ظاہر ہے فی الوقت آپ کی تصنیف وتالیف پر چند سطور حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں اور دعاؤں سے نوازے۔

فتاویٰ نویسی:

فقیہ ملت علیہ الرحمہ نے فتویٰ نویسی کا آغاز ۲۴/ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ دے کر فرمایا اور ۲۰/ سال تک فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دی اور ہزاروں فتاوے تحریر فرمائے آپ کے فتاوے کے درج ذیل مجموعے تقریباً دو ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل شائع ہو چکے ہیں اور اہل علم کے مطالعہ کی زینت ہیں۔فتاویٰ فیض الرسول دو جلد فتاویٰ فقیہ ملت دو جلد۔

گلدستہ مثنوی: مولانا روم علیہ الرحمہ کی شہرہ آفاق تصنیف مثنوی شریف کا ترجمہ اور مختصر تشریح کر کے عوام وخواص کے لے پند ونصائح کا مجموعہ بنام گلدستہ مثنوی کے نام سے آپ نے تالیف فرمائی۔

معارف القرآن: چند ضروری موضوعات جیسے حمد الٰہی، عظمت مصطفے ﷺ، شان مومن وغیرہ مضامین پر مشتمل چند آیات قرآنیہ کا خلاصہ معتبر ومعروف تفاسیر کی روشنی میں تحریر فرمایا تا کہ عام قاری بھی استفادہ کر کے اپنے ایمان وعمل میں پختگی پیدا کریں۔

انوار شریعت: مذکورہ کتاب اسم با مسمّٰی ہے شریعت کے ضروری اور کثرت سے پیش آنے والے ضروری مسائل نہایت سادہ اور عام فہم اور سوال وجواب کے انداز میں ترتیب فرمایا۔عقائد وایمان، نماز، روزہ، حج وزکوۃ سے میراث تک مسائل بیان کئے گئے ہیں۔انوار شریعت سیکڑوں مدارس میں شامل نصاب ہے۔

حج وزیارت: حج بیت اللہ وزیارت حبیب کونین ﷺ کے ضروری مسائل کو آسان، عام فہم انداز میں تحریر فرمایا ہے ہر حاجی و معتمر کے لیے یہ مفید ہے۔

محققانہ فیصلہ: آٹھ اہم مسائل جیسے بدعت کی قسمیں، بدعت کا رواج، صلاۃ وسلام وغیرہ پر قرآن وحدیث، اقوال سلف صالحین کی روشنی میں تحریر کردہ کتاب ہے۔

باغ فدک اور حدیث قرطاس: اس کتاب میں باغ فدک کے بارے

میں غلط فہمی اور اعتراض کا شافی، مدلل جواب تحریر فرمایا ہے۔

ضروری مسائل: آٹھ اہم مسائل جیسے روزہ میں انجکشن کا مسئلہ، نماز میں لاؤڈ سپیکر کا مسئلہ، قبر کو سجدے کا مسئلہ وغیرہ پر مدلل و مفصل نیز عام فہم انداز میں تحریر فرمایا۔

نورانی تعلیم: قاعدہ سمیت چھ حصے پر مشتمل ہے جس میں الف با سے لیکر عقائد و عبادات نماز روزہ حج زکوٰۃ رہن سہن وغیرہ پر زندگی کے ضروری مسائل کو نہایت سادہ انداز میں تحریر فرمایا یہ کتاب ابتدائی تعلیم کے لیے ہے اور اکثر مدارس میں شامل نصاب ہے۔

انوار الحدیث: احادیث کریمہ کی روشنی میں مسلمانوں کو اپنے معاملات حل کرنے کے لیے تقریبا ۵۰۰ سے زائد احادیث کو آسان ترجمہ ومختصر تشریح اور حدیث سے ماخوذ چند ضروری مسائل کو آسان انداز میں تحریر فرمایا۔ اس کتاب میں ایمان سے لیکر میراث تک کے ضروری مسائل کو بیان فرمایا ہے۔ یہ کتاب بھی عوام وخواص سب کے لے یکساں مفید ہے۔

عجائب الفقہ: یہ کتاب خاص کر طلبہ کو علم فقہ سے دلچسپی بڑھانے اور مطالعہ کا شوق پیدا کرنے کے لے سوال و جواب کے انداز میں تحریر کی گئی ہے۔ اس کو پڑھنے کے بعد طلبہ تو طلبہ علماء بھی حیران رہ جاتے ہیں جب جواب بڑھتے ہیں تو سوال کا حل مل جانے پر عجیب خوشی کی کیفیت حاصل ہوتی ہے۔

خطبات محرم: آپ کی یہ کتاب محرم الحرام کے موضوعات پر مشتمل ہے جس میں آپ نے ۱۲ خطبات تحریر فرمایا اور تاریخی مستند واقعات وحکایات کو ہی رقم فرمایا نیز ماہ محرم الحرام کے ان گنت غلطیوں کی اصلاح اور اعتراض کا دندان شکن جواب بھی رقم فرمایا ہے۔

جامع الشواہد فی اخراج الواہابین عن المساجد: اس کتاب کے مصنف حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ ہے فقیہ ملت علیہ الرحمہ نے اسے مرتب کر کے شائع فرمایا۔ اس کتاب میں وہابیوں کو مساجد سے نکالنے کے متعلق بحث کی گئی ہے۔

اوجھڑی کا مسئلہ: عام طور سے مسلمانوں میں اوجھڑی کثرت سے کھاتے ہیں اوجھڑی کا مسئلہ لکھ کر آپ نے حقیقت حال سے واقف کرایا اور مسلمانوں کی شرعی رہنمائی فرمائی۔ ایمان افروز فتاوے: اس کتاب میں بھی اہم مسائل کو سادہ لب ولہجہ میں تحریر فرمایا، اور مختصر الفاظ میں مافی الضمیر کو ادا کیا گیا۔

بدمذہبوں سے رشتے: اس کتاب میں بدمذہبوں سے رشتے کا شرعی نقصان اور بدمذہبوں سے رشتے کی شرعی حیثیت کو اجاگر کیا گیا ہے تاکہ عام انسان بھی بدمذہبوں کے جال میں نہ پھنس سکے۔

غیر مقلدوں کے فریب: اہل حدیث کے غلط عقائد و باطل نظریات کو بیان کیا گیا ہے تاکہ عام سنی مسلمان غیر مقلدین سے اپنے ایمان کو محفوظ رکھ سکے اور ان کی مکاری کا پردہ فاش کیا گیا ہے۔

سید الاولیا: سید الاولیاء سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ کی سوانح حیات پر مشتمل ہے جس سے سید الاولیاء کی شان آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہوجاتی ہے۔

تعظیم نبی: ایک مومن کا کل سرمایہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔عام مسلمانوں کو تعظیم نبی کی اہمیت وافادیت سے روشناس کرانے کے لے اور فرقہاے باطلہ کی گستاخیوں سے اپنے ایمان وعقائد کو محفوظ رکھنے کے لئے اس کتاب کو آسان انداز میں تحریر فرمایا ہے، اور بتادیا کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ایمان کی جان ہے۔

علم اور علما: علم اور علما کی شان وعظمت کو قرآن وحدیث اور اقوال سلف صالحین کی روشنی میں بتایا گیا ہے تاکہ مسلمان علم کو سمجھے سیکھے اور علماء کی کما حقہ تعظیم کرے۔

احکام نیت: نیت کے احکام کو آسان انداز میں تحریر فرمایا گیا ہے کہ عام انسان بھی نیت کے مسائل با آسانی سمجھ لے۔ بزرگوں کے

عقیدے: مسلمانوں کو اپنے بزرگوں سے دور کرنے کے لے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جارہا ہے اس کتاب کے ذریعے فقیہ ملت علیہ الرحمہ نے اپنے بزرگوں کے عقائد کو بیان فرمایا تاکہ عام مسلمان کسی بھی بزرگ سے دور نہ ہو ورنہ اپنا ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

مکتوبات فقیہ ملت: یہ آپ کی مستقل تصنیف نہیں ہے بلکہ آپ کے خطوط کا مجموعہ ہے جسے آپ نے حسب ضرورت معاصر علماء ودانشور کو خط لکھا ہے اس سے بھی آپ کی تحریری صلاحیت اور جذبہ دینی معلوم ہوتا ہے۔

حضرت کی حیات وخدمات پر مزید تفصیل کے لئے "انوار فقیہ ملت" کا مطالعہ کریں۔اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضور فقیہ ملت علیہ الرحمہ کی تمام خدمات کو قبول فرمائے اور ان کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور آپ کے نقش قدم پر چل کر دین وسنیت، مسلک اعلی حضرت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نیکی کا ارادہ کر کے نیکی کرنے سے عاجز ہو جانے والا اس نیکی کا ثواب پائے گا:

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو پورا کرنے سے عاجز ہو جائے وہ اس نیکی کا ثواب پائے گا۔حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے،نبیٔ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا"جس شخص نے نیکی کا ارادہ کیا اور نیکی نہیں کی تو اس کی ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور نیکی کر لی تو اس کے لئے دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور جس نے گناہ کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہیں کیا تو اس کا گناہ نہیں لکھا جاتا اور اگر وہ گناہ کرلے تو ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔(مسلم،کتاب الایمان،باب اذا ہمّ العبد بحسنۃ کتبت۔۔۔الخ،ص۷۹، الحدیث:۲۰۶(۱۳۰))

کن کاموں کے لئے وطن چھوڑنا ہجرت میں داخل ہے:

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے فرمان کا خلاصہ ہے کہ طلب عِلم،جہاد،حج وزیارت مدینہ،نیکی کے کام،زہدوقناعت اور رزقِ حلال کی طلب کے لیے ترکِ وطن کرنا خدا اور رسول کی طرف ہجرت ہے،اس راہ میں مرجانے والا اجر پائے گا۔حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے، تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:جسے علم حاصل کرتے ہوئے موت آگئی وہ اللہ تعالی سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے اور انبیاء کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے درمیان صرف درجۂ نبوت کا فرق ہوگا۔(معجم الاوسط،باب الیاء،من اسمہ یعقوب،۶ / ۴۷۵،الحدیث:۹۴۵۴)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے،سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:جو حج کے لئے نکلا اور مرگیا،قیامت تک اس کے لئے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے لئے نکلا اور مرگیا،اس کے لئے قیامت تک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا۔ (مسند ابو یعلی،مسند ابی ہریرۃ،۵/۴۴۱،الحدیث:۶۳۲۷)

وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ﳓ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْاؕ-اِنَّ الْكٰفِرِیْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا(۱۰۱)

ترجمۂ کنزالایمان:اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں گے بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

ترجمۂ کنزُالعِرفان:اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں ایذا دیں گے بیشک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

{وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ:اور جب تم زمین میں سفر کرو۔}اس آیت میں نماز کو قصر کرنے کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے یعنی سفر کی حالت میں ظہر،عصر اور عشاء میں چار فرضوں کی بجائے دو پڑھیں گے۔

خوشامدی کے نقصانات

مولانا خلیل احمد فیضانی

خوشامد پرست انسان ہر جگہ منہ کی کھاتا ہے۔حصول جاہ اور چند دن کی عشرت کے لیے اپنے آپ کو ذہنی غلام تک بناڈالتا ہے۔تملق بازی اور خوشامدی کے اثرات اور نقصانات کے جراثیم جب کسی میں جڑ پکڑ لیتے ہیں تو آسانی سے جگہ نہیں چھوڑتے۔ایسا شخص موقع بہ موقع خوار و متہم ہوتا رہتا ہے۔حضرت امام حسن عسکری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص کسی ایسے کی مدح کرے جو اس مدح کا مستحق نہ ہو تو اس نے اپنے آپ کو مقام تہمت پر کھڑا کر دیا-(نزھۃ الناظر و تنبیہ الخاطر،ص143) تَمَلُّق (چاپلوسی) کی تعریف:"اپنے سے بلند رتبہ شخصیت یا صاحب منصب کے سامنے محض مفاد حاصل کرنے کے لیے عاجزی و انکساری کرنا یا اپنے آپ کو نیچا دکھانا تملق یعنی چاپلوسی کہلاتا ہے۔"[1] (باطنی بیماریوں کی معلومات، صفحہ ۱۹۳، ۱۹۴) آیت مبارکہ: اللہ عَزَّ وَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:(وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِۙ-قَالُوۡۤا اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ(۱۱))(پ۱، البقرۃ:۱۱) ترجمۂ کنز الایمان:"

اور جو اُن سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں۔"

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی "خزائن العرفان" میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:" کُفّار سے میل جول، ان کی خاطر دین میں مُداہنت اور اہلِ باطل کے ساتھ تَمَلُّق و چاپلوسی اور ان کی خوشی کے لئے صُلحِ کُل بن جانا اور اظہارِ حق سے باز رہنا شانِ منافق اور حرام ہے، اسی کو منافقین کا فساد فرمایا گیا۔آج کل بہت لوگوں نے یہ شیوہ کرلیا ہے کہ جس جلسہ میں گئے ویسے ہی ہو گئے، اسلام میں اس کی ممانعت ہے ظاہر و باطن کا یکساں نہ ہونا بڑا عیب ہے۔"(باطنی بیماریوں کی معلومات، صفحہ ۱۹۴) چاپلوسی کے نقصانات: حدیث مبارکہ میں ہے کہ چاپلوسی کے سبب غیرت اور دین جاتا رہا چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"جس نے کسی غنی (یعنی مالدار) کے لیے عاجزی اختیار کی اور اپنے آپ کو اس کی تعظیم اور مال و دولت کی لالچ کے لیے بچھا دیا تو ایسے شخص کی غیرت کے تین حصے اور اس کے دین کا ایک حصہ جاتا رہا۔

"[2] (باطنی بیماریوں کی معلومات، صفحہ ۱۹۴، ۱۹۵) تملق (چاپلوسی) کے بارے میں تنبیہ: چاپلوسی اور خوشامد کرنا ایک مذموم، مہلک اور غیر اخلاقی فعل ہے، بسا اوقات چاپلوسی اور خوشامد ہلاکت میں ڈالنے والے دیگر کئی گناہوں جیسے جھوٹ، غیبت، چغلی، بدگمانی وغیرہ میں مبتلا کر دیتی ہے جو حرام اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔البتہ علم دین حاصل کرنے کیلئے اگر خوشامد کی ضرورت پیش آئے تو طالب علم کو چاہیے کہ اپنے استاد اور طالب علم اسلامی بھائیوں کی خوشامد کرے تاکہ ان سے علمی طور پر مستفید ہوا جاسکے۔ایسی خوشامد اور چاپلوسی شرع میں ممنوع نہیں۔ چنانچہ اللہ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:"خوشامد کرنا مؤمن کے اخلاق میں سے نہیں ہے مگر علم

حاصل کرنے کے لئے خوشامد کرسکتا ہے۔“

[3](باطنی بیماریوں کی معلومات،صفحہ ۱۹۵)

تملق (چاپلوسی) کے اسباب وعلاج:

(1)......جب انسان کی طبیعت آرام پسند ہوجائے اور محنت کی عادت یکسر ختم ہوجائے تو بندہ اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لیے چاپلوسی کی سیڑھی استعمال کرتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ خود کو محنت کا عادی بنائے تاکہ چاپلوسی کے بجائے اس کی محنت کو کامیابی کی سند سمجھا جائے۔

(2)......تملق کا ایک سبب شہرت کی طلب ہے لہٰذا بندہ طلب شہرت کے نقصانات کو اپنے پیش نظر رکھے۔

(3)......بعض افراد کی طبیعت فسادی ہوتی ہے،لہٰذا وہ اپنی طبیعت کے ہاتھوں مجبور ہو کر تملق کی راہ اختیار کرتے ہیں اور جب ان کے اس برے فعل کی نشاندہی کی جائے تو اسے یہ لوگ اصلاح کا نام دیتے ہیں۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس طرح اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے یہ سوال کرے:”اللہ عَزَّ وَجَلَّ شر وفساد پھیلانے والے کو سخت ناپسند کرتا ہے کہیں اپنی اس شر انگیزی اور فسادی طبیعت کے سبب میں رحمت الٰہی سے محروم نہ کردیا جاؤں؟

“(4)......بعض افراد اپنی ترقی کے لیے دیگر افراد کو دوسروں کی نظروں میں نیچے گرانا لازمی سمجھتے ہیں اور اس کے لیے چغل خوری کی راہ اختیار کرتے ہیں لہٰذا چغل خوری کی عادت تملق کا بہت بڑا سبب ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ چغل خوری کے دنیوی اور اُخروی نقصانات اپنے پیش نظر رکھے۔

(5)......دوسروں کو اذیت دینے اور نقصان پہنچانے کی غرض سے تملق کا حربہ استعمال کیا جاتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی ذات میں خیر خواہی کا جذبہ پیدا کرے اور آخرت کے مواخذے کو اپنے پیش نظر رکھے۔

(6)......بعض افراد تملق کو ذاتی خامیوں کے لیے پردہ سمجھتے ہیں اور اپنی خامیوں کو دور کرنے کے بجائے تملق میں ہی اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی ذاتی خامیوں کو دور کرنے کے لیے دیانت دارانہ کوشش کرے اور اپنی عزت نفس کو مجروح ہونے سے بچائے۔

(7)......بعض افراد بغض وکینہ کے سبب کسی کو بھی نقصان پہنچانا چاہتے ہیں تو اُس کی چاپلوسی شروع کردیتے ہیں تاکہ اس جال میں پھنس کر وہ شخص خود پسندی وغیرہ جیسی آفات میں مبتلا ہوجائے اور کبھی ترقی نہ کرسکے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے سینے کو مسلمانوں کے کینہ سے پاک کرے،احترام مسلم کا جذبہ بیدار کرے اور مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے درست اور مفید مشورہ دے۔

(8)......بعض اوقات صاحب منصب حضرات کی ہم نشینی بھی اس مہلک مرض میں مبتلا کردیتی ہے،اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ بقدر ضرورت ہی صاحب منصب افراد سے تعلق رکھے اور بے جا ملاقات سے پرہیز کرے۔(باطنی بیماریوں کی معلومات،صفحہ ۱۹۷،۱۹۸)

[1]۔۔۔بریقۃ محمودیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ،الثانی عشر من آفات القلب۔۔الخ،فی بحث التواضع والتملق،ج ۲ص ۲۳۵۔

[2]۔۔۔شعب الایمان،باب فی حسن الخلق،ج ۶ص ۲۹۸،حدیث: ۸۲۳۲۔

[3]۔۔۔شعب الایمان،باب فی حفظ اللسان،ج ۴ص ۲۲۴، حدیث:۴۸۶۳۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

از: محمد نعیم امجدی اسمٰعیلی بہرائچ شریف
نائب ایڈیٹر سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف

قرآن عظیم، فرقانِ حمید میں ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِؕ (پارہ: 4، سورۂ آلِ عمران: 110)

ترجمہ: تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (کنزالایمان)

تفسیر کبیر میں امام فَخرُ الدِّین رازی رَحمَۃُ اللہِ عَلَیہ فرماتے ہیں: آیتِ کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ اے مسلمانو! لَوحِ مَحْفُوظ میں تمہارا یہی وَصف لکھا ہے کہ تم سب سے بہتر اور سب سے اَفْضَل اُمّت ہو، تمہارے لائق یہی ہے کہ تم اس منصب کی حفاظت کرو! یعنی ہمیشہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع و فرمانبردار رہو۔ اس آیتِ کریمہ میں ربِّ کائنات نے اُمّتِ مسلمہ کے 4 اعلیٰ اَوصاف بیان فرمائے ہیں اور یہ 4 اَوْصَاف اَصل میں اُمَّتِ مسلمہ کی 4 ذِمَّہ داریاں بلکہ مقصدِ زندگی (Purpose of Life) ہیں: (1) تم خیر الامم ہو (2) نیکی کی دعوت دینا (3) بُرائی سے منع کرنا۔ (4) اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان رکھنا۔ ایک مسلمان کی اَوَّلین ذِمَّہ داری ہے کہ مسلمان ہمیشہ خَیرُ الاُمَم یعنی بہترین اُمّت بن کر رہے۔ یقیناً جو بہتر ہوتا ہے، وہ آئیڈیل (Ideal) بھی ہوتا ہے اور جو آئیڈیل ہوتا ہے، وہ دوسروں کی نقل نہیں کرتا، دوسرے اُس کے پیچھے چلتے ہیں، ہم نے دوسری قوموں کو اپنا آئیڈیل بنالیا، ہونا تو یہ تھا کہ قومیں ہماری نقل کرتیں مگر ہم نَقّال بن گئے، ہم دوسروں کی نقل کرنے لگے، چال ڈھال میں کافروں کی نقل، تعلیم میں کافروں کی نقل، اُصول و قوانین میں کافروں کی نقل، حتیٰ کہ جوتے کپڑے خریدنے اور کھانے پینے میں بھی غیر قوموں کی نقل کی جاتی ہے، صَد اَفْسوس! آج مسلمان قرآن نہیں سیکھتے، کافروں کے فلسفے سیکھ لیتے ہیں، اپنے آقا و مولا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کی سیرت کو نہیں دیکھتے، کافروں کے انداز اپناتے ہیں۔ یاد رہے اسلام ہمیں صلاح و تقویٰ اختیار کرنے خشیت الٰہی اور عشق رسالت صلیٰ اللہ علیہ وسلم سے دلوں کو مزین کرنے کا شعور عطا کرتا ہے لیکن فیشن پرستی کے ہاتھوں ہم اتنے مجبور ہو چکے ہیں کہ ہر چمکتی چیز کو سونا سمجھ کر اٹھا لیتے ہیں مگر اس کی حقیقت سَراب سے زیادہ نہیں ہوتی

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پر تھے
روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور ہمیں

ناچ گانے، ڈھول باجے تاشے، آتش بازی پٹاخے اور اس طرح کی بے ہودہ حرکتیں کل بھی حرام تھیں اور آج بھی اور ہمیشہ رہیں گی مگر افسوس شادی بیاہ ہو یا اور کوئی بھی تقریب بغیر اس کے ہماری محفل بے کیف اور بے سرور اور بے رونق نظر آتی ہیں۔ معاذ اللہ! یہ اہل ہنود کے ساتھ خلط ملط کا نتیجہ ہے کہ مسلمان بھی یورپین تہذیب کے رنگ میں رنگ گئے اور اسلامی طرز عمل کو یکسر بھول گئے مسلمانوں میں دن بدن بدکاریوں کا سیلاب بڑھتا ہی جا رہا ہے وہ صرف اس لیے کہ بے پردگی بد نظری اور نامحرم عورتوں کے ساتھ تخلیہ ان سے ہنسی مذاق کرنا دل لگی کی باتیں کرنا گفٹ دینا گندی تصویریں دیکھنا ڈانس پارٹی میں شریک ہونا فحش

گانے سننا عریاں لباس پہننا مسلمانوں میں بھی عام سے عام تر ہوتا جارہا ہے ظلم و زیادتی کا بازار گرم ہے دوسروں کی زمین ہڑپ کر اپنی ملکیت تصور کیا جارہا ہے۔مسلمانو! اگر تم نے اپنے حالات نہ بدلے اپنی طرز زندگی نہ بدلی تو دنیا وآخرت میں ذلیل وخوار ہو جاؤ گے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

شری رام" کا جھوٹا نعرہ لگا کر مسلمانوں کو اجاڑنے کی کوشش کی آج تم انہیں غلاظت کے لوتھڑوں کے ساتھ مل کر خوشیاں بانٹ رہے ہو، ان کی بیٹیوں کے ساتھ محبت کر رہے ہو، انہیں کی پیروی کر رہے ہو اور انہیں کو اپنا آئیڈیل بنا کر پیش کر رہے ہو تمہارا نام ونشان تک مٹا دیا جائے گا۔وہ دن آنے سے پہلے اپنا محاسبہ کر لیجئے! ورنہ کہتے پھرو گے

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

آج قوم مسلم عقل سے اتنی پیدل ہو چکی ہے کہ جو لوگ ان کا جنازہ نکال رہے ہیں ان کے گھروں کو ویران کر رہے ہیں، انہیں ملک بدر کرنے کی تیاری میں ہیں، انہیں دہشت گرد ثابت کرنے کے درپے ہیں، انہیں بدبختوں کے ساتھ دوستانہ نبھا رہی ہے ان کے مذہبی تہواروں میں شامل ہو رہی ہے ان کی وضع قطع اپنائی جارہی ہے کیا انہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا فرمان یاد نہیں حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "مَنۡ تَشَبَّهَ بِقَوۡمٍ فَهُوَ مِنۡهُمۡ" "خالفوا المشركين" "مَن كثَّرَ سوادَ قومٍ فهوَ منهم ومن رضىَ عملَ قومٍ كانَ شريكَ من عملَ بِهِ"۔
اے مسلمانو! کیا تم اتنے بے غیرت اور بے شرم ہو کہ جن لوگوں نے تمہارے گھروں کو اجاڑ دیا، جن لوگوں نے تمہارے بھائیوں کے خون سے ہولی کھیلی، جن لوگوں نے تمہاری دکانوں میں آگ لگا دی، جن لوگوں نے تمہاری بہن بیٹیوں کی عفت وعصمت کو چاک کرنے کی ناپاک کوشش کی، جن لوگوں نے تمہارے معصوم بچوں کو نظر آتش کرنے کی کوشش کی یہاں تک کہ درندوں نے ایک ۸۵ سال کی بوڑھی ماں کو بھی نظر آتش کر دیا، جن لوگوں نے تمہاری مساجد کو بھی نہیں بخشا، جن لوگوں کے ہاتھ کلام اللہ کو بھی شہید کرنے سے نہیں کپکپائیں، جن لوگوں نے" جے

مسلم خواتین کا لباس نصرانیوں کی طرح تنگ وچست غیر مہذب ہوتا جارہا ہے مسلم مردوں کا اسلامی لباس اور داڑھی کے ذریعہ جو امتیاز تھا ختم ہوتا جارہا ہے وضع قطع سب غیروں کی اختیار کیا جارہا ہے، معاشرہ کے بھی حالات انتہائی ناگفتہ بہ ہیں فضول خرچی، غریبوں کا خون، امیروں کی چاپلوسی، بے حیائی بدکاری، شراب نوشی اور دیگر بدکاریوں کا بازار گرم ہے گویا کہ اکثر مسلمانوں کی طرز زندگی اور ان کا وضع قطع دیکھ کر مسلم اور غیر مسلم میں ظاہراً کوئی فرق نظر نہیں آتا ڈاکٹر اقبال نے شاید اسی منظر کی عکاسی کی ہے آپ فرماتے ہیں:

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

آج ضرورت ہے کہ ہم اور آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اقوال وفرامین وارشادات پر پورے طور پر عمل

کریں اور اپنی وضع قطع کو اسلامی بنائیں، خود بھی شریعت طیبہ طاہرہ پر عمل کریں اور دوسروں کو بھی عمل کرنے کی ترغیب دیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "كلّكم راعٍ وكلّكم مسؤولٌ عن رعيّته". (بخاری) تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب سے اپنے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ صرف اپنے اعمال وافعال کی فکر کافی نہیں بلکہ اہل خانہ، اہل محلہ اور اہل شہر کو نیکی کی راہ پر لانے کی بھی سعیِ تمام کی جائے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے: يا ايها الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (ترجمہ کنزالایمان) ضرورت ہے کہ اللہ رب العزت کے عذاب سے پناہ مانگی جائے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ کی جائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلامی طرز عمل اور وضع قطع اپنانے کی توفیق بخشے اور اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت عظمیٰ نصیب فرمائے ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔

آج بھی ہو جو ابراہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

کپڑا موڑ کر نماز پڑھنے کا مسئلہ

کف ثوب یعنی کپڑا موڑ کر نماز پڑھنا بنص حدیث منع ہے. حدیث شریف میں ہے: ''امرت ان لا اکف شعرا ولا ثوبا۔(صحیحین)'' مجھے حکم ہوا کہ بال اور کپڑے نہ سمیٹوں۔ اسی وجہ سے عامہ کتب فقہ میں کپڑا موڑ کر نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی قرار دیا گیا ہے۔ اس مسئلے کی اصل یہی حدیث ہے۔ خیال رہے کہ فقہا کے نزدیک وہ کف ثوب ممنوع ہے جو عادت کے خلاف ہو، جیسے پاجامہ یا پینٹ نیچے سے موڑ لینا جس سے بدوضعی وبدہیئتی ظاہر ہوتی ہو، مگر جن کپڑوں کو موڑ کر ہی پہننے کی عادت ہے، جیسے دو پلے والی ٹوپی، یا سردیوں میں پہنا جانے والا کنٹوپ، وہاں کف ثوب کا وہ معنی مراد نہ ہوگا جو ممنوع ومکروہ ہے، بلکہ یہ کف ثوب ہے ہی نہیں۔ بلفظ دیگر یہ سمجھنا چاہیے کہ ایسا کپڑا جسے پہن کر بڑوں کے سامنے یا مہمانوں کے سامنے جانا بے ادبی سمجھا جاتا ہو جیسے پائینچے یا آستین چڑھانا، یا کرتے کے سارے بٹن کھول دینا کہ سینہ نظر آئے یہ مکروہ ہے اور جن کپڑوں کو موڑ کر پہننا ہی معتاد ہو وہاں کف ثوب کا معنی ہی نہیں پایا جاتا، تو ایسے کپڑے پہن کر نماز پڑھنے میں اصلا کراہت بھی نہیں۔ جیسے کنٹوپ موڑ کر پہننا، کہ یہ امر نہ خلاف عادت ہے، نہ وضع فساق۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:'' کسی کپڑے کو ایسا'' خلاف عادت'' پہننا جسے مہذب آدمی مجمع یا بازار میں نہ کر سکے اور کرے تو بے ادب خفیف الحرکات سمجھا جائے یہ بھی مکروہ ہے''. (ج3،ص447)

صادق مصباحی

مطلقہ یا بیوہ سے نکاح کو معیوب سمجھنا معاشرے کا ایک بڑا فساد

مولانا احمد حسن سعدی امجدی
ریسرچ ایسوسی ایٹ۔ البرکات علی گڑھ

بدلتے حالات اور بدلتے زمانے نے ہمارے لئے ڈھیر ساری آسانیاں اور مختلف کاموں میں سہولتیں پیدا کی ہیں، گزشتہ زمانے کے مقابلے ہم مختلف جہتوں سے چین وسکون اور آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس دنیا کی رنگینیوں اور چکا چوند نے ہمیں اپنی سابقہ روایات کی پاسداری، معاشرتی حسن وخوبی، اور اسلامی تہذیب وتمدن سے یکسر غافل کر رکھا ہے اور ہم بھی اس ذلت آمیز اور فانی دنیا کو اپنی حقیقی اور دائمی دنیا سمجھ کر اس میں مدہوش سرگرداں ہیں، تقریبا ایک یا ڈیڑھ صدی قبل جب سے مغربی تہذیب نے ہمارے درمیان جگہ بنائی، تب سے ہم اسلامی کلچر اور اپنے معاشرے میں اچھائی اور بھلائی کے کاموں سے کوسوں دور ہوتے جا رہے ہیں۔

اس رنگین دنیا اور بدلتے زمانے میں جہاں ایک طرف بہت سے ایسے طور طریقے ہمارے درمیان رائج ہو چکے ہیں جنھیں کبھی اسلام میں غلط اور ناگوار تصور کیا جاتا تھا لیکن آج ان پر کثرت سے عمل کیا جاتا ہے اور ایسا کرنے کو قابل فخر سمجھا جاتا ہے، وہیں اس کے برعکس وہ کام جو معاشرے میں باہمی الفت ومحبت اور بھلائی کا ذریعہ ہوتے تھے، انہیں معیوب سمجھا جا رہا ہے، حتی کہ معاشرے میں اگر کوئی ایسا کام کرنے کی جسارت بھی کرے تو اسے حقارت آمیز نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے اور اس پر طعنہ زنی بھی کی جاتی ہے۔

دور حاضر میں معیوب سمجھے جانے والے کاموں میں ایک کام مطلقہ اور بیوہ سے نکاح کرنا ہے، اگر معاشرے کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس وقت ہمارے معاشرے میں ایسی بے شمار خواتین ہیں، کم عمری ہی میں کسی وجہ سے ان کی طلاق واقع ہو جاتی ہے یا پھر ان کے شوہر انہیں داغ مفارقت دے کر دنیائے بقا کی جانب چلے جاتے ہیں اور اس خاتون کے نام کے ساتھ بیوہ کا ٹائٹل لگ جاتا ہے۔

بلاشبہ ہمارے معاشرے میں ایسی بے شمار خواتین ہیں جو اس درد والم میں آبدیدہ ہو کر زندگی گزار رہی ہیں، ایسے بہت کم سسرال والے ہیں جو بیٹے کے انتقال کے بعد بہو کی کفالت کا ذمہ لیں، ورنہ اکثر تو لڑکیوں کو ایسی حالت میں ان کے پیدائشی گھر چھوڑ جاتے ہیں، بے چارے غریب والدین جنہوں نے نہ جانے کتنی صعوبتیں برداشت کر کے، نہ جانے کہاں کہاں سے انتظامات کر کے اپنی بیٹی کے ہاتھ پیلے کیے تھے لیکن صد افسوس!

کہ قسمت نے اس بیٹی کو پھر اسی جگہ لا کر کھڑا کر دیا، اور پاس پڑوس اور رشتہ داروں کی ستم گری یہ کہ اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کے بجائے اپنی چھوٹی بڑی محفلوں، چائے کی دکانوں، ہوٹلوں پر بیٹھ کر بوڑھے والدین کو ان کی مصیبت زدہ لاچار بیٹی پر عار دلاتے ہیں اور ان کے زخموں پر نمک چھڑکنے کا کام کرتے ہیں۔ کسی وجہ سے کسی خاتون کی اگر کم عمری میں طلاق ہو جائے یا اس کا شوہر انتقال کر جائے، تو کیا ایسی لڑکیوں کو معاشرے میں جینے کا کوئی حق نہیں؟

اس میں اس بے چاری خاتون کا کیا قصور؟ ایک شریف زادی کے لیے

طلاق یا کسی بیوہ کے لیے اس کی صعوبتیں اور زحمتیں ہی برداشت کرنا سر پر غموں کے پہاڑ ٹوٹنے سے کم نہیں ہے، دنیا میں اس کا ایک ایک منٹ ہزاروں سال کے برابر گزرتا ہے، وہ زندگی سے مکمل مایوس ہو جاتی ہے، اس کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے اور وہ خاتون گھٹ گھٹ کر اپنے آنسوؤں کو پی کر زندگی گزارتی ہے۔

لہذا ضروری ہے کہ اس کی مایوس زندگی میں ایک نئی امید پیدا کی جائے، اس کی تاریک زندگی میں خوشیاں لائی جائیں، اس کے غموں پر تسکین اور محبت کی چادر اوڑھائی جائے اور کوئی فرد بھلائی اور مواسات کی نیت سے آگے بڑھے اور شرعی طریقے سے اس خاتون کا ہاتھ تھام کر اسے نئی زندگی کی شروعات کا موقع فراہم کرے۔

مطلقہ اور بیوہ کی غمخواری اور از روئے احسان ان سے نکاح کرنا حضور پُر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی ثابت ہے، اور بزرگانِ دین کے اقوال سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ آج معاشرے میں مطلقہ یا بیوہ سے نکاح کو معیوب سمجھا جاتا ہے، لیکن جب ہم حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے کی طرف غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں یہ سب معیوب ہونا تو بہت دور بلکہ باعث اجر وثواب سمجھا جاتا تھا اور آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایسی عورتوں سے نکاح فرما کر قیامت تک کے لیے ان خواتین کے مقام ومرتبے کو بلند فرما دیا اور ان خوش بخت خواتین کو امہات المومنین سلام اللہ علیہن کے مقدس لقب سے سرفراز فرمایا۔ اور دنیا والوں کو یہ پیغام دیا کہ ایسی عورتوں سے نکاح کر کے ان کی زندگیاں آباد کرنا یہ معیوب نہیں بلکہ باعث اجر وثواب ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں گیارہ عورتوں سے نکاح فرمایا، جن میں صرف ایک خاتون کنواری اور بقیہ سب مطلقہ یا بیوہ تھیں، جن کا ذکر حدیث کی بے شمار کتابوں میں مذکور ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے نکاح فرمایا اور میرے علاوہ کسی کنواری سے نکاح نہیں فرمایا، (أخرجہ الطبرانی (۲۳/ ۳۰)) یعنی اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف ایک کنواری خاتون سے نکاح فرمایا اور وہ خاتون ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کے علاوہ بقیہ ازواج مطہرات میں بعض بیوہ تھیں اور بعض مطلقہ۔ ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح سے قبل ان کی دو شادیاں ہو چکی تھی، ابن اسحاق کے مطابق حضرت خدیجہ کا پہلا نکاح عتیق بن عابد سے ہوا اور ان کے انتقال کے بعد دوسرا نکاح ابو ہالۃ التمیمی سے ہوا اور ان دونوں کے ذریعے حضرت خدیجہ کے بطن سے اولاد بھی ہوئیں، ان کے وصال کے بعد پھر آقا علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت خدیجہ سے نکاح فرمایا اس وقت حضرت خدیجہ کی عمر شریف چالیس سال اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عمر شریف پچیس سال تھی۔ ام المومنین صفیہ بنت حُیَیْ بن اخطب رضی اللہ عنہا۔

ان کی پہلی شادی سلام بن منشور القرضی سے ہوئی، پھر سلام نے حضرت صفیہ کو طلاق دے دی، اور آپ کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں، جو جنگ خیبر میں قتل ہوا، حضرت صفیہ جنگ خیبر میں گرفتار ہو کر آئیں، پھر حضور ﷺ نے انھیں آزاد فرما کر ان سے نکاح فرمایا۔ تو اس طریقے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن مطلقہ یا بیوہ تھیں، اور حضور ﷺ نے از روئے احسان اور لطف ومہربانی کے طور پر ان سے نکاح فرمایا، بلاشبہ حضور ﷺ کے اس عمل میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہو سکتی ہیں، اس میں

کوئی شک نہیں لیکن سب سے واضح اور آشکار پہلو جو سمجھ میں آرہا ہے وہ یہ کہ حضور ﷺ اپنے اس عمل سے اپنی امت کو ایک درس دینا چاہتے تھے اور یہ بتانا چاہتے تھے کہ اگر کسی خاتون کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آجائے اور وہ مطلقہ یا بیوہ ہو جائے تو اسے منحوس سمجھ کر اس سے احتراز نہ کیا جائے، ان کو اسی حال پر نہ چھوڑ اجائے بلکہ ان کے ساتھ بھلائی کی جائے کیونکہ مذہب اسلام اخلاق و مروت کا درس دیتا ہے، اسلام ہمیشہ پریشان حال کی غمخواری اور بے سہاروں کے لیے سہارا بننے کا درس دیتا ہے، لہٰذا ایسے وقت میں اسلام اور انسانیت کا تقاضا یہی ہے کہ اس مجبور خاتون سے نکاح کیا جائے یا مناسب رشتہ دیکھ کر اس کا نکاح کرایا جائے۔

کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں سے نکاح فرمایا ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عمل گویا ہمارے لیے اب سنت بن چکا ہے اور ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان یہی ہوتی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت کو اپنے لیے باعثِ اجر وثواب سمجھ کر جہاں تک ہو سکے اس پر عمل پیرا ہو اور دنیا اور آخرت کے نعمتوں سے بہرہ ور ہو۔

اگر معاشرتی زاویہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ مطلقہ یا بیوہ خواتین سے پر امن اور پاک وصاف معاشرے میں کافی برائیاں پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے، الا ماشاء اللہ جن کو اللہ حیا کی توفیق دے اور پاکدامنی عطا فرمائے وہ برائیوں سے بچ جاتی ہیں، کیونکہ ایک نئی عمر کی خاتون طلاق شدہ یا بیوہ جو چند دنوں یا سالوں قبل اپنے شوہر کے ساتھ زندگی گزار رہی تھیں اب وہ تن تنہا ہے اور اللہ کا قرآن کہتا ہے کہ ترجمہ: ” بے شک شیطان آدمی کا کھلا ہوا دشمن ہے، (سورہ یوسف 12، آیت 5) تو کیا بعید ہے کہ شیطان اس خاتون کو اپنے مکر و فریب میں پھنسا کر اسے گناہ کی طرف آمادہ کر دے، تو یہ برائی جراثیم کی طرح ہمارے پورے معاشرے کو تباہی کے دہانے پر لے کر جا سکتی ہے اور ہمارا معاشرہ برباد ہو سکتا ہے۔ اہل خرد اس حوالے سے بخوبی واقف بھی ہوں گے۔

یا ممکن ہے کہ کوئی شہوت کا بھوکا اس بیچاری لاچار خاتون کو مال و دولت کا لالچ دے کر اس کی غریبی اور بے بسی کا فائدہ اٹھائے اور ناجائز طور پر اس کا جنسی استحصال شروع کر دے، جس سے معاشرے میں فساد پیدا ہوگا اور رفتہ رفتہ معاشرے کی رحمت و برکت کے زوال کا سبب ہوگا۔ لہٰذا ہمارے اور پورے معاشرے کے لیے ضروری ہے کہ اس حوالے سے سوچیں، غور و فکر کریں اور اللہ تعالی کے قرب کی حصول یابی اور سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کی نیت سے کسی بے سہارا خاتون کا سہارا بن کر اس کے لیے دو وقت کی روٹی اور جسم ڈھکنے کے لیے کپڑے کا اہتمام و انصرام کریں۔

کیونکہ جب اس کے دل سے دعائیں نکلیں گی تو اللہ عزوجل قادر مطلق ہے وہ اس کی ہر ہر سانس کے بدلے آپ کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھ دے گا۔

محمد احمد حسن سعدی امجدی۔ ریسرچ ایسوسی ایٹ۔
البرکات علی گڑھ۔ 8840061391

از: نبیرۂ شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء محمد ارشد علوی قادری چشتی
خانقاہ فیض الرسول یار علویہ براؤں شریف سدھارتھ نگر یوپی

سوال 1۔شوہر کے مرنے کے بعد بیوی کتنے مہینے تک عدت گزارے گی؟
جواب۔شوہر کے مرنے کے بعد بیوی چار مہینے دس دن تک عدت گزارے گی(سورۂ بقرہ 234)

سوال 2۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی کیا ہے؟
جواب۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی چابی نماز ہے اور نماز کی چابی طہارت (پاکی) ہے(مسند احمد بن حنبل ج 11 ح 14597)

سوال 3۔ام الکتاب کس سورہ کو کہا جاتا ہے؟ جواب۔سورہ فاتحہ کو ام الکتاب کہا جاتا ہے (کتاب التفسیر) سوال 4۔کس کیلئے جنت کا راستہ آسان کر دیا جاتا ہے؟
جواب۔علم حاصل کرنے والوں کیلئے جنت کا راستہ آسان کر دیا جاتا ہے (صحیح مسلم ج 6 ح 6853)

سوال 5۔کون سے ذکر کیلئے فرمایا گیا کہ وہ تمام مخلوق کی نماز ہے؟ جواب۔سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ تمام مخلوق کی نماز ہے(مسند احمد 8023)

سوال 6۔اللہ پاک کو کونسا کام سب سے زیادہ پسند ہے؟
جواب۔وقت پر نماز پڑھنا، والدین کے ساتھ حسن سلوک، اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے(صحیح بخاری ج 7، 5970)

سوال 7۔اللہ میاں کہنا شریعت میں کیسا ہے؟
جواب۔اللہ تعالیٰ کے ساتھ میاں کا لفظ بولنا ممنوع ہے اللہ عزوجل وغیرہ بولنا چاہیے(فتاویٰ رضویہ ج 14 ص 614)

سوال 8۔قرآن کی وہ کونسی سورت ہے جس میں دو مرتبہ بسم اللہ آئی ہے؟
جواب۔وہ سورہ نمل ہے جس میں دو مرتبہ بسم اللہ آئی ہے(سورۂ نمل آیت 30)

سوال 9۔یوم عاشورہ یعنی دس محرم کا روزہ کتنے دنوں کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے؟
جواب۔حدیث شریف کے مطابق ایک سال پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے(شارح جامع ترمذی ح 2683)

سوال 10۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس کیلئے فرمایا کہ وہ شہیدوں کے سردار ہیں؟
جواب۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ ہیں(السلسلۃ الصحیحۃ 3506)

سوال 11۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس کو اپنے دنیاوی پھول کہا؟
جواب۔حسن اور حسین میرے دو دنیاوی پھول ہیں (صحیح بخاری ج5، 3753)

سوال 12۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کے وقت حضرت ابرہیم علیہ السلام کی عمر کتنی تھی؟
جواب۔حضرت ابرہیم علیہ السلام کی عمر ننانوے سال کی تھی (جلالین ص 209)

سوال 13۔قرآن کی کس سورہ میں بسم اللہ نہیں ہے؟
جواب۔قرآن کی سورہ توبہ میں بسم اللہ نہیں ہے (تفسیر نعیمی)

سوال 14۔محرم الحرام کے مہینے میں نکاح کرنا کیسا ہے؟
جواب۔محرم کے مہینے میں بھی اور مہینوں کی طرح نکاح کرنا جائز ہے منع نہیں ہے (فتاویٰ رضویہ ج 11 ص 565)

سوال 15۔یوم عرفہ کس دن کو کہا جاتا ہے؟
جواب۔9 ذی الحجہ کو یوم عرفہ اور 10 ذی الحجہ کو یوم النہار یعنی قربانی کا دن کہا گیا (تفسیر نعیمی ج2 ص 296)

سوال 16۔قربانی کرنا کس نبی کی سنت ہے؟
جواب۔قربانی کرنا حضرت ابرہیم علیہ السلام کی سنت ہے (تفسیر نعیمی)

سوال 17۔حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر شریف کتنی تھی جس وقت آپ کی قربانی پیش کی گئی؟
جواب۔جس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کی گئی اس وقت آپ کی عمر شریف سات سال کی تھی (اسلامی حیرت انگیز معلومات ص 119)

سوال 18۔قرآن مجید میں بسم اللہ شریف کتنی مرتبہ آیا ہے؟
جواب۔قرآن مجید میں بسم اللہ شریف 114 مرتبہ آیا ہے (القرآن)

سوال 19۔حضرت ابرہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر کتنی مرتبہ چھوری چلائی؟
جواب۔حضرت ابرہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر 70 مرتبہ چھوری چلائی (اسلامی حیرت انگیز معلومات ص 120)

سوال 20۔قربانی کے جانور کی کھال کا پیسہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟
جواب۔قربانی کے جانور کی کھال کا پیسہ مسجد میں دینا جائز ہے اور ہر نیک کام میں لگا سکتے ہیں (فتاویٰ امجدیہ ص 316)

سوال 21۔عید الاضحی کا چاند دیکھنے کے بعد ناخن اور بال نہ کٹوانا کیا ہے؟
جواب۔جس کو قربانی کرنے کا ارادہ ہے تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ ناخن اور بال نہ کٹوائے (فتاویٰ رضویہ ج3 ص 430)

سوال 22۔قرآن پاک کی آخری آیت کونسی سورہ میں نازل ہوئی؟
جواب۔ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ثم توفی کل نفس ما کسبت و ھم لا یظلمون سورہ بقرہ آیت 281 (صاوی ج1)

سوال 23۔قربانی کرنے والے کو قربانی کے جانور کے ہر بال کے

بدلے کتنی نیکی ملتی ہے؟
جواب۔(حدیث) قربانی کرنے والے کو قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے (ترمذی ج 3 ص 162 ح 1498)

سوال 24۔حضرت آدم علیہ السلام دنیا میں تشریف لانے کے بعد کتنے دنوں تک بھوکے پیاسے رہے؟
جواب۔آپ دنیا میں چالیس روز تک بھوکے پیاسے رہے ایک روایت کے مطابق چالیس سال تک (معارج النبوۃ ص 47)

سوال 25۔حضرت آدم وحوا کی ملاقات کس مقدس ماہ میں ہوئی؟
جواب۔اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہونے کے بعد آپ دونوں کو ماہ ذی الحجہ میں ملایا (تفسیر نعیمی ج 2 ص 297)

سوال 26۔حضرت آدم وحوا جنت میں کتنی مدت تک رہے؟
جواب۔مختلف اقوال ہیں ایک روایت کے مطابق جنت میں آپ دونوں 100 سال تک رہے (ابن کثیر پارہ 1 رکوع 4)

سوال 27۔سب سے پہلے قرآن کی کونسی سورہ کی آیت نازل ہوئی؟
جواب۔سب سے پہلے جو آیت نازل ہوئی اقرا باسم ربک الذی خلق، سورہ علق (صاوی ج 1)

سوال 28۔حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے لئے کتنی جگہوں سے مٹی لی گئی تھی؟
جواب۔آپ کے جسم کو تیار کرنے کیلئے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے زمین کے چالیس جگہوں سے مٹی لی (معارج النبوۃ ج 1 ص 23)

سوال 29۔مکہ میں سب سے پہلے بلند آواز سے کلمہ کونسے صحابی نے پڑھا تھا؟
جواب۔مکہ میں سب سے پہلے بلند آواز سے کلمہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھا تھا (سیرت النبی)

سوال 30۔میدان محشر کس ملک میں قائم ہوگا؟
جواب۔میدان محشر ملک شام میں قائم ہوگا (تفسیر ابن کثیر پارہ 17 رکوع 7)

ایک حکیم سے پوچھا گیا:

زندگی میں کامیابی کیسے حاصل ہوتی ہے؟
حکیم نے کہا اس کا جواب لینے کے لیے آپ کو آج رات کا کھانا میرے پاس کھانا ہوگا۔سب دوست رات کو جمع ہو گئے۔
اس نے سوپ کا ایک بڑا برتن سب کے سامنے لا کر رکھ دیا۔
مگر سوپ پینے کے لیے سب کو ایک ایک میٹر لمبا چمچ دے دیا۔
اور سب کو کہا کہ آپ سب اپنے اپنے لمبے چمچ سے سوپ پینا ہے۔
ہر شخص نے کوشش کی، مگر ظاہر ہے ایسا ناممکن تھا۔
کوئی بھی شخص چمچ سے سوپ نہیں پی سکا۔
سب بھوکے ہی رہے۔
سب ناکام ہو گئے
تو حکیم نے کہا: میری طرف دیکھو۔
اس نے ایک چمچ پکڑا، سوپ لیا اور چمچ اپنے سامنے والے شخص کے منہ سے لگا دیا۔
اب ہر شخص نے اپنا اپنا چمچ پکڑا اور دوسرے کو سوپ پلانے لگا۔ سب کے سب بہت خوش ہوئے۔سوپ پینے کے بعد حکیم کھڑا ہوا اور بولا: جو شخص زندگی کے دسترخوان پر اپنا ہی پیٹ بھرنے کا فیصلہ کرتا ہے، وہ بھوکا ہی رہے گا۔
اور جو شخص دوسروں کو کھلانے کی فکر کرے گا، وہ خود کبھی بھوکا نہیں رہے گا۔
دینے والا ہمیشہ فائدہ میں رہتا ہے، لینے والے سے۔ آپ زندگی میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے، جب تک آپ کے دوست احباب کامیاب نہیں ہوتے۔
ہم سب کی کامیابی کا راستہ دوسروں کی کامیابی سے ہو کر گزرتا ھے.

نعتِ پاکِ مصطفیٰ ﷺ

کسی کو دید کے شربت نے کامیاب کیا
کسی کو شوق زیارت نے کامیاب کیا

کسی کو یار کی وصلت نے کامیاب کیا
کسی کو یار کی فرقت نے کامیاب کیا

نہ سونا، چاندی نہ دولت نے کامیاب کیا
ہمیں نبی کی محبت نے کامیاب کیا

بھٹکتے کفر کی ظلمت میں ہم ہے شکرِ خدا
مدینے والے کی طلعت نے کامیاب کیا

فرشتے سوئے سقر لے کے جانے والے تھے
مگر حضور کی نسبت نے کامیاب کیا

گلاب بیلا چمیلی کو پوچھتا ہی کون
ترے پسینے کی نکہت نے کامیاب کیا

ہماری کشتی تھی بحرِ الم میں غوطہ زن
ہمیں درود کی کثرت نے کامیاب کیا

ہمارا حال تو چوپائے کی طرح ہوتا
مگر حضور کی بعثت نے کامیاب کیا

فلک کا چاند ہو، خورشید ہو کہ ہو انجم
مہِ تمام کی طلعت نے کامیاب کیا

کوئی عمل نہ تھا ایسا جو لے کے جائے ارم
ہمیں تو بس تری الفت نے کامیاب کیا

بتایا حضرت ایوب نے زمانے کو
مجھے نبی کی ضیافت نے کامیاب کیا

چلایا جس نے ”اطیعوا الرسول“ پر خود کو
اسے نبی کی اطاعت نے کامیاب کیا

ذرا بھی شک نہیں ہم تھے کہاں کسی قابل
”ہمیں تو نعتِ رسالت نے کامیاب کیا“

بروز حشر مجھے ہر کسی نے دھتکارا
شہ امم کی شفاعت نے کامیاب کیا

بہشتی بنتے ہیں جاتے ہیں جو مدینے میں
انہیں تو شہ کی بشارت نے کامیاب کیا

میں گرنے والا تھا پل سے سنبھل گیا لیکن
شہ امم کی اعانت نے کامیاب کیا

ڈبویا فلمی اداکاروں کی روش نے تمہیں
ہمیں حضور کی سنت نے کامیاب کیا

لیا تھا ہم نے فقط نام اپنے آقا کا
ہمیں تو خود ہی مصیبت نے کامیاب کیا

جو بکری بانجھ ہو وہ دودھ کیسے دے گی؟ مگر
نبی کے دست کی برکت نے کامیاب کیا

ملے جو نعمت عظمیٰ کہیں گے ہم شاکر
رخِ نبی کی تلاوت نے کامیاب کیا

نتیجۂ فکر؛ شاکر رضا نوری

نعت رسول ﷺ

ہو گی عطا ہمیں بھی کسی روز شان شوق
پھر ہو گی ان کی نعت ہی شوق زبان شوق

عرش بریں سے آئے گی امداد دیکھنا
پڑھ کر درود نعت لکھو، شاعران شوق

آ جائیں ہم بھی آپ کی دہلیز تک حضور
یہ کہہ رہا ہے آپ سے جاناں جہان شوق

عشقِ رسول خانۂ دل کا چراغ ہے
روشن رہے گا حشر تک اپنا مکان شوق

طے کرتے ہیں جنون سے آگے کا مرحلہ
آئیں خرد کی جال میں کیوں رہروان شوق

جام الست پینے پلانے کے واسطے
”لے آ رہا ہے تیری طرف کاروان شوق“

واعظ! بلا کے نوش ہیں خود شیخ محترم
یہ کہہ رہے ہیں دیکھ سبھی آسمان شوق

اختر دیار یار میں آداب شرط ہیں
لا ترفعو! کا پاس رکھیں زائران شوق

از: محمد شعیب اختر قادری دھرم سنگوا یوپی

نعت رسول ﷺ

زمانے میں لے کر بہار آ رہے ہیں
وہ دینے سبھی کو قرار آ رہے ہیں

سفر کے لئے جن کے رک جائے لمحہ
وہی وجہ لیل و نہار آ رہے ہیں

جو حرمت کو حلت میں تبدیل کر دیں
نبی ایسے با اختیار آ رہے ہیں

فقط پھول کیا، خار بھی ان پہ قرباں
انوکھا وہ یوں لیکے پیار آ رہے ہیں

جنھیں جانی دشمن بھی کہتے ہیں صادق
جہاں میں وہ با اعتبار آ رہے ہیں

خزاں کا نہ سایہ بھی ہوگا یہاں اب
چمن میں وہ جان بہار آ رہے ہیں

نہ جن کا کوئی ثانی تھا، ہے نہ ہوگا
خدا کے وہی شاہکار آ رہے ہیں

بہت کبر کا ہے دماغ آسماں پر
مٹانے اب اس کا خمار آ رہے ہیں

بہت ہو گیا کاروبار اب ترا شرک
مٹانے ترا کاروبار آ رہے ہیں

نظام جہاں کتنا بکھرا ہے عینی
بنانے اسے سازگار آ رہے ہیں

از: سید خادم رسول عینی قدوسی ارشدی

نعت رسول ﷺ

اشکِ فراق یار سے پہلے وضو کریں
دیدار روے جاناں کی پھر جستجو کریں

وردِ درود پاک سے خوشبو کشید کر
آؤ مشام جان و جگر مشک بو کریں

شوقِ درِ حضور میں بسمل ہوا ہے دل
گلزار ہشت خلد کی کیا آرزو کریں

ایسی کوئی لکھا دے مجھے نعت یا خدا
جلوہ نمائی آپ ہی وہ ماہ رو کریں

میخانۂ جہاں میں کہاں ہے شراب حق
چشمان لطف یار سے حاصل سبو کریں

ایسا بھی کوئی زیست میں لمحہ ملے خدا
نعتیں رقم حضور کے ہم روبرو کریں

نیرنگیِ جہاں سے میسر نہیں سکوں
سو زلف عنبریں کی چلو گفتگو کریں

ان کی ولا میں چاک گریباں ہو پہلے پھر
ہم خار زار طیبہ سے اس کو رفو کریں

تیرے سوا ہے کون ہمارا جہان میں
”ہم کیا کریں اگر نہ تری آرزو کریں“

کلیاں ریاض فکر کی مرجھا گئیں ہیں سب
آب عطا سے اس کو شہا سبز رو کریں

احسان باغ فکر میں آجائے گی بہار
قربان نعت پاک پہ دل کا لہو کریں

از: محمد احسان اللہ احسان علیمی

تاثر جلیل

خلیفۂ حضور گلزارِ ملت حضرت مولانا
مفتی محمد سہیل سعدی اسمٰعیلی امجدی لکھنؤ

حامداو مصلیا و مسلما

بفضلہ تعالیٰ و تقدس بلا مبالغہ پیام شعیب الاولیاء ایک دیدہ زیب اور دل کش، جاذب نظر مجلہ ہے۔ حالات حاضرہ کے تناظر میں لکھے گئے اب تک کے مجلے اس بات کا منھ بولتا ثبوت ہیں کہ ذمہ داران کی نظر ہر قسم کے حالات اور اس گتھی کو سلجھانے والے عوامل پر یکساں وسعت پذیری کی حامل ہے۔ یقیناً یہ انتہائی قابل داد کاوش ہے اس کے مضامین مختصر، عام فہم، سادہ انداز مگر دلائل سے پر اور اثر انگیز الفاظ سے معمور ہوتے ہیں، مشمولات معیاری اور اردو ادب کے لئے قابل تحسین و مثالی ہیں، حسن طباعت و اشاعت، جمع و ترتیب اور حسن مواد سے مزین یہ مجلہ عوام و خواص کے لئے بیش بہا ذخیرہ ہے۔ خالق کائنات جل وعلا اس کا فیض ہر خاص و عام تک پہنچائے اور مزید برکات عطا فرمائے تمامی ذمہ داران کو حاسدین کے حسد سے محفوظ فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

۔طالب رضائے الٰہی سہیل سعدی اسماعیلی امجدی لکھنؤ

تاثر گرامی

حضرت مولانا مفتی محمد عرفان قادری امجدی
صدر المدرسین مدرستہ الدراسات السنیہ جامعۃ الرضا بہرائچ شریف یو پی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ! سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء دیکھنے اور پڑھنے کا شرف حاصل ہوا بڑی خوش اسلوبی سے اس کے مضامین ترتیب دئے گئے ہیں، انتہائی قابل تحسین عناوین،، بہت جاذب نظر، صوری و معنوی خوبیوں سے مزین، علم و حکمت سے لبریز اور فکر انگیز تحریریں مجلہ کا حصہ ہیں عقائد و اعمال کا حسین و عظیم امتزاج ہے خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہے۔ بلا شبہ یہ رسالہ اپنے قارئین کے ہر گوشے میں رہنمائی کرتا ہوا نظر آتا ہے، محض چند ایام میں اس کی کامیابی کا شور ہر چہار جانب سنائی دے رہا ہے دور حاضر کے بے لگام اور حیا سوز پرنٹ میڈیا و سوشل میڈیا کے حبس زدہ ماحول میں سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء کا اجراء خوشگوار ٹھنڈی ہوا کے ایک جھونکے کی حیثیت رکھتا ہے، روز مرہ زندگی کے ہر اہم گوشے کے حوالے سے اس میں تربیتی مضامین انتہائی سادہ اور موثر انداز میں لکھے جاتے ہیں موضوعات کی اس قدر وسعت و تنوع کسی دوسرے معاصر مجلہ میں موجود نہیں ہر مسلمان گھرانے میں اس کی موجودگی نہایت ضروری ہے۔ چیف ایڈیٹر صاحبزادہ محمد افسر علوی قادری صاحب و نائب ایڈیٹر (محب گرامی) مفتی محمد نعیم امجدی اسماعیلی صاحب اور دیگر ممبران و اراکین کی یہ عمدہ کاوش جملہ اہل اسلام کے لیے راہ عمل ہے۔ ان شاءاللہ اس کے ذریعے لاکھوں بے راہ، راہ ہدایت پا کر اپنی آخرت سنواریں گے خدائے تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر مزید ترقی عطا فرمائے، اس رسالے کو مقبول خاص و عام کرے اور مسلمانوں کو اس کی جانب مراجعت کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

از۔ مفتی محمد عرفان قادری امجدی

خادم التدریس مدرستہ الدراسات السنیہ جامعۃ الرضا دو برسائیں پوروہ

نانپارہ، بہرائچ شریف یو پی

اظہارِ مسرت

مفتی اللہ بخش امجدی شہر قاضی جالنہ
(غوث اعظم فاؤنڈیشن)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

جناب صاحبزادہ مولانا سید محمد افسر علوی
چیف ایڈیٹر سہ ماہی پیام شعیب الاَولیاء

امید کہ آپ بخیر وعافیت ہوں گے سہ ماہی پیام شعیب الاَولیاء عرس شعیب الاَولیاء کے موقع پر 23/محرم الحرام 1444ھ مطابق 22 اگست 2022ء باصرہ نواز ہوا مندرجات کو مطالعہ کرنے کے بعد بے ساختہ زبان سے سبحان اللہ جاری ہوا اور دل باغ باغ ہو گیا۔تمام مضامین خوب سے خوب تر ہیں۔خصوصا شعیب الاَولیاء کی شخصیت پر مضامین کا گلدستہ بہت خوب ہے،تاج الفقہاء مدظلہ العالی کی شرعی رہنمائی انوار قرآن ،گلدستہ حدیث،درس طب،عصریات،اسلامیات کے تحت نہایت وقیع اور معلومات افزا مضامین سے رسالہ ہذا پر ہے۔نیز فقیر کا مضمون حضور "شعیب الاَولیاء اور فروغ مسلک اعلی حضرت" کو شامل اشاعت کرنے پر چیف ایڈیٹر سہ ماہی پیام شعیب الاَولیاء کا شکر گزار ہوں۔اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رسالہ ہذا کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے رسالہ ہذا کے جمیع اراکین کو سلامت با کرامت رکھیں۔
آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم از:اللہ بخش امجدی شہر قاضی جالنہ
(غوث اعظم فاؤنڈیشن)9506086609

رسالہ کا ضرور بالضرور مطالعہ کریں

مفتی نوشاد عالم امجدی
پرنسپل دارالعلوم غریب نواز بال پور کلاں سلیم پور دیوریا یوپی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ میرے بہت ہی عزیز وقریب حبیب محترم مکرم حافظ وقاری مولانا سید افسر علوی صاحب پیام شعیب الاولیاء کے نام سے ایک رسالہ کو منظر عام پر لانے میں کامیاب ہوئے ہیں جس میں ملک کے اکثر بڑے علماء شامل ہیں تاکہ اردو اور شریعت سے لگاؤ رکھنے والوں کے لیے بہترین قدم ثابت ہو اُن کی اس کوشش کو اللہ تعالیٰ کامیاب بنائے اور آج ہم سب لوگوں کے سامنے روز روشن کی طرح یہ عیاں ہے کہ سب سے زیادہ ضرورت آج کے دور میں ایک بہترین رسالے کی تھی تاکہ اپنی باتوں کو مسلم قوم کا درد رکھنے والوں تک بالخصوص اردو داں طبقہ تک پہو چایا جاسکے اس کام کو انجام دینے کے لئے سید افسر علوی صاحب نے بہت ہی محنت کی ہے اور بہت مشقت کے بعد اس کام کو انجام تک پہنچایا ہے جتنے بھی میرے دوست ہیں میں ان سے گزارش کروں گا اس رسالے کا ضرور بالضرور ایک بار مطالعہ کریں۔

چیف ایڈیٹر

مجلہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء،،،،،،

سلام مسنون!

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

امید کہ مزاج عالی بخیر ہوں گے،خوشی کی بات یہ ہے کہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء جب سے فلک صحافت پر طلوع ہوا ہے تب سے لیکر اب تک مسلسل جہالت کی تاریکیاں چھٹ رہی ہیں اور علم کے اجالے سے ایک عالم روشن ومنور ہوتا جا رہا ہے سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء بڑی ہی کامیابی کے ساتھ ہر سہ ماہ اپنی نورانیت بکھیرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔
یہ سب چیف ایڈیٹر چشم وچراغ خانوادئے حضور شعیب الاولیاء،پیکر

اوصاف مظہر شعیب الاولیاء وشہزادۂ حضور چشتی میاں پیر طریقت حضرت حافظ وقاری مولانا محمد افسر علوی قادری چشتی خانقاہ یارعلویہ فیض الرسول براؤں شریف اوران کی پوری ٹیم کی کوششوں کا ثمرہ ونتیجہ ہے اور شیخ طریقت شہزادۂ مظہر شعیب الاولیاء عابد شب زندہ دار حضرت علامہ الحاج غلام عبد القادر چشتی علوی صاحب قبلہ نایب منیجر مرکزی دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف کی دعائیں اور سلسلہ کے بزرگوں کا فیضان ہے۔سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء سرِورق سے لیکر صفحۂ آخر تک ظاہری و معنوی دونوں اعتبار سے خوب سے خوب تر ہے۔

اللہ تعالیٰ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور مقبول انام فرمائے اور جملہ اراکین مجلہ کو اپنے حبیب پاک صلیٰ اللہ علیہ وسلم کے صدقے دنیا وآخرت کی بھلائی عطا فرمائے آمین ثم آمین ۔دعا گو فقیر احمد حسین نوری خطیب و امام دھورہاں الہ آباد تاریخ ....یکم ربیع الغوث سن ۱۴۴۴ھ مطابق....28/ 10/ 2022ء

سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء کا

دوسرا خصوصی شمارہ

اربابِ لوح وقلم--------------سلام مسنون

18 رجب المرجب 1444ھ کو علمبردار سنیت، شیدائے اعلیٰ حضرت، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت، شہزادۂ حضور شعیب الاولیاء، حضرت بابرکت مولانا الحاج الشاہ صوفی محمد صدیق احمد قادری چشتی یارعلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس سراپا قدس ہے۔ عرسِ پاک کے موقع پر وابستگانِ سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ یارعلویہ اور جملہ مسلمانانِ اہل سنت کو بطورِ ہدیہ پیش کرنے کے لئے حضور مظہرِ شعیب الاولیاء کی حیات وخدمات پر مشتمل ایک خصوصی شمارہ شائع کرنے کا عزم کیا گیا ہے اگر قادرِ مطلق نے توفیق بخشی تو ان شاءاللہ تعالیٰ خصوصی شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔

وابستگان لوح وقلم سے پرخلوص گزارش ہے کہ حضور مظہرِ شعیب الاولیاء کی سیرت وشخصیت حیات وخدمات اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت سے متعلق اپنے گراں قدر مضامین ہمیں ارسال فرمائیں ہم آپ کے بے حد ممنون ومشکور ہوں گے۔

یاد رہے معیاری مضامین ہی شامل اشاعت ہوں گے۔

آپ حضرات اپنی نگارشات 15 / جمادی الثانی 1444ھ تک ادارتی ٹیم کے حوالے فرمادیں، بصورت دیگر ہم آپ کی نگارشات شائع کرنے سے قبل از وقت معذور ہیں۔ عناوین کے انتخاب اور مواد کے حصول کے لئے ذیل کے واٹس ایپ نمبرات پر رابطہ فرمائیں

صاحبزادہ محمد افسر علوی
7081182040

محمد نعیم امجدی
9984896902